رہبر کامل صلی اللہ علیہ وسلم

www.KitaboSunnat.com

مولانا حکیم عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ

مسلم پبلیکیشنز

MUSLIM PUBLICATIONS

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیرت النبی ﷺ کے 19 دلآویز
پہلوؤں کا شاندار تذکرہ

رہبرِ کامل ﷺ

(مفید اضافوں اور تخریج و حوالہ جات کے ساتھ جدید ایڈیشن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلم پبلیکیشنز

تاسیس: مولانا حکیم عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ بنام "مسلمان کمپنی" 1921ء
بانی و مدیر ہفت روزہ "مسلمان"

تجدید: مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی رحمہ اللہ بنام "مسلم پبلی کیشنز" 1970ء
بانی و سابق چیف ایڈیٹر ماہنامہ ضیائے حدیث، لاہور

کتاب:

رہبر کامل ﷺ

تالیف:

مولانا حکیم عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ

تزئین و تخریج:

مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی رحمہ اللہ

اہتمام:

حافظ عبدالوحید سوہدروی حفظہ اللہ

ایڈیشن:

جنوری 2015ء

جملہ حقوق بحق مسلم پبلیکیشنز محفوظ ہیں

12 عثمان غنی روڈ، سنت نگر، لاہور 042-37249678
25 بادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار، لاہور 042-37247266
0322-4044013 | 0321-4259678

ہماری کتب مل سکتی ہیں

لاہور: 36 لوئر مال، دارالسلام
دارالسلام، ڈیفنس، دارالسلام، پکیوروڈ، دارالسلام اردو بازار
مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار
کتاب سرائے، اردو بازار
فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ، کوتوالی روڈ
مکتبہ اہلحدیث، امین پور بازار
گوجرانوالہ: نعمانی کتب خانہ، اردو بازار
حدیبیہ، پیپلز کالونی
راولپنڈی: مکتبہ عائشہ، راجہ بازار
کراچی: دارالسلام، مین طارق روڈ
فضلی سنز، اردو بازار
اسلام آباد: دارالسلام، F8 مرکز
گجرات: دارالایمان، نزد فوارہ چوک
کوئٹہ: مکتبۃ الہدیٰ، شیرانی مارکیٹ آرچر روڈ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فہرست

حرف چند 25

عرض ناشر 28

دیباچہ 31

پہلا باب — آنحضور ﷺ ایک بیٹے کی حیثیت میں 36

آپ ﷺ کی ولادت 36

ولادت پر خوشی 37

اسم شریف کا اعجاز 37

بچپن کی برکات 38

آپ ﷺ کی برکت کا اثر سواری پر 39

آپ ﷺ پر بادل کا سایہ 39

آپ ﷺ کا پہلا انشراح صدر 40

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک کاہن کی پیش گوئی 40
رضاعی ماں کی خدمت 41
بے عیب بچپن 42
آپ ﷺ کے بچپن کا ایک عجیب واقعہ 42
والدین کا ادب واحترام 44
رضاعی ماں کا احترام 45
اُم ایمن رضی اللہ عنہا کا احترام 46
رضاعی ماں کی سفارش 46
حقیقی ماں سے محبت 47
قابل تقلید بچپن 48
بچوں کے لیے کامل نمونہ 48
ابو طالب کی شہادت 49
گھر کی لونڈی کی شہادت 50

دوسرا باب آنحضور ﷺ ایک شوہر کی حیثیت میں 52

حضور ﷺ کا نکاح 52
آپ ﷺ کی کثرت ازدواج کے اسباب 55
ازواج رضی اللہ عنہن سے حسن سلوک 57
حضور ﷺ کے قیمتی ارشادات 57

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بیویوں سے طرز عمل 59

ازواج رضی اللہ عنہن میں مساوات 59

بیویوں کی دل داری 60

اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی دل داری 61

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی دل داری 61

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک واقعہ 62

ازواج رضی اللہ عنہن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُلفت 63

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ازواج رضی اللہ عنہن سے برتاؤ 64

نبوی تعلیم کا ازواج رضی اللہ عنہن پر اثر 65

عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے جویریہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں 66

عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں 66

عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں 66

عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے سودہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں 67

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن کو ہدایت 67

ازواج رضی اللہ عنہن کو تبلیغ دین کا حکم 68

اَزواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور تبلیغ 68

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام 68

بیویوں کو وعظ و نصیحت 69

حرم کی روحانی و جسمانی بالیدگی 69

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کامیاب شوہر 71
ازواج رضی اللہ عنہن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ 72
عورتوں کی اصلاح 73
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج رضی اللہ عنہن 74
محبت کے اسباب 75
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے لافانی محبت 76
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ 77
تیسرا باب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک باپ کی حیثیت میں 78
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد و احفاد 78
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ 82
اولاد کی شادیاں 82
شادیوں میں بے تکلفی 83
سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی مثالی شادی 84
سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کا جہیز 85
رقیہ رضی اللہ عنہا و اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی سادہ شادیاں 86
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے محبت 87
فرزند کی وفات پر تاثرات 88
نواسی سے محبت 89

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے محبت	90
حسنین رضی اللہ عنہما سے محبت	90
فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے محبت	93
اولاد کی تعلیم و تربیت	96
حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی تربیت	96
شائستہ اولاد	97
مہذب اولاد	98
سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بے مثل ذہانت	98
سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بے نظیر فطانت	99
اولاد پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ	101
نبوی تعلیم کا اولاد پر تا آخر اثر	102
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر	103
صحیح تعلیم و تربیت کے دور رس اثرات	104
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی شدہ اولاد کو تعلیم	105
چوتھا باب — آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مبلغ کی حیثیت میں	108
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ کا حکم	109
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت کو حکم	109
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی حیثیت	110

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کا حجۃ الوداع پر خطاب 110

تبلیغ صرف علماء کا کام نہیں 111

تبلیغ صرف تقریر و تحریر سے نہیں عمل سے بھی ہوتی ہے 112

وعظ و تبلیغ کا نبوی انداز 113

حضور ﷺ کا اضطراب 114

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ 115

حضور ﷺ کا موثر انداز تبلیغ 116

صحابہ رضی اللہ عنہم کی نگاہ میں تبلیغ 116

تبلیغ کا مقام 117

تبلیغ کے چار اہم محرکات 118

جامع اوصاف مبلغ 118

مبلغ کے سات ضروری اوصاف 120

داعی الی اللہ 121

عملی نمونہ 121

حکمت و موعظت 121

اجتماعی تبلیغ 123

صبر و استقلال 123

قربانی و جاں نثاری 124

استعانت و استغفار 126

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تبلیغ میں اسوہ رسول ﷺ 127
محمدی نصاب تبلیغ 128
پانچواں باب آنحضور ﷺ ایک جرنیل کی حیثیت میں 130
بعض اہم غزوات ایک نظر میں 130
غزوات نبوی کی شاندار کامیابی 132
حضور ﷺ کی شجاعت و بہادری 133
شیر خدا رضی اللہ عنہ کا چشم دید بیان 134
حضور ﷺ اور عرب کا مشہور سپہ سالار 135
حضور ﷺ اور عرب کا مشہور پہلوان 135
حضور ﷺ کی جنگی قابلیت 136
نپولین اور واٹرلو 136
غزوہ احد کا نقشہ 137
مجاہدین اسلام کی شان 138
حضور ﷺ کی فوج سے ہمدردی 138
واشنگٹن کا واقعہ 139
عرب کا جرنیل سپاہیوں کے شانہ بشانہ 140
حضور ﷺ کی حکمت عملی 142
محاصرہ طائف 143

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صلح حدیبیہ 143
حضور ﷺ کی بے نظیر دانش مندی 143
عرب کا فرانس، امریکہ اور انگلستان سے تقابل 144
1914ء کی جنگ عظیم کی مثال 144
جان ڈیون پورٹ کی شہادت 145
اسپین کے مقتولین 145
حضور ﷺ کی تدبیر 145

چھٹا باب آنحضور ﷺ ایک فاتح کی حیثیت میں 146

عام فاتحین کا حال 146
فاتحِ عرب ﷺ کی شان 147
رحمت و رافت کے آٹھ دروازے 147
حضور ﷺ کا عفو عام 148
دوسرے فاتحین کا رویہ 150
ڈین پول کی رائے 150
فاتح عرب ﷺ کی عادتِ مبارکہ 151
فاتح عرب ﷺ کی اپنی قوم کو ہدایت 151
حضور ﷺ کا قیدیوں سے سلوک 152
قیدیوں کے بارے میں دنیا کا دستور 152

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ کی اسیرانِ جنگ سے مروت 153

دشمن قیدی کا بیان 154

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک رائے 154

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا مشورہ 155

آپ ﷺ کا بے پایاں لطف و کرم 155

غزوہ بنی مصطلق کے قیدی 155

غزوہ حنین کے قیدی 156

حضور ﷺ کی شان رحمت و رافت 156

حاتم طائی کی بیٹی سے سلوک 158

قیدیوں پر مزید احسان 158

جارج سیل کی رائے 159

ساتواں باب — آنحضور ﷺ ایک حکمران کی حیثیت میں 160

پیغمبر انقلاب 160

عرب کے پر امن حالات 161

حضور ﷺ کی سربراہانِ مملکت سے خط و کتابت 161

شاہ یمامہ و اسکندریہ 163

خسرو پرویز 164

شاہ قسطنطنیہ 165

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قیصر اور ابوسفیان 165

حضور ﷺ کے حکومتوں سے معاہدے 169

معاہدہ یہود 169

معاہدہ یہود کے فوائد 170

کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا؟ 171

آپ ﷺ کی سادگی 171

آٹھواں باب: آنحضور ﷺ ایک زاہد کی حیثیت میں 174

آپ ﷺ کا زہد و ورع 175

پیٹ پر پتھر 176

آپ ﷺ کا بستر 177

آپ ﷺ کا جبرائیل علیہ السلام کو جواب 178

حضور ﷺ کے دولت کدہ کا حال 179

آپ ﷺ کا زہد اضطراری نہ تھا اختیاری تھا 180

نواں باب: آنحضور ﷺ ایک عابد کی حیثیت میں 182

آپ ﷺ کی عبادت کا نقشہ 182

حضور ﷺ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ 186

رمضان المبارک کی عبادت 187

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبادت کی ترغیب 187

حضور ﷺ کا عکس صحابہ رضی اللہ عنہم میں 188

دسواں باب آنحضور ﷺ ایک جج کی حیثیت میں 192

ایک جج کے لیے ضروری باتیں 192

حضور ﷺ کا عدل وانصاف 193

کفار ومشرکین کا اعتراف 193

حجرِ اسود کا فیصلہ 194

عدل کی لافانی مثال 196

حضور ﷺ کی عدالت تکلف سے مبراء تھی 197

عدل ومساوات کا روح پرور واقعہ 198

آپ ﷺ کی تحقیق وتفتیش کا نمونہ 199

ایک مسلمان اور یہودی میں فیصلہ کی نظیر 200

محاصرہ طائف کا واقعہ 201

قبیلہ بنوثعلبہ کا فیصلہ 202

گیارھواں باب آنحضور ﷺ ایک طبیب کی حیثیت میں 204

اصولِ حفظانِ صحت 204

دانتوں کی صفائی 205

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طب مغربی اور طب نبوی 206

دانتوں کی صفائی کے فوائد 207

وضو کا صحت پر اثر 207

غسل کے طبی فوائد 209

نماز پنجگانہ کے طبی فوائد 210

روزے کے جسمانی فوائد 211

کم خوری کے طبی فوائد 211

حضور ﷺ کا حکیمانہ ارشاد 212

ایک تاریخی واقعہ 213

سادہ خوراک کی ہدایت 214

چھان بورا کے فوائد 214

پانی پینے میں ہدایات 215

داڑھی اور مونچھوں کے احکام 215

ڈاکٹر میکڈانلڈ کی جدید تحقیقات 216

بینائی کے بارے میں حضور ﷺ کی ہدایات 217

حضور ﷺ کے معالجات

218

شہد کے فوائد 218

عودِ ہندی اور عودِ بحری سے علاج 219

سنا مکی سے علاج 220

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کلونجی سے علاج 220

بخار کا علاج 221

فسادِ خون کا علاج 221

سرکہ انگوری کے منافع 222

ماء الشعیر کے فوائد 222

مُنشّی اور مُسکِر اشیاء کے نقصانات 222

جدید سائنٹیفک تحقیقات 223

بارھواں باب آنحضور ﷺ ایک سخی کی حیثیت میں 224

سخی اور زاہد میں فرق 224

حضور ﷺ سخی بھی تھے اور زاہد بھی 225

عظیم ترین صفت 225

آپ ﷺ کی زبانِ اقدس پر کبھی نہ نہیں آیا 225

سخاوت کا بحر بے کراں 227

اہل بیت رضی اللہ عنہم کو جود و سخا کی تلقین 229

سخاوت کی انتہا 230

آپ ﷺ قبل از بعثت بھی سخی تھے 230

آپ ﷺ کا سحابِ سخاوت سب پر برستا تھا 231

گداگری کی کراہت و حرمت 233

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسوۂ رسول ﷺ 235

تیرھواں باب — آنحضور ﷺ ایک شہری کی حیثیت میں 236

آپ ﷺ کے تعلقات کی وسعت 237
ہمسایہ اقوام سے تعلقات 238
غیر مسلموں کی میزبانی 240
بیماروں کی بیمار پرسی 242
خادم مسجد کی نماز جنازہ 242
ہمسایوں کی خبر گیری 243
قبائل میں مصالحت 244
دیہاتیوں کا خیال 245
آدابِ مجلس کی تلقین 245
نو وارد کی تعظیم 246
مصافحہ اور معانقہ 246
دوستوں کا خیال 246

چودھواں باب — آنحضور ﷺ ایک پیر کی حیثیت میں 248

حضور ﷺ سب پیروں کے پیر ہیں 249
صحیح پیرومرشد 249

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ پیر کامل ہیں 250
ساری دنیا میں بڑا ہے کون حضرت ﷺ کے سوا؟ 250
حضور ﷺ کی بیعت 251
حضور ﷺ کی بیعت کا مقصد 251
حضور ﷺ نے عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا 252
عورتوں کو پردہ میں رہنے کی تلقین 253
شیطان پیر اور دیوث مرید 253
علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کی روایت 254
عورتوں کا عہد 255
مردوں کی بیعت 257
حضور ﷺ کی دعائیں 257
حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا 258
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے دعا 259
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کے لیے دعا 259
قبیلہ دوس کے لیے دعا 260
اہل مدینہ کے لیے دعا 260
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے دعا 261
ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعا 261
عروہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا 262

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سولھواں باب — آنحضور ﷺ ایک خوش مذاق کی حیثیت میں — 294

زندہ دلی — 294

حضور ﷺ کی ظرافت — 295

دخول جنت کا باعث — 297

لغو مذاق منع ہے — 298

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے خوش طبعی — 300

پھوپھی رضی اللہ عنہا سے خوش طبعی — 300

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا سے خوش کلامی — 301

ایک شخص سے دل لگی — 301

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خوش طبعی — 302

صحابہ رضی اللہ عنہم کی حضور ﷺ سے خوش طبعی — 302

حضور ﷺ کی ایک دیہاتی صحابی رضی اللہ عنہ سے دل لگی — 303

بچوں سے خوش طبعی — 303

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دل لگی — 304

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خوش طبعی — 304

ستارھواں باب — آنحضور ﷺ ایک تاجر کی حیثیت میں — 306

حضور ﷺ کا آغازِ تجارت — 306

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت 307
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کمرشل ایجنٹ 307
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجارت میں برکت 308
تجارت کی ترغیب 309
صحابہ رضی اللہ عنہم اور تجارت 309
تجارت کی عظمت وفضیلت 311
حلال تجارت 312
حلال کاروبار کی برکت وفضیلت 313

اٹھارھواں باب — آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مصلح کی حیثیت میں 316

منفرد مصلح 316
اعلیٰ درجے کا مصلح 317
رسم غلامی کی اصلاح 318
قیدیوں کی رسوم کی اصلاح 319
لڑکیوں پر ظلم اور اس کی اصلاح 319
جاہلانہ نکاح اور ان کی اصلاح 319
عورتوں پر ظلم کی اصلاح 320
انسانیت پر ظلم کی اصلاح 321
توہمات ورسومات کی اصلاح 321

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طرح برصغیر میں بدھ مت، جین مت، ہندومت، آریہ سماجی اور سکھ مذاہب کی شخصیات میں گوتم بدھ، رام چندر، کرشن جی، سوامی دیانند سرسوتی اور گرونانک کے نام لائق ذکر ہیں۔ اسی طرح زرتشت، مانی، مزدک، اور کنفیوشس جیسی مذہبی شخصیات کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ مگر ان تمام آسمانی اور غیر آسمانی مذاہب کی شخصیات میں کوئی ایک بھی ایسی نہیں کہ جس کی سیرت کو اس اہتمام سے مرتب کیا گیا ہو۔ حضور سرور کائنات ﷺ کی سیرت کو نہ صرف یہ کہ ہزاروں سیرت نگاروں نے مرتب کیا ہے بلکہ ان میں ایک خاص تعداد ان مصنفین کی بھی ہے کہ جنھوں نے مسلمان نہ ہوتے ہوئے بھی آپ کی سیرت پر قلم اٹھایا ہے۔ ان حضرات میں سے کچھ نے مثبت اور چند ایک نے تنقید و تنقیص سے بھی کام لیا ہے۔ جس کا جواب سیرت نگاروں نے مدلل انداز میں فراہم کرکے دفاع سیرت کا حق ادا کیا ہے۔

آپ ﷺ کی سیرت نگاری کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ اس وقت بھی کم و بیش پچاس زبانوں میں سیرت کا سرمایہ موجود ہے۔

''رہبرِ کامل ﷺ'' ذخیرہ سیرت میں ایک منفرد کتاب ہے۔ اردو زبان میں اس اسلوب اور پیرائے میں بہت کم لکھا گیا ہے۔ اس کتاب کے مصنف کا علمی دنیا میں ایک معروف نام ہے۔ آپ کے قلم سے متعدد کتب لکھی گئی ہیں جن میں ایک دو مختصر کتابیں سیرت پر بھی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے جو حسن قبول ''رہبرِ کامل ﷺ'' کو بخشا ہے وہ لائق توجہ ہے۔ مولانا عبدالمجید سوہدروی ایک عالم اور محقق ہیں۔ انھوں نے کتاب و سنت کے مسلک کی تبلیغ و اشاعت میں اپنے قلم کو وقف رکھا۔ اردو زبان کی دینی صحافت میں ان کے رشحات قلم یادگار ہیں۔ پیش نظر سیرت کی کتاب میں انھوں نے حیات طیبہ اور اسوۂ حسنہ کے انیس مختلف مگر ضروری پہلوؤں پر بڑی عمدگی سے مواد فراہم کیا ہے۔ ان ابواب کے مطالعے سے طبیعت میں حسن عمل کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ کی جن متنوع حیثیات کو اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب سیرت میں پیش کیا گیا ہے ان میں آپ ﷺ کی حیثیت کو ایک بیٹے، شوہر، باپ، مبلغ، جرنیل، فاتح، حکمران، زاہد، عابد، منصف، طبیب، سخی، شہری، پیر و مرشد، معلم، خوش مذاق، تاجر اور مصلح کے بطور پیش کیا گیا ہے اور آخری باب میں آپ ﷺ کی صورت و شمائل کا خوبصورت مرقع فراہم کیا گیا ہے۔

سیرت کی اس کتاب کے ان تمام ابواب میں جن واقعات کو پیش کیا گیا ہے ان کا استناد اس تحریر کو ایک علمی وقعت عطا کرتا ہے۔ کتاب کے بارھویں اور تیرھویں ایڈیشن میں اس کے اہم حوالوں کی تخریج بھی موجود ہے۔ اس کتاب کا اسلوب بہت سادہ، رواں اور شگفتہ ہے جس سے قاری کی دلچسپی مطالعے میں شروع سے آخر تک برقرار رہتی ہے۔ کتاب کی مقبولیت کا یہ عالم دیکھیے کہ اس کے اب تک 13 ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ میری رائے میں مناسب تبدیلی کے ساتھ اس کتاب کا دنیا کی دیگر زبانوں میں ترجمہ ضروری ہے۔ موجودہ ایڈیشن طباعتی ذوق کے اعتبار سے لائق تحسین ہے۔ کتاب دیدہ زیب اور جاذب نظر ہے۔ اس کا مطالعہ سیرت کا ایک ذوق پیدا کرتا ہے جو بالآخر حسن عمل کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اپنی انہیں خصوصیات کے باعث یہ تصنیف عامۃ الناس، علماء، طلبہ اور خطیب حضرات میں پذیرائی حاصل کر رہی ہے۔ مولانا محمد ادریس فاروقی بانی و سرپرست ادارہ مسلم پبلی کیشنز لائق مبارکباد ہیں جو اپنے جد محترم مولانا عبدالمجید سوہدروی کی کتب کو شائع کر کے ملک و قوم کو ایک گونہ مستفید کر رہے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر (رحمہ اللہ)

بیت الحکمت، لاہور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں حصہ لیں اور اسے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھائیں۔ اگر ممکن ہو تو اسے عامۃ الناس میں تقسیم فرمائیں۔ یہ اصلاح قوم اور فلاحِ آخرت کا بہترین ذریعہ ہے۔

فقط والسلام

محمد ادریس فاروقی (رحمہ اللہ)

مسلم پبلی کیشنز، لاہور/سوہدرہ (گوجرانوالہ)

زیر نظر ایڈیشن کتاب کا اٹھارواں ایڈیشن ہے۔ اسے پہلے سے بھی زیادہ دلکش اور عمدہ بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مزید حوالے لگائے گئے ہیں۔ اور جہاں ضرورت تھی وہاں حواشی کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ جہاں حواشی کے بعد (فاروقی) لکھا ہے۔ وہ حواشی والد گرامی مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی رحمہ اللہ کے ہیں اور جن حواشی کے بعد (ن۔ف) لکھا ہے، وہ راقم کی کوشش ہے۔ الحمدللہ

اللہ اس کتاب کو مؤلف اور ناشر کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور روز قیامت نبی مکرم ﷺ کے جھنڈے تلے سب کو جمع فرمائے۔ آمین

محمد نعمان فاروقی

ڈائریکٹر: مسلم پبلی کیشنز، لاہور

ستمبر 2014 / ذوالقعدہ 1435ھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت تک سیرت نبوی ﷺ سے متعلق بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں کتابیں پاک و ہند میں چھپ چکی ہیں مگر جس رنگ میں یہ سیرت پیش کی جارہی ہے یقیناً اس طرز کی کوئی کتاب آپ کی نظر سے نہ گزری ہوگی۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ ہی دنیا میں وہ فرد کامل اورانسان اکمل ہوئے ہیں کہ ان کی نظیر نہ آج تک کوئی پیدا ہوئی اور نہ آئندہ پیدا ہوگی۔

بے شک خدا نے دنیا کی ہدایت کے لیے بڑے بڑے پیغمبر، رسول اور نبی مبعوث فرمائے، بعض قوموں میں رشی اور منی بھی ہوئے گورو اور مہاتما بھی آئے مگر کسی قوم کا ہادی کسی قوم کا پیشوا اور راہنما ایسا نہیں ہوا جو انسانی زندگی کا ایک مکمل لائحہ عمل ان کے سامنے رکھ سکے اور اپنی زندگی کو اپنی امت اور اپنی قوم کے تمام افراد کے لیے بطور نمونہ پیش کر سکے۔ یہ فخر صرف اسی قدسی صفات ذات گرامی کو حاصل ہے جو تمام دنیا کے لیے یکساں راہبر اور مرشد و ہادی بن کر آیا اور جس کے متعلق خود مالک الملک نے فرمایا کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔[1]

آپ خود ہی انصاف فرمایئے کہ جس مقدس ہستی کے حالات اپنے اور بیگانے سب شائع کر رہے ہوں۔ اور ایک دو کی تعداد میں نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں مختلف ہاتھوں کی لکھی ہوئی سوانح عمریاں اس وقت دنیا میں موجود ہوں[2] وہ ذاتِ گرامی تمام دنیا کے لیے ایک کامل اور اکمل نمونہ ہو سکتی ہے یا نہیں!!

بس یہی خیال تھا جس کی بنا پر میں نے حضور ﷺ کی سیرت کو اس ترتیب میں مدون کرنا چاہا تاکہ سب پر واضح اور عیاں ہو جائے کہ حضور ﷺ کی مبارک زندگی کامیاب انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور شعبوں کا ایک مجموعہ ہے۔ جس سے اگر کوئی زاہد سبق لے سکتا ہے تو بادشاہ بھی لے سکتا ہے۔

ایک تاجر سبق لے سکتا ہے تو مزدور بھی لے سکتا ہے۔

ایک جرنیل سبق لے سکتا ہے تو ایک سپاہی بھی لے سکتا ہے۔

ایک سخی سبق لے سکتا ہے تو گداگر بھی لے سکتا ہے۔

ایک حکیم سبق لے سکتا ہے تو مریض بھی لے سکتا ہے۔

ایک پیر سبق لے سکتا ہے تو مرید بھی لے سکتا ہے۔

ایک خطیب سبق لے سکتا ہے تو سامع بھی لے سکتا ہے۔

---

[1] کتنے مصنفین نے سیرت النبی ﷺ پر کتب لکھی ہیں، کتنی کتب لکھی ہیں، اور وہ کس قدر چھپی ہیں اور کتنی زبانوں میں چھپی ہیں اور ان کے کتنے کتنے ایڈیشن چھپے ہیں۔ پھر نثر میں کتنی چھپی ہیں اور نظم میں بصورت نعت شریف کتنی طبع ہوئی ہیں۔ یہ وہ تفصیلات ہیں کہ جن کا تاہنوز پتہ نہیں لگایا جا سکا۔ اور صحیح طور پر غالباً پتہ لگایا بھی نہیں جا سکتا۔ (فاروقی) [2] اپنوں نے تو آپ کی سیرت طیبہ پر بہت کچھ لکھا ہی ہے مگر کمال یہ کہ بیگانوں نے آنجناب ﷺ کی سوانح حیات پر بہت کچھ لکھا اور بڑے حسن وخوبی سے لکھا نثر میں بھی لکھا اور نظم میں بھی لکھا۔ اس موقع پر بطور نمونہ نثر و نظم میں ہماری کتب ''اسوۂ رسول'' اور ''ہندو شعراء کا نعتیہ کلام'' ملاحظہ ہوں (مسلم پبلی کیشنز، لاہور/ سوہدرہ۔ گوجرانوالہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک جج سبق لے سکتا ہے تو مجرم بھی لے سکتا ہے۔
ایک فاتح سبق لے سکتا ہے تو ایک شہری بھی لے سکتا ہے۔
ایک باپ سبق لے سکتا ہے تو بیٹا بھی لے سکتا ہے۔
ایک شوہر سبق لے سکتا ہے تو بیوی بھی لے سکتی ہے۔

الغرض دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جو اپنی اپنی لائن اور اپنے اپنے کاروبار حیات میں حضور اکرم ﷺ کی سیرت مقدسہ سے سبق نہ لے سکتا ہو۔ اور دین کے علاوہ دنیاوی مدارج میں ترقی نہ کرسکتا ہو۔

مجھے اپنی عدیم الفرصتی اور بے مائیگی کا اعتراف کرنا چاہیے جس کی وجہ سے میں اس کتاب کو جیسا کہ چاہتا تھا مکمل نہیں کر سکا اور حضور ﷺ کی بہت سی حیثیات کو اس وقت چھوڑ دینا پڑا۔ اگر توفیق الٰہی شامل حال رہی اور احباب کرام نے اس کی عزت افزائی کی تو ان شاء اللہ العزیز آئندہ اسے مکمل کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔[1]

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ الرَّفِيْقُ.

عبدہٗ عبدالمجید خادم سوہدروی (رحمہ اللہ)

[1] افسوس کہ حضرت مولف کی عمر نے وفا نہ کی اور آپ اس آرزو کو پورا نہ فرما سکے۔ چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی تو ہم ''رہبر کامل ﷺ'' (حصہ دوم) لکھ کر حضرت المحترم مولانا سوہدروی ﷫ کی آرزو پوری کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور اگر توفیق ایزد متعال شامل حال رہی تو ہم اس میں بڑا مفید اور خوبصورت اضافہ کریں گے۔ ان شاء اللہ العزیز (فاروقی)۔ اب مولانا محمد ادریس فاروقی ﷫ بھی اس دنیا میں نہیں رہے۔ پڑدادا جان مولانا عبدالمجید سوہدروی ﷫ اور والد گرامی مولانا ادریس فاروقی ﷫ کی آرزو کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے الحمدللہ رہبر کامل: جلد2 پر کام شروع کر دیا گیا ہے۔ (نعمان فاروقی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آنحضور ﷺ ایک بیٹے کی حیثیت میں

آپ ﷺ کی ولادت

حضور ﷺ دوشنبہ کے دن 9 ربیع الاول 1 عام الفیل مطابق 22 اپریل 571 مطابق 25 بیسا کھ 628 بکرمی مکہ معظّمہ میں بعد از صبح صادق اور قبل طلوع آفتاب پیدا ہوئے۔[1]

تاریخ پیدائش میں بعض مورخین نے اختلاف کیا ہے کسی نے 8 ربیع الاول کسی نے 12 ربیع الاول لکھی ہے مگر دوشنبہ (سوموار) کے دن پر سب متفق ہیں اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ حضور ﷺ سوموار کے دن پیدا ہوئے تھے۔ جب حساب لگایا جاتا ہے تو سوموار کا دن بجز 9 ربیع الاول کے اور کسی تاریخ کے ساتھ مطابقت نہیں کھاتا۔ اس لیے لامحالہ صحیح تاریخ پیدائش 9 ربیع الاول ہی ہوسکتی ہے۔

ہندوستان کے مایہ ناز مورخ اور سیرت نبوی رحمۃ للعالمین ﷺ کے مشہور مصنف علامہ

---

[1] رحمة للعالمين ﷺ.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری رحمہ اللہ نے بڑی تحقیق و تدقیق کے بعد اور تمام سنین مروجہ کا مقابلہ کر کے 9 ربیع الاول ہی کو ترجیح دی ہے اور لکھا ہے کہ یہی تاریخ صحیح ہے۔

ولادت پر خوشی

آپ ﷺ کی پیدائش پر آپ کے سب رشتہ داروں کو بڑی خوشی ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ اگر چہ آپ کی پیدائش سے پہلے ہی انتقال فرما چکے تھے، مگر آپ کے چچا ابو طالب وغیرہ اور آپ کے دادا موجود تھے، جو فرط انبساط سے جامہ میں پھولے نہ سماتے تھے۔ ابولہب کو جب اس کی لونڈی ثویبہ نے آپ کی تولید کی خبر دی تو وہ اتنا خوش ہوا کہ اس خوش خبری سنانے والی لونڈی کو اسی خوشی میں آزاد کر دیا۔[1] آپ کے دادا عبدالمطلب نے جب یہ خبر سنی تو سنتے ہی گھر میں آئے اور آپ کو اٹھا کر خانہ کعبہ لے گئے۔ اور دعا مانگ کر واپس لائے۔[2] اور پھر ساتویں دن قربانی کی اور تمام قریش کو دعوت دی، دعوت کھا کر لوگوں نے پوچھا کہ بچے کا نام کیا رکھا؟

عبدالمطلب نے کہا: محمد۔

لوگوں نے تعجب سے پوچھا: ''کہ آپ نے اپنے خاندان کے سب مروجہ ناموں کو چھوڑ کر یہ نام کیوں رکھا؟''

کہا: ''میں چاہتا ہوں کہ میرا بچہ دنیا بھر کی ستائش اور تعریف کا شایان قرار پائے۔''[3]

اسم شریف کا اعجاز

دادا کے مقرر کردہ نام پر غور کرو اور دیکھو کہ وہ کس زمانہ میں اور کس ماحول میں ایسا نام تجویز کر رہا ہے اور کس طرح ایک اچھے نام سے اچھے کام کی توقع رکھتا ہے۔

① فتح الباری: 140/9. ② سیرۃ ابن ہشام: 168/1. ③ البدایۃ والنہایۃ: 247/2.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے ساتھ ہی حضور ﷺ کے والدین، عبداللہ و آمنہ کے اسمائے گرامی پر بھی غور کرو۔ اس زمانے کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہوئے آپ یقیناً تعجب کریں گے کہ ایسے پاک نام کیونکر رکھے گئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی ارہاص نبوت [1] تھا۔ جس بچے کو باپ کے خون سے عبودیت الٰہی اور ماں کے دودھ سے امن عامہ کی گھٹی ملی ہو۔ کچھ تعجب نہ کرنا چاہیے کہ وہ محمود الافعال اور حمید الصفات ہو۔ اور تمام دنیا کی زبان سے ''محمد'' کہلائے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

بچپن کی برکات

سیدہ آمنہ نکاح کے پہلے ہی ہفتے میں امانت دار نور محمد علیہ التحیۃ والثناء بن گئی تھیں۔ آپ کو خواب میں بتایا گیا تھا کہ بچے کا نام ''احمد'' رکھنا۔ چنانچہ ماں نے آپ ﷺ کا نام احمد رکھا۔ [2] اور دادا نے محمد ﷺ۔ پس یہ دونوں نام حضور ﷺ کے ذاتی نام ہیں۔ اس خواب کے بعد سیدہ آمنہ کو یقین ہو گیا تھا کہ ان کا مولود نہایت مبارک و مسعود ہوگا۔ چنانچہ جب حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو گود لینے میں اس لیے تامل کیا کہ آپ یتیم بچے ہیں تو حضرت آمنہ نے فرمایا تھا:

«يَا ظِئْرُ سَلِيْ عَنِ ابْنِكِ فَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ لَهُ شَانٌ»

''اے دایہ! اس بچے سے مطمئن رہو اس کی بڑی شان ہونیوالی ہے۔'' [3]

شروع شروع میں چند روز آپ ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ اور آزاد شدہ لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا۔ [4] مگر جب آٹھ دن کے ہو گئے۔ تو شرفائے مکہ کے دستور اور آب و ہوا

---

[1] مراد نبوت کی ابتدائی علامات. [2] سيرة ابن هشام : 168/1. [3] طبقات ابن سعد : 111/1. [4] صحيح البخاري، النكاح، باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من النسب، حديث : 510، وصحيح مسلم، الرضاع : باب تحريم الربيبة واخت المراة، حديث : 1449.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے لحاظ سے آپ ﷺ کو ایک بدوی عورت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا گیا۔ [1]

آپ ﷺ کی برکت کا اثر سواری پر

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب حضور ﷺ کو یتیم سمجھ کر کسی دایہ نے دودھ پلانے کے لیے نہ لیا کہ اس سے ہمیں خاطر خواہ منفعت نہ ہوگی تو آپ ﷺ کی والدہ نے مجھے کہا۔ مجھے بھی گویا خیال تھا کہ تنخواہ کم ملے گی، مگر چونکہ مجھے شہر سے اور کوئی بچہ نہ ملا تھا اس لیے میں نے آپ ﷺ کو لے لیا۔ میں ایک غریب عورت تھی۔ میری سواری بھی دوسری عورتوں کی سواریوں سے کمزور تھی مگر میں جب حضور ﷺ کو لے کر روانہ ہوئی تو میری سواری سب سے آگے نکل گئی۔ اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بچہ انفرادی شان کا حامل ہوگا۔ [2]

آپ ﷺ پر بادل کا سایہ

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن آپ اپنی رضاعی بہن شیماء رضی اللہ عنہا کے ساتھ کھیلتے کھیلتے دور چلے گئے۔ مجھے خدشہ ہوا کہ کوئی درندہ آپ ﷺ کو نقصان نہ پہنچائے اس لیے میں آپ کی جستجو میں نکلی۔ جب آپ ﷺ مجھے ملے تو میں نے شیماء کو ڈانٹا کہ ”تو اپنے بھائی کو اتنی دور دھوپ میں کیوں لے آئی؟“

شیماء نے کہا:

”اماں! ہمیں دھوپ نہیں لگی۔ میرا بھائی جدھر جاتا تھا ایک بادل کا ٹکڑا سر پر سایہ کیے ہوئے ساتھ ساتھ ہوتا تھا۔“

حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب میں نے اوپر دیکھا سچ مچ ایک بادل کا ٹکڑا تھا جو آپ کے سر پر سایہ فگن تھا۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں آپ کی عزت اور بھی بڑھ گئی۔ [3]

[1] سيرة ابن هشام: 1/171-173. [2] سيرة ابن هشام: 1/171-173. [3] البداية والنهاية: 2/256.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کا پہلا انشراح صدر

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ نے ذرا ہوش سنبھالا تو آپ ﷺ اپنے دوسرے رضاعی بھائیوں کے ساتھ بکریوں کا ریوڑ چرانے چلے جاتے تھے۔ ایک دن دوپہر کے وقت آپ کے رضاعی بھائی عبداللہ دوڑے ہوئے آئے اور کہنے لگے: اماں! جلد چلیے ہمارے مکی بھائی کو دو آدمیوں نے جنگل میں شہید کر ڈالا۔ یہ وحشت اثر خبر سنتے ہی میری جان پر بن گئی۔ بدحواس ہوکر دوڑی۔ میرے ساتھ بنی سعد کے لوگ بھی بے قرار ہوکر بھاگے۔ جب ہم جنگل پہنچے، تو دور سے دیکھا کہ آپ تندرست مگر حیران کھڑے ہیں۔ جب ہم آپ ﷺ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ سے کستوری کی خوشبو آرہی تھی، میں نے دوڑ کر آپ ﷺ کو گلے لگا لیا۔ اور پوچھا: کیا ہوا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''دو شخص آسمان سے اتر کر میرے پاس آئے جو سبز ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان دونوں نے مجھ کو لے کر آہستہ سے زمین پر لٹا دیا۔ میرا شکم چاک کر کے کچھ نکال کر دھویا۔ خبر نہیں کیا تھا!! پھر اسی طرح سینہ میں رکھ کر ٹانکے لگا دیے اور مجھے اٹھا کر خود چلے گئے۔''[1]

ایک کاہن کی پیش گوئی

حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ''مجھے لوگوں نے مشورہ دیا کہ یہ آسیب کا خلل معلوم ہوتا ہے لہٰذا اسے کسی معالج کاہن کو دکھاؤ اور اس کا علاج کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو مرض ترقی کر جائے اور پھر علاج میں مشکل پڑے۔''

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بھی عورت تھیں اور پھر عورت بھی بدوی۔ کب تک لوگوں کے کہنے

---

[1] سیرۃ ابن ھشام: 1/173-174 اور دیکھیے واقعہ شق صدر کے لیے: صحیح مسلم، الإیمان، باب الإسراء برسول اللہ ﷺ، حدیث: 162

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں نہ آتیں۔ فوراً آپ ﷺ کو ایک کاہن کے پاس لے گئیں۔ جب کاہن نے حضور ﷺ کا روئے انور دیکھا تو گھبرا گیا۔ اور جس وقت آپ کی زبان فیض ترجمان سے مذکورہ واقعہ سنا تو سٹ پٹا گیا۔ مردود نے فوراً آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور چلا اٹھا:

''دوڑو دوڑو عرب کے لوگو! جلدی کرو اس لڑکے کو قتل کر ڈالو۔ ورنہ یہ بڑا ہنگامہ بپا کرے گا۔ ملک میں ایک انقلاب عظیم برپا کردے گا۔ تمھارے بزرگوں کو بے عقل، معبودوں کو پتھر اور دین کو برا کہے گا۔ ایک نئے خدا کو پوجنے کی ترغیب دے گا۔''

حلیمہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر لال پیلی ہو گئیں اور بولیں:

''تو غارت ہو! خدا تجھے ہلاک کرے!! دور ہو موذی!! تو نے ہم سے کب کی دشمنی لینی تھی؟''

یہ کہہ کر آپ نے کاہن کا ہاتھ جھٹک دیا۔ اور حضور ﷺ کو ہمراہ لے کر گھر تشریف لے آئیں۔[1]

یہ واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا جو پہلے بھی اس قسم کے کئی واقعات دیکھ چکی تھیں سمجھ گئیں کہ یہ بچہ کوئی بلند اقبال بچہ ہو گا۔ اس لیے اور بھی زیادہ آپ ﷺ کی خاطر مدارات کرنے لگیں۔

رضاعی ماں کی خدمت

حضور ﷺ بھی حلیمہ رضی اللہ عنہا سے بہت انس و محبت فرمایا کرتے تھے۔ اور باوجود کم سنی کے ان کی ہر ممکن خدمت کے لیے تیار رہتے تھے۔ بچوں کی سعادت یہی ہے کہ وہ بزرگوں کا ادب و احترام ملحوظ رکھیں اور ان کی خدمت سے پہلو تہی نہ کریں۔ چنانچہ جب حضور ﷺ نے دیکھا کہ اماں غریب ہے آپ ﷺ بکریاں چرانے کے لیے تیار ہو گئے اور مائی حلیمہ رضی اللہ عنہا

[1] الخصائص الکبریٰ: 55/1.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے منع کرنے کے باوجود ان کی بکریاں چراتے رہے۔ حالانکہ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک زیادہ سے زیادہ پانچ سال کی تھی۔

بے عیب بچپن

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ بچپن میں آپ ﷺ دوسرے بچوں کی طرح شریر نہ تھے۔ نہ بچوں کی طرح گالیاں دیتے تھے۔ نہ فضول کھیل کود میں رہتے تھے۔ نہ لڑتے جھگڑتے تھے۔ نہ گاتے تھے نہ گانا سنتے تھے اور نہ ہی کبھی ایسی مجلس میں جانا پسند کرتے تھے، حالانکہ یہ چیزیں اس وقت عرب کے بچوں کی گھٹی میں داخل تھیں۔

آپ ﷺ کے دعوائے نبوت کے بعد آپ ﷺ کی رضاعی ماں حلیمہ رضی اللہ عنہا اور اس کے شوہر حارث بن عبدالعزیٰ اور ایک رضاعی بھائی اور رضاعی بہن آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ ان کا یہ ایمان بھی آپ کے انھیں پاکیزہ اخلاق اور نیک اطوار کا نتیجہ تھا، جو انھوں نے بچپن کے ابتدائی زمانہ میں آپ ﷺ میں مشاہدہ کیے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ آپ ﷺ کے مداح ہو گئے۔ اور آپ ﷺ کے دعوائے نبوت پر بلا تامل ایمان لے آئے۔

آپ ﷺ کے بچپن کا ایک عجیب واقعہ

آپ ﷺ کے ایام طفولیت کا ایک اور بھی عجیب وغریب واقعہ ہے جو دلچسپی سے خالی نہیں۔ جب آپ ﷺ پانچ سالہ بدوی زندگی بسر کرنے کے بعد اپنی والدہ کے پاس شہر میں آگئے تو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپ ﷺ کی والدہ کا سایہ بھی آپ ﷺ کے سر سے اٹھ گیا تو آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے اپنے پاس رکھ لیا۔ عبدالمطلب کو بھی آپ ﷺ کے پاکیزہ اخلاق کی وجہ سے آپ ﷺ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ گو اس کے اور بھی بہت سے پوتے تھے مگر وہ آپ ہی کو زیادہ چاہتا تھا اور بیت اللہ کی اس مسند پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جس پر اس کے سوا اور کوئی بیٹھ نہیں سکتا تھا، اگرچہ وہ اس کا کتنا ہی عزیز کیوں نہ ہو، مگر وہ حضور ﷺ کو اس پر بیٹھنے سے منع نہ کیا کرتا تھا۔ بلکہ بسا اوقات آپ ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر کعبہ کا طواف کیا کرتا تھا۔

ایک بار جبکہ آپ ﷺ کی عمر مبارک سات سال کی تھی، آپ ﷺ کی آنکھیں دکھنی آگئیں۔ بہت علاج کیے گئے مگر کسی دوا سے آرام نہ ہوا۔ ایک دن عبدالمطلب سے کسی نے کہا کہ عکاظ بازار کے قریب ایک راہب طبیب رہتا ہے۔ اگر آپ اپنے عزیز کو اس کے پاس لے جائیں تو اس کے علاج سے ان کی آنکھیں ضرور اچھی ہو جائیں گی۔

عبدالمطلب بہت خوش ہوئے۔ اور دوسرے ہی دن حضور ﷺ کو اپنے ساتھ لے کر وہاں چل دیے۔ رات کو وہ وہاں پہنچے، راہب کا دروازہ بند تھا۔ آس پاس کے رہنے والوں سے پوچھا:

"راہب کہاں ہے؟"

انھوں نے جواب دیا:

"ہے تو یہیں، مگر اب دروازہ نہیں کھولے گا کیونکہ ایک سال متواتر مکان کے اندر بند رہتا ہے۔ اور باہر نہیں آتا۔"

ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ راہب کے مکان میں زلزلہ آگیا۔ دیواریں تھرتھرائیں، چھت لرزی اور راہب بے تاب ہو کر باہر کی طرف بھاگا اور حیران ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ جب اس کی نگاہ حضور ﷺ پر پڑی تو آپ کے پاس آگیا اور عبدالمطلب سے یوں گویا ہوا:

راہب: کیا یہ صاحبزادہ آپ ہی کا ہے؟ آپ اس کو یہاں کیوں لائے ہیں؟

عبدالمطلب: ہاں یہ میرا پوتا ہے اس کی آنکھیں دکھتی ہیں اور سنا ہے کہ تم آنکھوں کا اچھا علاج کرتے ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

راہب: وائے آپ کی عقل پر!! آپ طبیب کو مریض کے پاس، مقدس کو گناہ گار کے پاس اور شفائے عالم کو مریضِ مجسم کے پاس لائے ہیں۔

اے عبدالمطلب! میں اپنے عبادت خانے میں بیٹھا عبادت کر رہا تھا کہ یکایک سارا مکان لرز گیا۔ اگر میں باہر نہ آتا تو خطرہ تھا کہ دب کر مر جاتا۔ یہ تمھارا صاحبزادہ بڑے جاہ و جلال والا اور بلند مرتبہ ہوگا۔ یہ نبی آخر الزماں ہے۔ اس کے بشریٰ سے نور ٹپک رہا ہے۔ اسے یہودیوں سے بچاؤ۔ وہ کم بخت اگر اسے دیکھ پائیں گے تو اس کی جان کے دشمن ہو جائیں گے۔

جاؤ! اس کا منہ مخزن شفا کا سرچشمہ ہے۔ اس کا لعاب دہن اس کی آنکھوں پر لگا دو۔ اور قدرت کا کرشمہ دیکھو۔

عبدالمطلب کا بیان ہے کہ واپس آکر میں نے آپ ﷺ ہی کا لعاب دہن آپ ﷺ کی آنکھوں پر لگایا۔ صبح کو جو دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھیں بالکل اچھی تھیں۔ [1]

مثل مشہور ہے "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔" حضور ﷺ نے بڑے ہو کر نبوت کا درجہ پانا تھا اس لیے قدرت نے بچپن ہی سے آپ ﷺ میں صلاحیت کا مادہ پیدا کر دیا۔

مذکورہ بالا خرق عادات و عجیب و غریب حالات کے علاوہ اور بھی بے شمار واقعات ایسے ہیں جو آپ ﷺ کے زمانہ طفولیت سے تعلق رکھتے ہیں مگر چونکہ آپ ﷺ کا بچپن بھی ہمارے لیے اسی طرح کا ایک نمونہ ہے، جس طرح آپ ﷺ کی زندگی کے دوسرے شعبے ہمارے لیے لائحہ عمل ہیں۔ اس لیے اب ہم صرف وہی باتیں نقل کرتے ہیں جو ایک سعادت مند اور نیک بخت بیٹے میں ہونی چاہئیں۔

والدین کا ادب و احترام

آپ ﷺ چونکہ دنیا کے تمام سعید بیٹوں میں سے سب سے بڑھ کر سعید بیٹے تھے۔ اس

[1] الخصائص الکبریٰ: 81/1 لیکن اس میں آنکھیں دکھنے کا ذکر نہیں ہے۔ واللہ اعلم.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیے آپ ﷺ کا دستور العمل یہ تھا کہ

﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾

"ماں باپ جو کچھ بھی چاہیں کہیں مگر تم ان کو جواب دینا یا گستاخی سے پیش آنا تو رہا درکنار انھیں اُف تک نہ کرو۔"[1]

چنانچہ آپ نے اپنی زندگی میں یہ کر کے دکھایا۔

فرمایا کہ تمھیں ماں کی عزت اور خدمت باپ سے تین گنا زیادہ کرنی چاہیے۔[2]

اس لیے کہ اس نے تمھاری تربیت اور پرورش میں باپ سے بہت زیادہ تکالیف برداشت کی ہیں، پس اس کا حق خدمت بھی تم پر زیادہ ہے۔

باپ تو بحیثیت صاحب اقتدار ہونے کے حکماً آپ سے خدمت لے سکتا ہے مگر وہ بے چاری جو منہ میں زبان بھی نہیں رکھتی اور دنیا میں حقیر و ذلیل سمجھی جاتی ہے، کس طرح تم سے خدمت لے سکتی ہے؟ پس عقلاً و اخلاقاً تمھارا فرض ہے کہ ماں کی خاطر داری باپ سے زیادہ ملحوظ رکھو اور اس معنی میں فرمایا کہ انسان کی جنت یا جہنم ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔[3]

رضاعی ماں کا احترام

ابو طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک عورت آئی حضور ﷺ نے اسے اپنی چادر بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئی۔ جب وہ چلی گئی تو ہم نے

---

[1] سورة بني اسرائيل 32:17. [2] صحيح البخاري، الأدب، باب احق الناس بحسن الصحبة، حديث: 5971، و صحيح مسلم، البر والصلة، باب بر الوالدين، حديث: 2548. [3] حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں: «...فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا» لہٰذا جنت تمھاری ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ سنن النسائي، الجهاد، باب الرخصة في التخلف، حديث: 3106 یہاں مختصر سا قصہ بھی ہے۔ و إرواء الغليل: 21/5 مولف رحمہ اللہ نے جنت یا جہنم کے الفاظ درج کر کے شاید یہ سمجھایا ہے کہ اگر اپنی والدہ کو راضی نہیں کرو گے تو جہنم میں جاؤ گے۔ نوٹ: «اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ» والی روایت ضعیف ہے۔ (ن۔ف)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ سے پوچھا:

”حضور ﷺ! یہ کون تھیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”یہ میری رضاعی ماں تھیں۔“[1]

سُبْحَانَ اللّٰهِ! یہ احترام رضاعی ماں کا ہے۔ حقیقی ماں ہوتی تو نہیں معلوم کس قدر احترام ہوتا اور کتنی عزت افزائی ہوتی!!

اُم ایمن رضی اللہ عنہا کا احترام

اُم ایمن جو آپ ﷺ کے والد سردار عبداللہ کی لونڈی تھیں اور آپ ﷺ کو ورثہ میں ملی تھیں، آپ ﷺ ان کی بھی بہت عزت کیا کرتے تھے اور ان کے مکان پر جایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے:

«أُمِّي بَعْدَ أُمِّي»

”یہ میری ماں کے بعد (دوسری) ماں ہے۔“[2]

رضاعی ماں کی سفارش

ایک دفعہ قبیلہ بنوسعد کے بہت سے مرد اور عورتیں جنگ میں اسیر ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ جب حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا تو ان کو چھڑانے کے لیے آئیں۔ حضور ﷺ اپنی رضاعی ماں کو دیکھ کر استقبال کے لیے آگے بڑھے اور پوچھا:

”کس طرح تشریف لائیں؟“

حلیمہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

[1] سنن أبي داود، الأدب، باب بر الوالدين، حديث: 5144. [2] الإصابة: 4/432-433.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''بیٹا! آپ نے اپنی خالاؤں کو اور پھوپھیوں کو قید کرلیا، یہ کیا کیا؟''

آپ ﷺ نے اسی وقت اپنے اور قریش کے حصے کے قیدیوں کو رہا کردیا اور ظہر کے وقت باقی مسلمانوں سے بھی سفارش کی کہ

''میری اماں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ان قیدیوں کی رہائی کے لیے آئی ہیں۔ میں نے قریش کا حصہ تو آزاد کردیا ہے۔ اب تم سے سفارش کرتا ہوں کہ تم بھی میری اماں کی قوم کو آزاد کردو۔''

چنانچہ آپ ﷺ کے ارشاد پر سب قیدی رہا کر دیے گئے۔ ①

اسی طرح جب کبھی بھی حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس آتیں۔ آپ ﷺ ان کا بہت احترام فرماتے۔ ''میری اماں!'' کہہ کر اٹھ کھڑے ہوتے اور اپنے اوپر کی چادر اتار کر نیچے بچھا دیتے۔

آپ ﷺ کو اپنی حقیقی والدہ سے اس سے بھی زیادہ محبت تھی۔ مگر افسوس کہ وہ بچپن ہی میں آپ ﷺ کی آنکھوں سے اوجھل ہوگئیں۔ آپ ﷺ کی عمر مبارک چھ سال کی تھی جب وہ مقام ابواء پر فوت ہوگئیں۔ اس وقت آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ سفر میں تھے۔ ②

حقیقی ماں سے محبت

زمانہ نبوت میں جب کبھی آپ ﷺ کو ادھر سے گزرنے کا اتفاق ہوتا تو آپ ﷺ اپنی والدہ کی قبر پر تشریف لے جاتے۔ ایک دفعہ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ والدہ کی قبر دیکھ کر رو پڑے۔ آپ ﷺ کے رونے میں ایسا درد اور رقت تھی

---

① اس مفہوم کی حدیث المنتظم فی تاریخ الامم والملوك: 338/3 میں ہے۔ لیکن اس میں حلیمہ سعدیہ کی جگہ ابو برقان (رضاعی چچا) کا ذکر ہے۔ واللہ اعلم نیز دیکھیے: سیرة ابن هشام: 131/4 و طبقات ابن سعد: 144/1۔ ② سیرة ابن هشام: 177/1۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تاب نہ لا سکے اور وہ بھی آنسو بھر لائے۔[1]

اس کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بتایا کہ میں چھ سال کا تھا جب میری والدہ فوت ہوئی تھیں۔ وہ میرے والد کی قبر دیکھنے کے لیے یثرب تشریف لائیں۔ اُم ایمن ساتھ تھیں۔ ایک انیسہ نامی لڑکی تھی جو ہمارے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔ فلاں قلعہ کے اوپر ایک پرندہ آ بیٹھا کرتا تھا، جسے ہم اڑایا کرتے تھے۔ فلاں مکان میں ہم ٹھہرتے تھے۔ اس جگہ میری والدہ کی قبر تھی۔ فلاں تالاب (بنوعدی) میں میں تیرتا تھا۔[2]

اسی طرح آپ ﷺ نے بچپن کے بہت سے حالات سنائے، جس سے آپ ﷺ کے غیر معمولی حافظہ پر روشنی پڑتی ہے۔ نیز معلوم ہوتا ہے کہ بچپن ہی میں آپ ﷺ کی طبیعت میں افتاد تھی کہ آپ نے فن تیراکی کی ضرورت کو محسوس کر کے تیرنا سیکھ لیا۔ ایسی چھوٹی عمر میں ایسی امنگوں کا دل میں پیدا ہونا آپ ﷺ کی بلند ہمتی پر دلالت کرتا ہے۔

قابل تقلید بچپن

الغرض جہاں تک ہم آپ ﷺ کے زمانہ طفولیت پر نظر دوڑاتے ہیں حضور ﷺ ہمیں ایک نہایت ہی شریف الطبع، متین، سنجیدہ، فرماں بردار، راست گفتار، عالی ہمت اور سعادت مند بیٹے کی حیثیت میں نظر آتے ہیں۔ جس ماحول میں آپ ﷺ نے پرورش پائی اگر اسے دیکھا جائے تو یہ اَمر قطعاً محال اور ناممکن نظر آتا ہے کہ اس کے اثرات کے ماتحت ایک ایسا سعید بیٹا پیدا ہو سکے۔

بچوں کے لیے کامل نمونہ

ایامِ طفولیت ہی میں آپ ﷺ کا یتیم ہو جانا، اور اس حالت یتیمی میں جبکہ آپ ﷺ

---

[1] صحیح مسلم، الجنائز، باب استئذان النبی ﷺ ربہ فی زیارۃ قبر امہ، حدیث: 976. [2] طبقات ابن سعد: 1/116.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی تعلیم وتربیت کا کوئی ضامن نہ ہو، اپنے آپ کو اخلاق رذیلہ سے بچانا اور اخلاق فاضلہ سے متصف کرنا، پھر اپنی عمر کا بہت حصہ بکریوں اور اونٹوں کے چرواہوں اور صحرا کے بدووں کے ساتھ گزارنا اور ان اجڈ اور وحشیوں میں رہ کر فرشتوں کی سی پاکیزہ زندگی بسر کرنا، صرف آپ اور آپ ہی کا کام تھا۔ جو اس لیے دنیا میں تشریف لائے کہ ابنائے عالم کے لیے ایک کامل نمونہ بنیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

لڑکے جب آپ ﷺ کو تفریحی مشغلوں میں شریک ہونے کے لیے بلاتے تو جواب میں یہ ارشاد فرماتے:

''کہ خدا نے مجھے کھیلنے کودنے کے لیے پیدا نہیں کیا۔''

آپ ﷺ کے سارے زمانہ طفولیت میں کوئی ایسی بات سرزد نہیں ہوئی جو آپ ﷺ کے ہم عمروں کی بے لطفی یا شکایت کا باعث ہوئی ہو، یا جس سے آپ ﷺ کے سرپرست اور بزرگ ناخوش ہوئے ہوں۔

ذرا ایسے لڑکوں کی حالت پر غور کیجیے جن کو قسمت نے ماں باپ کے دامن پرورش سے محروم کردیا ہو، عموماً ان کی اخلاقی حالت تباہ ہوجاتی ہے۔ اور وہ لوگوں کی عدم توجہی سے طرح طرح کی بداخلاقیوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اور صحرائی خود رو پودوں کی طرح آزادی کی بدنمائیوں کا نمونہ بن جاتے ہیں۔ لیکن بخلاف اس کے حضرت سرور عالم ﷺ کی زندگی کا زمانہ ایسی پاکیزگی اور مکارم اخلاق کے ساتھ بسر ہوتا ہے کہ جس کی مثال عرب جیسے ملک میں نہایت دشوار اور مشکل ہے۔

ابوطالب کی شہادت

آپ ﷺ کے چچا جو آپ ﷺ کے چوتھے سرپرست تھے اور آپ ﷺ کے تمام حالات سے پورے پورے واقف تھے۔ آپ ﷺ کی ابتدائی زندگی کے متعلق حسب ذیل الفاظ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں اپنی رائے کا اظہار فرماتے ہیں:

«لَمْ أَرَ مِنْهُ كِذْبَةً وَّلَاضِحْكًا وَّلَاجَاهِلِيَّةً وَّلَا وَقَفَ مَعَ الصِّبْيَانِ»

''میں نے کبھی بچپن میں آپ ﷺ کو جھوٹ بولتے دیکھا نہ کبھی ہنسی مذاق کرتے دیکھا۔ نہ کبھی کوئی جاہلانہ بات آپ ﷺ سے سرزد ہوئی اور نہ آپ نے بازاری اور آوارہ گرد لڑکوں کے ساتھ کوئی راہ ورسم رکھی۔''[1]

گھر کی لونڈی کی شہادت

اس کے علاوہ تاریخی کتابوں میں ابو طالب کی ایک لونڈی کی شہادت بھی ہمیں ملتی ہے، جو آپ ﷺ کے زمانہ طفولیت سے تعلق رکھتی ہے اور گھر کی یہ لونڈی اپنے بارہا کے تجربہ کے بعد یہ شہادت دیتی ہے:

''آپ نے گھر میں کبھی مانگ کر کھانا نہیں کھایا۔ جب کبھی آپ کو کھانا دیا جاتا کھا لیتے۔ اور کبھی کسی کھانے پر کوئی اعتراض کرتے اور نہ نقص نکالتے۔''

آپ ﷺ کی خود داری اور بے غرضی کی یہ عادت بھی آپ ﷺ کی طبیعت پر بہت بڑی روشنی ڈالتی ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی طبیعت میں بچپن ہی سے حد درجہ کا وقار، ضبط نفس، حیا اور سوال سے نفرت تھی۔ آپ ﷺ کسی اور سے نہیں بلکہ اپنے گھر میں بھی مانگ کر چیز نہیں لیتے تھے۔ اس سے بڑھ کر خود داری اور ضبط نفس کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے!!

الغرض اگر کوئی شخص جو راستی کا طالب ہو آپ ﷺ کی اس زندگی پر غور کرے تو اسے آپ ﷺ کی یہی زندگی آپ کی صداقت اور راست بازی کی ایک زبردست دلیل نظر

---

[1] اضواء البیان للشنقیطی: 226/8، و سیدنا محمد ﷺ لرشید رضا: 36/1.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آئے گی۔

کاش! ہمارے بچے بھی اپنے اندر آپ ﷺ جیسی عادات و خصائل پیدا کر کے حقیقی معنی میں قوم کا قیمتی سرمایہ بنیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آنحضور ﷺ ایک شوہر کی حیثیت میں

حضور ﷺ کا نکاح

نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں کل گیارہ نکاح کیے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. سب سے پہلا نکاح حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہوا جبکہ آپ ﷺ کی عمر 25 سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر 40 سال تھی۔ [1]
2. دوسرا نکاح حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے ہوا جبکہ آپ ﷺ کی عمر 50 سال کو پہنچ چکی تھی اور حضرت سودہ بھی 50 سال ہی کی تھیں۔ یہ نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ہوا۔ [2]
3. تیسرا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہوا جو درحقیقت منجانب اللہ تھا۔ کیونکہ صحیحین میں ہے کہ حضور ﷺ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

---

[1] طبقات ابن سعد: 1/129-132. [2] طبقات ابن سعد: 8/53، والاصابة: 4/338.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"میں تین شب تجھے خواب میں اس طرح دیکھتا رہا کہ ایک فرشتہ حریر سفید کے پارہ پر تیری تصویر کو میرے سامنے لاتا تھا کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں تصویر کا پردہ اٹھا کر چہرہ دیکھتا تھا جو بالکل تیرا ہی چہرہ ہوتا تھا۔ میں یہ دیکھ کر کہہ دیا کرتا تھا کہ اگر یہ اطلاع اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو وہ خود ہی اسے پورا بھی کر دے گا۔"[1]

4 چوتھا نکاح حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا یہ بیوہ ہو کر حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں۔[2]

5 پانچواں نکاح حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ یہ بھی بیوہ تھیں۔ بعد نکاح صرف تین ماہ زندہ رہیں۔[3]

6 اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بھی بیوہ ہو کر آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ یہ قدیم الاسلام تھیں۔[4]

7 اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان بھی قدیم الاسلام تھیں۔ ان کا شوہر عبداللہ بن جحش مرتد ہوگیا تھا۔ یہ حبشہ ہی میں تھیں کہ نبی ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ نجاشی امیر حبشہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا۔ اور خالد بن سعید رضی اللہ عنہ وکیل حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ایجاب و قبول کیا اور وہیں نکاح ہوا۔[5]

اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو رات ہی خواب میں کسی نے "ام المومنین" کہہ کر پکارا تھا، وہ اس پر حیران تھیں کہ صبح ہی حضور ﷺ کی طرف سے شادی کا پیغام مل گیا۔

8 زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا مطلقہ ہو کر حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ ان کی پہلی شادی حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی جو حضور ﷺ کے متبنیٰ (منہ بولے بیٹے) مشہور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے

---

[1] صحیح البخاری، التعبیر، باب کشف المراۃ فی المنام، حدیث: 7011-7012، و صحیح مسلم، فضائل الصحابۃ، باب فضائل عائشۃ ام المومنین، حدیث: 2438. [2] صحیح البخاری، النکاح، باب عرض الانسان ابنتہ او اختہ، حدیث: 5122. [3] الاصابۃ: 4/315-316. [4] سنن النسائی، النکاح، باب إنکاح الابن امہ، حدیث: 3256. [5] الاصابۃ: 4/305-306.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسم تبنیت (یعنی منہ بولے بیٹے کے حقیقی بیٹا کی مانند ہونے کی رسم) کو توڑ کر حکماً حضور ﷺ کو اس نکاح پر مجبور کیا۔ بوقت نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عمر 36 سال تھی۔ [1]

9 حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی بیوہ تھیں۔ بوقت نکاح ان کی عمر 20 سال کی تھی۔ یہ بڑی عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ [2]

10 حضرت صفیہ بنت حُیی رضی اللہ عنہا حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں۔ دو دفعہ بیوہ ہوئیں۔ جب حضور ﷺ سے نکاح ہوا تو ان کی عمر 17 سال تھی۔ [3]

11 حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی بیوہ ہو کر حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ یہ حضور ﷺ کا آخری نکاح تھا، جو ذیقعد 7 ھ میں ہوا۔ جبکہ آپ کی عمر مبارک 59 سال تھی۔ [4]

آپ ﷺ کی دو کنیزیں بھی تھیں جن کا مختصر بیان یہ ہے:

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا: ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا مصر سے شاہ مقوقس نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً بھیجی تھیں۔ یہ 6 ھ میں حاضر ہوئیں اور 16 ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ بڑی لائق اور باسلیقہ خاتون تھیں۔ انھیں کے بطن سے ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ جو اٹھارہ ماہ زندہ رہ کر انتقال کر گئے۔ [5]

حضرت ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا: آپ رضی اللہ عنہا خاندان بنی نضیر یا بنو قریظہ سے تھیں۔ [6] اور بطور کنیز آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئی تھیں۔ اور 10 ھ میں ان کا انتقال ہوگیا۔ بڑی

---

[1] صحیح البخاری، تفسیر سورۃ الاحزاب، حدیث: 4787 مختصراً، والاصابہ: 4/313-314.
[2] الإصابة: 4/265. [3] صحیح البخاری، الصلاۃ، باب مایذکر فی الفخذ، حدیث: 371، و صحیح مسلم، النکاح، باب فضیلة إعتاقه امته، حدیث: (84)-1365. [4] صحیح البخاری، جزاء الصید، باب تزویج المحرم، حدیث: 1837 مختصراً، و صحیح مسلم، النکاح، باب تحریم نکاح المحرم، حدیث: 1410 مختصراً، وانظر الإصابة: 4/411-412. [5] الإصابه: 4/404-420. [6] یہ اختلاف مراجع ہی میں ہے۔ البتہ اکثر نے ریحانہ رضی اللہ عنہا کا ذکر بنو قریظہ سے بتایا ہے۔ (أسد الغابة: 1:1355) (ن۔ف)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زیرک اور دانا تھیں۔[1] مورخین نے ایک نام نفیسہ بھی بتایا ہے۔[2] زرقانی نے ایک چوتھی بھی لکھی ہے مگر نام نہیں بتایا۔

آپ ﷺ کی کثرت ازدواج کے اسباب

حضور ﷺ نے یہ سب نکاح کسی نفسانی خواہش کی بنا پر نہیں کیے بلکہ مشیئت الٰہی اور مامور من اللہ ہونے کی حیثیت سے کیے۔ عالم شباب یعنی 25 سال سے 50 سال کی عمر تو آپ ﷺ نے ایک بیوی سے بسر کی۔ اور بیوی بھی وہ جو بیوہ ہونے کے علاوہ عمر میں آپ ﷺ سے 15 سال بڑی تھیں۔ صرف آپ ﷺ کی عمر کا آخری پنج سالہ زمانہ ایسا ہے جب کہ اَزواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے حجرات آباد ہوئے۔ اس لیے اب ہر شخص غور کر سکتا ہے کہ اس کے وہ خاص اسباب کیا تھے۔ خصوصاً جبکہ حضور اکرم ﷺ نے خود فرما دیا ہو کہ

«مَالِيْ فِي النِّسَآءِ مِنْ حَاجَةٍ»

''مجھے عورتوں کی کوئی حاجت نہیں۔''[3]

---

[1] الإصابه: 309/4. [2] الإصابه: 420/4. [3] صحيح البخاري، فضائل القرآن، باب خيركم من تعلم القرآن، حديث: 5029 اس روایت کا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ ایک خاتون نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: میں اپنا آپ کے لیے ہبہ کرتی ہوں تو آپ ﷺ نے اوپر سے نیچے تک اسے دیکھا مگر کوئی جواب نہ دیا وہ بیٹھ گئی۔ (صحيح البخاري، حديث: 5087) دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے یہ مذکورہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ اس سیاق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے اس فرمان کا مطلب یہ نہیں تھا کہ آپ ﷺ کو حاجت نہیں بلکہ یہ تھا کہ اس جیسی خواتین کی ضرورت نہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: آپ ﷺ نے اوپر سے نیچے تک اسے دیکھا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر وہ آپ ﷺ کو پسند آ جاتی تو آپ اس سے نکاح کر لیتے۔ لہٰذا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں اس طرح کی ہوں تو مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتح الباري: 249/9) ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مجھے آج کل عورتوں کی ضرورت نہیں۔ اس کی تائید صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں موجود ان الفاظ سے ہوتی ہے: «مالي اليوم في النساء حاجة» دارالسلام کی مطبوع فتح الباری میں بھی یہی الفاظ ہیں۔ جن کا مطلب ہے کہ مجھے آج کل خواتین کی ضرورت نہیں ہے۔ (ن۔ف)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور اکرم ﷺ کے جملہ نکاح کسی خواہش نفسانی کی بنا پر نہ تھے جیسا کہ بعض مستشرق اور لادین عناصر کہا کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کے نکاح بڑے مصالح اور منافع رکھتے تھے۔ غور کرنے سے آپ کے کثرتِ ازدواج کے متعدد مصالح سامنے آتے ہیں، مثلاً:

1. بیوہ عورتوں کی اشک شوئی اور دِل جوئی پیش نظر تھی۔ اور بیوگان کے نکاح میں خواہ مخواہ کی رکاوٹ کو دور کر کے انھیں اذیت ناک زندگی سے نجات دلانا مطلوب تھا۔
2. عورتوں کو ممتاز مقام عطا کرنے کی خواہش تھی۔
3. عورتوں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت مطلوب تھی۔
4. مختلف قبائل سے مراسم بڑھانا مقصود تھا۔ اور ان سے دشمنیاں دور کرنے کا راز مضمر تھا۔
5. امت کو بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا عملی نمونہ پیش کرنا تھا۔
6. عرب میں نکاحِ بیوگان کو منحوس خیال کیا جاتا تھا اور متبنّیٰ کی بیوی کو بہو کا درجہ دیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ کو ان رسوماتِ بد کا خاتمہ کرنا مطلوب تھا۔ آپ ﷺ نے اس نکاح بیوگان سے عورتوں کے لیے رحمت و شفقت کا چتر سایہ افگن کھول دیا۔ اور ان کے یاس و قنوطیت سے بجھے ہوئے دلوں میں مہر و محبت اور روشن مستقبل کے دیپ روشن کر دیے۔ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

یہاں زیادہ تفصیل کی گنجائش ہے نہ کتاب کا یہ موضوع ہے۔ بہر حال اس بات کا کوئی انصاف پسند انکار نہیں کر سکتا کہ آپ ﷺ کی کثرتِ ازدواج میں متعدد قومی، دینی، سیاسی اور ملی فوائد و مصالح تھے جن کی تفصیل بڑی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے جس قدر نکاح کیے ان کی بنیاد فوائدِ دین، مصالح ملک، اور مقاصد قومی و ملی پر مبنی تھی۔ اور ان فوائد و مصالح و مقاصد کا اس دورِ انحطاط میں اور عرب جیسے جاہلیت پسند ملک میں حاصل ہونا تزویج (نکاح) کے بغیر ممکن ہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہ تھا۔

اگر ہم حضور ﷺ کے ہر ایک نکاح پر تفصیلی بحث کریں اور آپ کو یہ بتائیں کہ حضور ﷺ کے کس کس نکاح میں کیا کیا حکمت تھی تو یقیناً آپ کو اقرار کرنا پڑے گا کہ حضور ﷺ کے لیے بعض ضروریات دینی اور مصالح ملکی کی بنا پر ایسا ہی کرنا ضروری تھا۔ حضور ﷺ ایسا نہ کرتے تو یقیناً بہت سی مصلحتوں سے ملک، وطن، قوم اور اسلام کو محروم ہونا پڑتا۔ اور ایسا کرنا اس مصلح اعظم ﷺ کی شان کے منافی تھا۔ جسے خدا نے رحمۃٌ لِّلْعَالَمِین بنا کر بھیجا ہو۔ مگر یہ موقع نہیں کہ اس موضوع پر بحث کریں۔ ہم تو اس وقت صرف اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے کثیر المشاغل ہونے کے باوجود ازدواجی زندگی کس طرح بسر کی۔ امت کے لیے اصلاح معاشرت کے متعلق کیا اسوۂ حسنہ پیش کیا۔ آپ ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ کس سلوک سے پیش آئے اور ہمارے لیے کیا نمونہ قائم فرما گئے؟

ازواج رضی اللہ عنہن سے حسن سلوک

دنیا کہا کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو ایک ''خوب صورت سانپ'' بنا کر پیدا کیا ہے۔ اور انسان کو ہشیار کیا ہے کہ اس کی خوب صورتی کی طرف نہ دیکھے بلکہ اس کے زہر سے بچے۔ مگر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں بیویوں سے محبت کروں اور انھیں عزت کی نگاہ سے دیکھوں۔ اور جو رحمتیں اس نے مجھ پر کی ہیں، ان میں سے ایک رحمت یہ ہے کہ میرے دل میں اپنی بیویوں سے محبت پیدا کر دی ہے۔[1]

حضور ﷺ کے قیمتی ارشادات

دنیا کہتی تھی کہ تم اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو چھوڑ دو اور اہلی تعلقات (گھریلو

[1] حدیث کے الفاظ یہ ہیں: «حُبِّبَ إِلَيَّ النِّسَاءُ» ''مجھے بیویوں کی محبت ودیعت کی گئی ہے۔'' (سنن النسائي، عشرة النساء، باب حب النساء، حديث: 3391). (ن۔ف)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعلقات) کو اکھاڑ کر پھینک دو، تب تم اللہ سے مل سکو گے۔ مگر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تم اپنے اہل ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مل سکتے ہو اور اگر بیوی بچوں کو چھوڑ دو گے، تو اللہ سے بھی دور ہو جاؤ گے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے:

«لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ»

''ترک فرزند و زن اسلام میں نہیں۔''[1]

اور امام حاکم رحمہ اللہ نے

«لَا رَهْبَانِيَّةَ فِينَا»

''ہم میں ترک دنیا نہیں۔''

کے الفاظ نقل کیے ہیں۔[2]

دنیا کا خیال تھا کہ عورت مکر و فریب کا پتلا ہے اس سے دور رہنا چاہیے، مگر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: عورت حیا اور وفا کا مجسمہ ہے اس سے محبت کرنی چاہیے کہ اس کی محبت ہی سے انسان انسان بن سکتا ہے۔

الغرض یہ ارشادات صرف کہنے کو نہیں تھے بلکہ کر کے دکھا دیے۔ حضور ﷺ کا مشہور ارشاد گرامی ہے جسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے:

«خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي»

''سب لوگوں سے اچھا وہ ہے، جو اپنی بیوی (کنبہ) کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہو۔ اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔''[3]

[1] كشف الخفاء للعجلوني: 377/2. [2] مستدرك حاكم: 204/2 و رجاله رجال الصحيح كما في الزوائد و صححه الحاكم. [3] جامع الترمذي، المناقب، باب فضل ازواج النبي ﷺ حديث: 3895.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بیویوں سے طرز عمل

نبی ﷺ ہر ایک شوہر کے لیے ضروری بتایا کرتے تھے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ خوش مذاق ہو۔ اس کا مزاج شناس ہو۔ اس کے جذبات و احساسات کا احترام کرتا ہو۔ اس سے محبت و دل داری کا طریق جانتا ہو۔ حضور ﷺ اپنی گوناگوں مصروفیتوں اور بھاری ذمہ داریوں کے باوجود روزانہ بعد عصر ہر ایک بیوی کے پاس اس کے مکان پر تشریف لے جاتے۔ ان کی ضروریات معلوم فرماتے۔ اور بعد از نماز مغرب سب سے ایک مختصر ملاقات فرماتے اور شب کو مساویانہ طور پر نوبت بہ نوبت ہر ایک گھر میں استراحت فرمایا کرتے تھے۔[1]

ہر ایک بیوی کی رہائش کا مکان الگ الگ تھا اور سب مکان، جن کو اللہ پاک نے الْحُجُرات[2] بُيُوْتُ النَّبِيِّ[3] اور بُيُوْتِكُنَّ[4] فرمایا ہے، باہم پیوستہ تھے۔ مکان نہایت مختصر تھے اور اثاثۃ البیت (فرنیچر) اس سے بھی زیادہ مختصر ہوتا تھا۔ اور تکلف نام کی کوئی چیز نہ تھی۔

ازواج رضی اللہ عنہن میں مساوات

فتح خیبر کے بعد حضور ﷺ نے ہر ایک بیوی[5] کے لیے 80 وسق کھجور اور 20 وسق جو

---

[1] سنن أبي داود، النكاح، باب في القسم بين النساء، حديث: 2135-2136 نیز دیکھیے: زاد المعاد: 152/1. [2] الحجرات 4:49. [3] الاحزاب 53:33. [4] الاحزاب 33:33. [5] حدیث کے الفاظ ہیں: «فَكَانَ يُعْطِي أَزْوَاجه مِائَة وَسْقٍ: ثَمَانُونَ وَسْقَ تَمْرٍ و عِشْرُوْنَ وَسْقَ شَعِيْرٍ» آپ ﷺ اپنی ازواج کو 100 وسق (سالانہ) دیا کرتے تھے۔ ان میں سے 80 وسق کھجوروں کے اور 20 وسق جو کے ہوتے تھے۔ اس سے بعض نے یہ سمجھا کہ ہر ایک بیوی کے لیے 100/100 وسق دیتے تھے مگر درست یہی معلوم ہوتا ہے کہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں 100 وسق تقسیم ہوتے تھے۔ کیونکہ الفاظ حدیث سے یہی مفہوم نکلتا ہے۔ یاد رہے! 80 وسق کے 300 من بنتے ہیں اور 20 وسق کے 67.5 من۔ 9 ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد پر اسے تقسیم کریں تو ایک زوجہ محترمہ کو سالانہ تقریباً 33 من کھجوریں اور 7.5 من جو ملتے تھے۔ واللہ اعلم (ن۔ف)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سالانہ مقرر کر دیے تھے۔[1] دودھ کے لیے ہر ایک بیوی کو ایک ایک ناقہ شیر دار (دودھ والی اونٹنی) ملا کرتی تھی۔ مگر وہ بھی حضور ﷺ کے رنگ سخا میں اس قدر رنگی جا چکی تھیں کہ مایحتاج (بہت ضروری سامان) کے علاوہ جو کچھ ہوتا سب رانڈوں اور یتیموں میں تقسیم فرما دیا کرتی تھیں۔

حضور ﷺ کھانے، پہننے، مکان اور گزارہ و ملاقات وغیرہ جملہ امور میں ہر ایک بیوی کے ساتھ ایسے عدل و انصاف اور مساویانہ سلوک سے پیش آیا کرتے تھے کہ تاریخ عالم میں اس کی نظیر محال ہے۔

حضر میں سب بیویوں کے ہاں روزانہ قیام کی باری مقرر تھی مگر سفر میں روانگی کے وقت قرعہ اندازی کی جاتی۔ جس بیوی کا نام نکلتا اسی کو آپ ﷺ ساتھ لے جاتے[2] اس طرح دوسری بیوی کو اعتراض کا موقع نہ ملتا تھا۔

بیویوں کی دل داری

حضور ﷺ کی یہ عادت تھی کہ جب گھر میں داخل ہوتے تو خود السلام علیکم فرمایا کرتے۔ اور رات کے وقت سلام ایسی آہستگی سے فرماتے کہ بیوی جاگتی ہو تو سن لے اور سو گئی ہو تو جاگ نہ پڑے۔ اور آپ ﷺ کا یہ پیارا انداز سب کے لیے تھا۔[3] آپ ﷺ ان کی دل داری اور عطوفت کا بہت لحاظ رکھتے۔ کام کاج میں بھی ان کا ہاتھ بٹاتے۔ اگر وقت پر کوئی کام نہ ہوتا تو ناراض نہ ہوتے بلکہ نرمی سے سمجھاتے۔ ان کے دکھ درد میں برابر شریک رہتے۔ ان کی خوشی کے ساتھ اپنی خوشی کا اظہار فرماتے۔

---

[1] صحیح البخاري، الحرث والمزارعة، باب المزارعة بالشطر، حدیث: 2328، و صحیح مسلم، المساقاة، باب المساقاة، حدیث: 1551. [2] سنن أبي داود، النکاح، باب في القسم بین النساء، حدیث: 2138. [3] صحیح مسلم، الاشربة، باب إکرام الضیف، حدیث: 2055 مطلقاً بدون ذکر الازواج.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی دل داری

ایک دفعہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ان کے بھائی معاویہ رضی اللہ عنہ ملنے آئے۔ ان دونوں بہن بھائی کا آپس میں بہت پیار تھا۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی بیوی کو مخاطب کر کے فرمایا: ''ام حبیبہ رضی اللہ عنہا! کیا معاویہ رضی اللہ عنہ تمھیں بہت پیارا ہے؟''

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''ہاں! حضور ﷺ بھائی مجھے بہت پیارا ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ تمھیں بہت پیارا ہے تو مجھے بھی بہت پیارا ہے۔''[1]

اب غور فرمایئے بیوی کا دل اس جواب کو سن کر کس قدر خوش ہوا ہوگا کہ میرے رشتہ داروں کو یہ غیریت کی نگاہ سے نہیں بلکہ میری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور مجھ سے اس قدر محبت رکھتے ہیں کہ جو مجھے جس قدر پیارا ہو اسی قدر ان کو بھی پیارا ہوتا ہے۔ گویا:

من تُو شدم تُو من شدی
من تن شدم تُو جاں شدی

کا پورا پورا نظارہ پیش ہو رہا ہے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی دل داری

جوانی کی حالت میں طبعاً محبت کے جذبات زیادہ تیز ہوتے ہیں۔ اور ایسا شخص دوسرے کی طرف سے بھی محبت کا زیادہ مظاہرہ چاہتا ہے۔ آنحضرت ﷺ جو نفسیات کے کامل ترین ماہر تھے، اس جہت سے بھی اپنی بیویوں کے مزاج کا خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (جو آپ ﷺ کی سب بیویوں سے عمر میں چھوٹی تھیں) کسی برتن سے منہ لگا کر پانی پیا۔ جب وہ پانی پی چکیں تو آنحضرت ﷺ نے اس

① سیر اعلام النبلاء: 3/129-130 باختلاف یسیر۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

برتن کو اٹھایا اور اسی جگہ منہ لگا کر پانی پیا، جہاں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیا تھا۔[1]

یہ باتیں گو ہمارے نزدیک کوئی زیادہ وزن نہ رکھتی ہوں۔ مگر زوجین کے تاثرات طبعی کو سمجھنے اور علم النفس کے جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے میاں بیوی کے تعلقات پر کس قدر گہرا اثر پڑتا ہے۔[2]

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں بیٹھے اپنی نعل کو پیوند لگا رہے تھے۔ میں پاس ہی بیٹھی چرخہ کات رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر پسینہ آ رہا ہے۔ اور اس پسینہ کے اندر ایک نور اُبھر رہا ہے۔ اور بڑھ رہا ہے۔ یہ ایسا نظارہ تھا کہ میں سراپا حیرت بن گئی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا:

''عائشہ! تو حیران سی کیوں ہو رہی ہے؟''

میں نے کہا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے دیکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر پسینہ ہے اور پسینے کے اندر ایک چمکتا نور ہے جسے دیکھ کر میں سراپا چشم بن گئی ہوں۔ اور ابو کبیر ہذلی کے ان اشعار کا آپ ہی کو مصداق سمجھتی ہوں۔ واللہ! اگر ہذلی آپ کو دیکھ پاتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ آپ کے سوا اس کا صحیح مصداق کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وہ شعر کیا ہیں؟''

---

[1] صحیح مسلم، الحیض، باب جواز غسل الحائض راس زوجها، حدیث: 3001 [2] سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ہماری کتب سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا از مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ اور عفیفہ کائنات رضی اللہ عنہا از مولانا محمد ادریس فاروقی رحمہ اللہ کا مطالعہ فرمائیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

میں نے وہ شعر پڑھ کر سنائے:

وَ مُبَرَّاً مِنْ كُلِّ غُبَّرِ حَيْضَةٍ
وَ فَسَادِ مُرْضِعَةٍ وَّدَاءِ مُغِيلِ
فَاِذَا نَظَرْتَ اِلٰى اَسِرَّةِ وَجْهِهٖ
بَرَقَتْ كَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

نبی ﷺ نے ہاتھ میں جو کچھ تھا اسے رکھ دیا۔ میری پیشانی کو چوما اور فرمایا:

«مَا سَرَرْتِ مِنِّيْ كَسُرُوْرِيْ مِنْكِ»

''جو سرور مجھے تیرے کلام سے حاصل ہوا وہ سرور تجھے میرے نظارہ سے نہ ہوا ہوگا۔''

یعنی تو نے مجھے نہایت مسرور اور خوش کر دیا۔ [1]

ازواج رضی اللہ عنہن کی آپ ﷺ سے اُلفت

جہاں آپ ﷺ اپنی امت کو تعلیم دینے کے لیے اپنی بیویوں سے محبت کیا کرتے تھے وہاں آپ ﷺ کی بیویوں کو بھی آپ ﷺ سے شیفتگی و عشق تھا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ سفر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی ہم سفر تھیں۔ اس روز حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنی سواری کا اونٹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ سے تبدیل کرا لیا۔ راستہ میں نبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی طرف گئے، جس پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں۔ اور انھی کے ساتھ چلے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ مفارقت

① السنن الکبری للبیهقی: 422/7، و تاریخ بغداد: 13/252-253، و السلسلة الضعیفة، حدیث: 4144. اشعار کا ترجمہ یہ ہے: ''وہ مخصوص ایام جیسی آلائشوں سے پاک، دودھ پلانے والی کی کسی بھی خرابی سے محفوظ اور ہر بیماری سے بچا ہوا ہے۔ لہٰذا جب آپ اس کے چہرے کے خطوط کو دیکھیں گے تو ایسے لگے گا جیسے سفید بادل میں بجلیاں کوندر رہی ہوں۔'' (ن۔ف)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

برداشت نہ ہوئی۔ جب وہ منزل پر پہنچ کر سواری سے اتریں تو انھوں نے اپنا پاؤں گھاس میں گھسیڑ دیا اور زبان سے کہا:

«يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي، رَسُولُكَ وَلَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ لَهُ شَيْئًا»

''اے رب! کسی بچھو یا سانپ کو بھیج کہ مجھے کاٹ کھائے۔ اور وہ تیرے رسول ﷺ ہیں میں ان کی شان میں تو کچھ کہہ نہیں سکتی۔''[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کچھ تو آپ ﷺ کی تھوڑی سی جدائی کا صدمہ ہوا۔ اور کچھ سوت کا خیال بھی ہوا ہوگا کہ آپ ﷺ میرے ساتھ چلنے کی بجائے اس کے ساتھ کیوں چلے؟ لیکن یہ ایک فطری چیز ہے کوئی عیب نہیں ہے۔

آپ ﷺ کا ازواج رضی اللہ عنہن سے برتاؤ

اگرچہ حضور ﷺ نے اپنی پاک تعلیم کے اثر سے اپنی ازواج رضی اللہ عنہن کے سینوں کو اس آلائش سے پاک و صاف کر دیا تھا کہ وہ ایک دوسری سے دکھ کریں یا کسی قسم کی رقابت کا خیال دل میں لائیں مگر پھر بھی بتقاضائے بشریت کبھی ایسا ہو ہی جاتا۔ اور حضور ﷺ اس کو بہترین طریق سے سلجھا دیتے۔ مثلاً:

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضور ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو وہ رو رہی تھیں۔ پوچھا: ''کیوں روتی ہو؟''

انھوں نے کہا: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے طعن دیا ہے کہ تو یہودن ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی صرف بیویاں ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کی برادری میں سے، آپ ﷺ کی ہم پلہ بھی ہیں۔

---

[1] صحيح البخاري، النكاح، باب القرعة بين النساء، حديث: 5211، و صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضائل عائشة رضي الله عنها، حديث: 2445.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ نے فرمایا: ''واہ! یہ رونے کی کون سی بات ہے؟ تم نے کیوں نہ یہ جواب دیا کہ میرے باپ ہارون علیہ السلام ہیں، میرے چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں اور میرے شوہر محمد ﷺ ہیں، پھر مجھ سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے؟''

بس اتنی سی بات سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا دل خوش ہوگیا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی منع فرما دیا کہ آئندہ ایسا کلمہ کبھی نہ کہنا، جس سے اس کا دل دکھے۔ [1]

اسی طرح ایک بار کسی بیوی نے اپنی سوت کے قد و قامت پر اعتراض کیا اور ہنسی اڑائی تو حضور ﷺ نے اسے بہت ڈانٹا اور فرمایا: کہ یہ اس کا مذاق نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے جس نے اسے پیدا کیا۔ یاد رکھو! آئندہ ایسی غلطی کا ارتکاب نہ ہو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہی ہوگی۔ [2]

نبوی تعلیم کا ازواج رضی اللہ عنہن پر اثر

سوت کی عداوت ایک مشہور عداوت ہے۔ مگر حضور ﷺ نے اپنے حسن سلوک اور اپنی پاک تعلیم سے اس عداوت و رقابت کو محبت و الفت میں بدل دیا تھا۔ اور ازواج مطہرات کو ایسا شیر و شکر کر دیا تھا کہ ہر ایک دوسری کو اپنے سے بہتر سمجھتی تھی۔ ساری تاریخ اسلام کی ورق گردانی کر جائیں سوائے ان دو چار واقعات کے آپ کو ایک واقعہ بھی ایسا نظر نہ آئے گا جس سے حضور ﷺ کی خانگی زندگی پر برا اثر پڑا ہو۔ اور سوتوں کی باہم جنگ آزمائی رہی ہو۔ بلکہ بخلاف اس کے آپ کو ان کے ایسے اقوال و اثرات ملیں گے جن سے ان کی خوبیاں ایک دوسری پر نمایاں ہوتی ہوں۔

---

[1] جامع الترمذی، المناقب، باب فضل ازواج النبی ﷺ، حدیث: 3892-3894 [2] سنن أبی داود، الأدب، باب فی الغیبة، حدیث: 4875، وجامع الترمذی، صفة القیامة، باب: 51، حدیث: 2502.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے جویریہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں

ابو داود میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رائے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یوں نقل کی گئی ہے:

فَمَا رَأَيْنَا امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلٰى قَوْمِهَا مِنْهَا.

''میں کسی ایسی عورت کو نہیں جانتی جو اپنی قوم کے لیے جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر برکت والی ہو۔''[1]

عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شان میں آپ نے یوں فرمایا تھا:

لَمْ أَرَ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّيْنِ مِنْ زَيْنَبَ، وَأَتْقٰى لِلّٰهِ، وَأَصْدَقَ حَدِيْثًا، وَّ أَوْصَلَ لِلرَّحِمِ، وَأَعْظَمَ صَدَقَةً.

''میں نے کوئی عورت زینب سے بڑھ کر دین میں بہتر نہیں دیکھی۔ وہ اللہ کا زیادہ تقویٰ رکھنے والی، بہت زیادہ سچ بولنے والی، اقارب سے بڑھ کر سلوک کرنے والی اور بہت زیادہ صدقہ دینے والی تھیں۔''[2]

عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی تعریف میں فرمایا:

مَا رَأَيْتُ صَانِعَةَ طَعَامٍ مِثْلَ صَفِيَّةَ.

''میں نے صفیہ رضی اللہ عنہا جیسی کوئی عورت عمدہ کھانے پکانے والی نہیں دیکھی۔''[3]

[1] سنن أبي داود، العتق، باب في بيع المكاتب، حديث: 3931. [2] صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضائل عائشة، حديث: 2442. [3] سنن أبي داود، البيوع، باب فيمن افسد شيئا يغرم مثله، حديث: 3568، و سنن النسائي، عشرة النساء، باب الغيرة حديث: 3409.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے سودہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے متعلق کہا:

مَا رَأَيْتُ امْرَأَةً أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُوْنَ فِي مِسْلَاخِهَا مِنْ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ مِنِ امْرَأَةٍ ،فِيْهَا حِدَّةٌ.

"سودہ رضی اللہ عنہا میں ذرا تیزی تو تھی ورنہ اور کوئی بھی ایسا نہیں جس کے قالب میں ہونا مجھے سودہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ پیارا ہو۔"[1]

یہ ہیں وہ مختصراً آراء جو امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی ایک دوسری کے متعلق تھیں۔ کیا کوئی ہے جو باہمی سوتوں کی رائے ایسی پیش کر سکے۔ محال اور ناممکن ہے۔ یہ سب محض حضور ﷺ ہی کی پیاری تعلیم کا اثر تھا کہ وہ باہم احترام ومحبت روا رکھتی تھیں۔

حضور ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن کو ہدایت

آپ ﷺ اصلاح اخلاق کا بڑا خیال رکھا کرتے تھے۔ گھر میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو عموماً نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ تمھاری حیثیت اور پوزیشن عام مومنات کی سی نہیں ہے۔ بلکہ میرے تعلق کی وجہ سے تمھیں ایک خاص خصوصیت حاصل ہوگئی ہے۔ اب تمھیں اس کے مطابق اپنے آپ کو بنانا ہے۔

جس طرح میں مومنوں کا روحانی باپ ہوں اسی طرح تم ان کی روحانی مائیں ہو۔ تم نے ہر رنگ میں دوسروں کے واسطے ایک نمونہ بننا ہے۔ یاد رکھو! اگر تم کوئی غلط طریق اختیار کرو گی، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمھیں دگنی سزا ملے گی، کیونکہ تمھارے اس غلط نمونے سے دوسروں پر بھی اثر پڑے گا۔

[1] صحیح مسلم، الرضاعة، باب جواز هبتها نوبتها، حديث: 1463.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ازواج رضی اللہ عنہن کو تبلیغ دین کا حکم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں کے فرائض میں یہ چیز داخل کر رکھی تھی کہ وہ دوسری عورتوں کو دین کی تبلیغ کریں۔ احکام الٰہی سکھائیں، توحید و سنت کی گھر گھر اشاعت کریں، عورتوں کی معروضات مجھ تک پہنچائیں۔ پھر ان کے جواب انھیں سمجھائیں، دینی مسائل بتائیں، میرے جملہ افعال و اقوال و عبادات جو حجرات کے اندر ہوں، حفظ و اتقان کے ساتھ امت تک پہنچائیں، اور مشکلات علمیہ میں فرزندان امت کی راہنمائی کریں۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور تبلیغ

چنانچہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے ایسا ہی کیا۔ سب نے اپنے اپنے حلقہ میں دین کو خوب پھیلایا۔ اپنی اپنی قوم اور برادری کی عورتوں کو اسلام سکھلایا۔ اصلاح رسوم کا کام کیا۔ نشر و اشاعت دین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بٹایا۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شاگردوں کو تین سو اٹھہتر (378) احادیث سکھلائیں۔ [1]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو علم و تفقہ میں سب سے بڑھی ہوئی تھیں۔ فرزندان امت کو دو ہزار دو سو دس احادیث پڑھائیں۔ [2] جو اس وقت تک کتب احادیث و صحاح میں موجود ہیں۔ اور آپ کے فتاویٰ شرعیہ، حل مشکلات علمیہ، بیان روایات عربیہ، سیر و واقعات تاریخیہ کا شمار ان کے علاوہ ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے ساری عمر میں معانی قرآن اور احکام حلال و حرام اور اشعارِ عرب اور علم الانساب میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔ [3]

---

[1] سیر اعلام النبلاء : 2/210۔ [2] سیر اعلام النبلاء : 2/139۔ [3] ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء : 2/49، و سیر اعلام النبلاء : 2/183۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ خصوصیت تھی کہ جب کوئی نہایت مشکل اور پیچیدہ مسئلہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں پیش آجاتا تھا تو وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جانب رجوع کرتے تھے۔ اوران کے پاس اس کے متعلق علم پایا جاتا تھا۔[1]

حضور سرور کائنات ﷺ کی یہ عادت مبارک تھی کہ باتوں ہی باتوں میں بیویوں کو دینی مسائل سکھاتے جاتے تھے تاکہ وہ پھر امت کو سکھا سکیں۔

بیویوں کو وعظ ونصیحت

ایک دفعہ آپ ﷺ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نماز صبح کے لیے تشریف لے گئے اوراس وقت یہ مصلّے پر تھیں۔ بوقت چاشت جب نبی ﷺ واپس تشریف لائے تو یہ مصلے ہی پر بیٹھی تھیں۔ نبی ﷺ نے دریافت کیا: ''کیا تم اس وقت سے یہاں بیٹھی ہوئی ہو؟'' انھوں نے کہا: ''ہاں حضور ﷺ!''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے یہاں سے جانے کے بعد چار ایسے کلمات کہے ہیں کہ اگران کوتمھارے اس سارے وردو وظیفے کے ساتھ وزن کیا جائے تو بھاری اتریں۔ فرمایا وہ کلمات یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، عَدَدَ خَلْقِهٖ، وَرِضٰى نَفْسِهٖ، وَزِنَةَ عَرْشِهٖ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ.[2]

حرم کی روحانی وجسمانی بالیدگی

آپ ﷺ اپنی بیویوں کوصرف گھر کے کام کاج یا وردووظائف یا تبلیغ واشاعت ہی کی

① جامع الترمذي، المناقب، باب من فضائل عائشة رضي الله عنها، حديث: 3883. ② صحيح مسلم، الذكر و الدعاء، باب التسبيح أول النهار، حديث: 2726.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعلیم نہ دیا کرتے تھے، بلکہ انھیں جرأت و ہمت اور قوت و طاقت پیدا کرنے والے کام بھی سکھلاتے تاکہ عندالضرورت وہ اسلامی خدمات بھی بجالاسکیں۔ اور صرف گھر کی چاردیواری میں بیٹھنا نہ سیکھیں بلکہ رزمیہ کارناموں سے آگاہ ہوں تاکہ اپنی کوکھ سے مجاہدین کو جنم دیں۔

چنانچہ ایک بار آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حبشیوں کا وہ فوجی کرتب دکھایا، جو مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے جنگی تربیت کے خیال سے کرایا گیا تھا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی اوٹ (پردہ) میں دیکھ رہی تھیں۔[1] اور محض اس لیے دیکھ رہی تھیں کہ ان میں جرات اور سپرٹ پیدا ہوجائے۔

پھر ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوڑنے کا مقابلہ کیا۔ (اور ارادۃً زیادہ تیز نہ دوڑے) چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ سے آگے نکل گئیں جن سے ان کا حوصلہ بڑھ گیا۔ پھر دوسری دوڑ میں حضور ﷺ ان سے آگے نکل گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پیچھے رہ گئیں۔ اس پر آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

«هٰذِهِ بِتِلْكَ»

''لو عائشہ! اب اس کا بدلہ اتر گیا۔''[2]

سبحان اللہ! کیا دل لگی ہے۔ آپ ﷺ اپنی بیویوں کا دل بھی بہلا رہے ہیں۔ ان سے کھیلتے بھی ہیں۔ ان کی حفظان صحت کا خیال بھی رکھتے ہیں۔ انھیں جرات اور ہمت پیدا کرنے کا سبق بھی دیتے ہیں۔

غور کیجیے! جو شوہر اپنی بیوی کے ساتھ ایسا عمدہ سلوک کرتا ہو اور اس کی روحانی و جسمانی بالیدگی کا اس قدر خیال رکھتا ہو، کیا وہاں کسی بدمزگی اور گلے شکوے کو راہ مل سکتی ہے؟

---

[1] صحيح البخاري، الصلاة، باب أصحاب الحراب في المسجد، حديث :353-455، و صحيح مسلم، صلاة العيدين، باب الرخصة في اللعب، حديث : 892. [2] سنن أبي داود، الجهاد، باب في السبق على الرجل، حديث :2578.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر ہم اپنے گھریلو حالات بہتر اور گھر کو امن وسکون کا گہوارہ بنانا چاہتے ہوں تو ہمیں بھی فرصت نکال کر اپنی بیویوں کا اسی طرح خیال رکھنا ہوگا۔ بیوی کو نوکر نہیں بلکہ اپنی رفیقہ حیات سمجھنا ہوگا۔ اس کے حقوق وآداب، اقتضاء اور مزاج کی پوری پاسداری کرنا ہوگی۔ یہی سنت اور اسوۂ رسول ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے غزوہ احد میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ کندھوں پر مشکیں اٹھائے زخمیوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں۔ پانی ختم ہو جاتا تھا تو پھر مشک بھر لاتی تھیں اور زخمیوں کے منہ میں پانی ٹپکاتی جاتی تھیں۔ [1]

آپ جانتے ہیں کہ یہ کون خواتین رضی اللہ عنہن تھیں؟ یہ وہی پردہ نشین اور لائق صد احترام خواتین تھیں جو پردہ کی فلاسفی اور قومی خدمت کے فلسفہ کی ماہر تھیں۔ اور دربارِ اسلام سے حقائق کی تعلیم پا کر نکلی تھیں۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ جنگ بدر میں جو پرچم اسلام لہرا رہا تھا، وہ کس خاتون کا تھا؟ وہ بھی اسی پاک باز خاتون کی اوڑھنی سے بنایا گیا تھا جسے ام المومنین اور حبیبہ حبیبِ خدا ہونے کا فخر حاصل ہے۔ (رضی اللہ عنہا)

الغرض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی جہاد (میدان جنگ) میں شرکت بھی کتب احادیث و تاریخ سے ثابت ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی بیویوں میں مجاہدانہ سپرٹ پیدا کر دی تھی۔ اور ان میں شجاعت و بسالت کے جوہر بھر دیے تھے۔

کامیاب شوہر

نبی ﷺ میں جس قدر اوصاف تھے قریباً قریباً ان سب کا پرتو ازواج مطہرات پر پڑ چکا

[1] صحیح البخاری، الجهاد، باب غزوة النساء وقتالهن مع الرجال، حدیث: 2880، و صحیح مسلم، الجهاد، باب غزوة النساء مع الرجال، حدیث: 1811.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھا اوران میں آنحضرت ﷺ کا عکس دیکھا جا سکتا تھا اور دراصل کسی شوہر کی پوری تعریف بھی یہی ہے کہ وہ اپنی بیوی کو بھی اپنے رنگ میں رنگ دے۔

ازواج رضی اللہ عنہن پر حضور ﷺ کا رنگ

حضور ﷺ چونکہ خود بھی سخی تھے اور دنیا سے نفور و دل برداشتہ، اس لیے لازماً آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک روز نبی ﷺ نے اپنی ازواج رضی اللہ عنہن سے فرمایا: ''تم میں سے وہ عورت مجھے جلد آکر ملے گی جو زیادہ سخی ہوگی۔'' یہ سن کر سب ازواج رضی اللہ عنہن بڑھ بڑھ کر سخاوت کرنے لگیں۔لیکن ہم میں سب سے زیادہ سخی زینب رضی اللہ عنہا ثابت ہوئیں۔ کیونکہ وہ اپنے ہاتھ کی محنت سے کماتیں اور پھر اس کو صدقہ کر دیا کرتی تھیں۔[1]

عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ انھوں نے ایک دن میں ستر ہزار درہم فی سبیل اللہ صرف کیے۔ اور حقیقت یہ تھی کہ اس دن خود ان کے جسم پر ایک پیوند لگا ہوا کرتہ تھا۔کسی نے عرض کیا کہ کم از کم اپنا کرتہ تو بنوا لیجیے۔مگر آپ نے اس کی بھی پروا نہ کی۔[2]

''مدارج النبوۃ'' میں ہے کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے۔انھوں نے سب کے سب اسی روز اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیے۔ اور اس روز آپ کا روزہ بھی تھا۔شام کو لونڈی نے روکھی سوکھی روٹی رکھ دی۔اور یہ بھی کہا کہ اگر سالن کے لیے کچھ بچا لیا جاتا، تو میں سالن بھی تیار کر لیتی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''مجھے تو خیال نہ آیا تو نے یاد دلا دیا ہوتا۔''[3]

---

[1] صحیح البخاری، الزکاۃ، باب فضل صدقۃ الشحیح الصحیح، حدیث: 1420، و صحیح مسلم، فضائل الصحابۃ، باب من فضائل زینب ام المومنین رضی اللہ عنہا، حدیث: 2452. [2] سیر اعلام النبلاء: 187/2. [3] مدارج النبوۃ: 645/2، و حلیۃ الاولیاء: 47/2.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ! اللہ! دنیا میں کس قدر استغناء ہے۔ اور دیکھنا یہ ہے کہ یہ کس کی تعلیم، فیض اور صحبت کا اثر تھا؟

ایک بار حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے آکر شکایت کی کہ ''صفیہ رضی اللہ عنہا سبت (ہفتہ کے دن) کی عزت کیا کرتی ہیں۔ اور یہود کو عطیات دیا کرتی ہیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کر بھیجا۔ انھوں نے کہا:

''جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے جمعہ عطا فرمایا ہے سبت کو میں نے کبھی پسند نہیں کیا۔ رہے یہودی ان سے میرے قرابت کے تعلقات ہیں اور میں ضرور ان کو کچھ نہ کچھ دیتی ہوں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ جواب سن کر خاموش ہوگئے۔ پھر ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اس لونڈی سے پوچھا: ''تو نے شکایت کیوں کی؟''

لونڈی نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور کہا: ''میں شیطان کے جھانسے میں آگئی تھی۔''

آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اچھا جاؤ میں نے تمھیں اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا۔''[1]

سبحان اللہ! کیا شان عفو ہے کہ قصور دار کو بجائے سزا دینے کے الٹا آزاد کیا جا رہا ہے!! دراصل یہ بھی حضور ﷺ ہی کی پاک تعلیم کا اثر تھا۔ جو آپ ﷺ نے اپنی ازواج رضی اللہ عنہن کے دل و دماغ میں قائم فرما دیا تھا۔

عورتوں کی اصلاح

گھروں میں کبھی نہ کبھی چپقلش کا ہو جانا بھی لازمی امر ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جن میاں بیوی میں محبت حد سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے وہ بھی کسی نہ کسی وقت باہم روٹھ ہی بیٹھتے ہیں۔ بقول حالی مرحوم:

[1] الإصابہ: 348/4، و سیر اعلام النبلاء: 2/232-233.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بگڑیں نہ بات بات پہ کیوں جانتے ہیں وہ
ہم وہ نہیں کہ ہم کو منایا نہ جائے گا

بھلا پھر حضور ﷺ اس کلیہ سے کس طرح مستثنیٰ رہ سکتے تھے؟ آپ ﷺ کی زندگی میں بھی جس نے دوسروں کے لیے نمونہ بننا تھا اس چیز کا پایا جانا نہایت ضروری تھا۔ چنانچہ کتب تواریخ سے ہمیں صرف دو تین ہی ایسے واقعات مل سکتے ہیں، جن سے حضور ﷺ کی ناراضگی کا پتہ چلتا ہے۔ اور لطف یہ کہ اس ناراضگی میں بھی سبق پایا جاتا تھا۔

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ناراض ہو تو اپنا بستر اس سے الگ کرلے۔ اور اسی پر اکتفا کرے۔ نہ خود گھر سے نکلے نہ اسے گھر سے نکالے۔

ہاں کبھی اتنی ہی ناراضگی ہو کہ مارنے تک نوبت آجائے تو منہ پر نہ مارے۔[1] یعنی وحشیوں کی طرح نہ مارے۔ گویا مارنے میں بھی احتیاط اور اعتدال کو پیش نظر رکھا۔

مگر بہتر یہی ہے کہ بغیر مارنے کے ہی اس کی اصلاح کردے۔[2] کیونکہ یہ پسلی کی ہڈی کی طرح ہے، اگر سیدھا کروگے تو ٹوٹ جائے گی۔ اس کو اسی کی اصلی حالت پر چھوڑ دوگے تو تنگ کرے گی۔[3]

حضور ﷺ اور ازواج رضی اللہ عنہن

ایک دفعہ خود حضور ﷺ کسی اہم معاملہ پر سب بیویوں سے ناراض ہو گئے اور سبھی سے اپنا بستر الگ کرلیا۔ ایک ماہ کے بعد حضور ﷺ راضی ہو گئے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے معذرت چاہی۔ اور حکم الٰہی سے وہ معاملہ اختتام کو پہنچا۔[4] الغرض آپ کی ناراضگی

[1] دیکھیے: سنن أبي داود، النكاح، باب: في حق الزوج على المرأة، حديث: 2142. [2] سورة النسآء: 4 آيت: 34. [3] صحيح مسلم، الرضاع، باب الوصية بالنسآء، حديث: 1468. [4] صحيح البخاري، الطلاق، باب قول الله تعالى: ﴿للذين يؤلون من نسائهم﴾ حديث: 5289.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب بھی ہوئی دینی معاملات پر ہوئی جس میں درحقیقت ہمارے لیے ایک سبق مضمر ہے۔
اسی طرح بسا اوقات ازواج مطہرات میں سے بھی کوئی بگڑ جاتی تو آپ ﷺ اسے مناتے۔ اس منانے میں بھی عجیب شیرینی ہوتی۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''حمیراء! تم جب ناراض ہوتی ہو تو میں فوراً تمھارے غصہ کو پہچان لیتا ہوں۔''

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''حضور ﷺ! میں نے تو کبھی آپ پر اپنے غصہ کا اظہار نہیں ہونے دیا۔ پھر کس طرح آپ میری قلبی کیفیت کو پہچان لیتے ہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہی تو بات ہے کہ تم ناراضگی کا اظہار نہیں ہونے دیتی مگر ہم پھر بھی پہچان لیتے ہیں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''قربان جاؤں!! ذرا مجھے بھی تو پتہ دیجیے کہ آپ کو کس طرح میری ناراضگی کا پتہ چل جاتا ہے؟''

حضور ﷺ نے فرمایا:

''عائشہ! جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور قسم (اٹھانے) کا کوئی موقع آئے تو کہتی ہو: ''مجھے محمد ﷺ کے رب کی قسم!'' اور جب کوئی وجہ پر خاش (ناراضگی) ہو تو پھر یوں کہتی ہو: ''مجھے ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم!''

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں اور کہا: ''واللہ! آپ نے خوب پہچانا۔''[1]

محبت کے اسباب

اگرچہ آپ کو بیویوں سے محبت تو یکساں ہی تھی۔ مگر پھر بھی یہ چیز اپنے بس کی نہیں

① صحیح البخاری، النکاح، باب غیرۃ النساء ووجدھن، حدیث: 5228، و صحیح مسلم، فضائل الصحابہ، باب فضائل عائشۃ، حدیث: 2439.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوتی۔ حضور ﷺ کی بعض بعض بیویاں اپنے محاسن اور کمالات کی وجہ سے زیادہ توجہ کی موجب بن جاتی تھیں۔ اور لطف یہ کہ ان میں ہر ایک یہ سمجھتی تھی کہ میری طرف ہی آپ ﷺ کی توجہ زیادہ ہے۔

واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو زیادہ چاہتے تھے اور آپ ﷺ کا یہ چاہنا ان کے حسن و جمال یا کم سنی کی وجہ سے نہ تھا جیسا کہ بعض نابکار کہتے ہیں۔ بلکہ ان کے ذاتی کمالات، تفقہ فی الدین، ضبط علم اور ذہانت وغیرہ پر موقوف تھا۔ اور چونکہ یہ خوبیاں ان سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ذات میں موجود تھیں۔ اس لیے آپ ﷺ ان سے بھی زیادہ انھیں چاہتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی وفات کے بعد آپ ﷺ اکثر ان کا ذکر کرتے اور آپ ﷺ کی آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ ان کی سہیلیوں کی عزت کرتے انھیں اکثر تحائف بھیجا کرتے،[1] کہ یہ بھی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یادگار ہے۔

حضور ﷺ کی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے لافانی محبت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مجھے آنحضرت ﷺ کی زندہ بیویوں کے متعلق کبھی جذباتِ رقابت نہیں پیدا ہوئے۔ لیکن مرحومہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق میرے دل میں بعض اوقات رقابت کا احساس پیدا ہونے لگتا تھا۔[2] کیونکہ میں دیکھتی تھی کہ آنحضرت ﷺ کو ان سے بڑی محبت تھی۔ اور ان کی یاد آپ کے دل کی گہرائیوں میں جگہ لیے ہوئے تھی۔ آپ ﷺ کی ان سے یہ محبت بھی ان کے اخلاص و وفا وغیرہ کی بنا پر تھی۔

المختصر یہ کہ حضور ﷺ نے اپنی گوناگوں مصروفیتوں اور بے شمار ذمہ داریوں کے باوجود اپنے خانگی تعلقات کو جس خوبی سے نبھایا، تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

[1] صحیح البخاری، باب تزویج النبی ﷺ خدیجة، حدیث: 3605. [2] صحیح البخاری، حدیث: 5229، و صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل خدیجة، حدیث: 2435.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کا کامل نمونہ

آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کے ساتھ محبت و الفت میں، تلطف اور دل داری میں، ادائے حقوق و وفاداری میں، تعلیم و تربیت میں، تادیب و اصلاح میں، اور پھر مختلف بیویوں سے عدل و انصاف میں جو کامل نمونہ پیش کیا ہے، جب تک نسل انسانی کا وجود قائم ہے، وہ دنیا کے لیے ایک شمع ہدایت کا کام دے گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آنحضور ﷺ ایک باپ کی حیثیت میں

حضرت نبی کریم ﷺ کے ہاں تین فرزند اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ جن کے مختصر حالات درج ذیل ہیں:

حضور ﷺ کی اولاد و احفاد

1. حضرت قاسم رضی اللہ عنہ پہلے بچے تھے، جو خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے، انھی کے نام پر نبی ﷺ نے اپنی کنیت ''ابو القاسم'' رکھی تھی۔ یہ ابھی چلنا سیکھ ہی رہے تھے کہ راہ گرائے عالم جاودانی ہوئے۔[1]

2. حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ ان کا لقب ''طیب'' اور ''طاہر'' تھا۔ مکہ معظّمہ میں بعثت نبوی کے بعد پیدا ہوئے تھے اور مکہ معظّمہ ہی میں انتقال فرما گئے۔ انھی کی وفات پر کفارِ مکہ نے کہا تھا کہ محمد ﷺ کا کوئی فرزند نہیں بچا۔ اب اس کا کوئی نام لیوا نہیں رہے گا، چنانچہ

[1] البدایة و النهایة: 328/5، والطبقات لابن سعد: 133/1۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی موقع پر سورہ کوثر نازل ہوئی۔[1]

3 ابراہیم رضی اللہ عنہ۔ یہ مدینہ منورہ میں ماریہ قبطیہ کے بطن اطہر سے پیدا ہوئے۔[2] جس شخص (ابورافع) نے حضور ﷺ کو تولد فرزند کی اطلاع دی آپ ﷺ نے اسے خوشی میں ایک غلام عطا فرمایا تھا۔ جس دایہ (ام بردہ) نے بچہ کو دودھ پلایا۔ حضور ﷺ نے اسے ایک قطعہ نخلستان عطا فرمایا۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ کو اس فرزند کی کتنی خوشی ہوئی۔ یہ بچہ بھی دو سال کی عمر میں راہ گرائے عالم بقا ہوگیا۔[3] (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)

4 حضور ﷺ کی بیٹیوں میں سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سب سے بڑی تھیں جو قاسم رضی اللہ عنہ کے بعد پیدا ہوئیں۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک 30 سال کی تھی۔[4]

حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہوش سنبھالتے ہی اپنی والدہ کے ساتھ داخل اسلام ہوگئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی شادی ابوالعاص سے ہوئی تھی۔ سفر ہجرت میں ہبار نامی ایک شخص نے آپ رضی اللہ عنہا کو نیزہ مارا، جس سے آپ رضی اللہ عنہا کا حمل ساقط ہوگیا۔ اور اسی ضرب سے وہ انتقال کر گئیں، آپ رضی اللہ عنہا کی وفات پر حضور ﷺ نے فرمایا:

«هِيَ اَفْضَلُ بَنَاتِيْ اُصِيْبَتْ فِيَّ»

''وہ میری بیٹیوں میں سے افضل ہے اسے میرے لیے مصیبت پہنچی۔''[5]

ان کے بطن سے ایک فرزند علی رضی اللہ عنہ اور ایک دختر امامہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی۔ وہی امامہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کے متعلق فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد

---

[1] البداية و النهاية: 307/5، والطبقات الكبرى لابن سعد: 7/3. [2] دیکھیے: البداية و النهاية: 307/5، والطبقات الكبرى لابن سعد: 7/3. [3] الطبقات الكبرى لابن سعد: 144/1، والبداية والنهاية: 309/5. [4] الإصابة: 665/7. [5] البداية والنهاية: 35/7 و 331/3، و السلسلة الصحيحة، حديث: 3071.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امامہ سے نکاح کر لینا، چنانچہ ان کی وصیت پر عمل کیا گیا۔[1]

5 سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی تھیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی 32 سالہ عمر مبارک میں پیدا ہوئیں۔ ان کا نکاح مکہ ہی میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ اور انھی کے متعلق مکہ میں یہ مشہور تھا کہ

«اَحْسَنُ زَوْجَيْنِ رَاٰهُمَا اِنْسَانٌ رُقَيَّةُ وَزَوْجُهَا عُثْمَانُ»

''سب سے اچھا جوڑا جو دیکھا گیا ہے وہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔''[2]

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو 2ھ میں چیچک نکلی اور وہ اسی مرض میں راہ گرائے عالم بقا ہوگئیں۔[3] (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)

6 سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری دختر تھیں، جو سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ نکاح کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا تھا:

''یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں جو کہہ رہے ہیں کہ خدائے بزرگ کا حکم ہے کہ میں اپنی دوسری بیٹی تجھ سے بیاہ دوں۔''[4]

اسی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کا خطاب ملا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جگر گوشے یکے بعد دیگرے ان کے لیے اطمینان قلب کا باعث ہوئے۔

7 سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں جو نبوت کے دوسرے سال جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کا اکتالیسواں سال تھا پیدا ہوئیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری بیٹی تھیں جنھیں سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ کا خطاب

---

[1] الإصابة : 665/7، و البداية والنهاية : 306/5. [2] الإصابة : 698/7، وتاريخ الخلفاء للسيوطي، ص : 118. [3] البداية والنهاية : 307/5، و الإصابة : 648/7. [4] المستدرك للحاكم : 493/5، و تاريخ دمشق لابن عساكر : 39/39.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ملا۔[1] اور زندگی ہی میں جنت کی بشارت دی گئی۔

آپ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ جن سے دو بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور دو بیٹیاں ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

یہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا وہی ہیں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اور جن کا مہر چالیس ہزار درہم مقرر ہوا تھا۔

بعض مورخین نے آپ رضی اللہ عنہا کے فرزندان میں ایک بیٹے محسن اور ایک بیٹی رقیہ کے نام کا اضافہ کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ یہ دونوں صغر سنی میں انتقال فرما گئے تھے، اس لیے ان کے حالات تاریخ میں نہیں ہیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بعمر 31 سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے 6 ماہ بعد جنت کو سدھار گئیں۔ رضی اللہ عنہا

یہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صلبی اولاد تھی۔ مگر اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ ربیبہ اولاد بھی تھی۔[2]

ان سب کی تربیت اور پرورش بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تھی۔ ایک کا نام حبیبہ رضی اللہ عنہا تھا، جو ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی۔ اور دوسری کا ذرہ رضی اللہ عنہا، تیسری کا زینب رضی اللہ عنہا اور چوتھی ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھی۔ یہ تینوں ام المومنین ام سلمہ کی لڑکیاں تھیں۔ ام سلمہ سے دو لڑکے بھی تھے۔ ایک کا نام عمر رضی اللہ عنہ دوسرے کا نام سلمہ رضی اللہ عنہ تھا۔ ان سب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زیر سایہ تربیت پائی تھی۔[3]

ان سب کی شادیاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ بھی اپنی اولاد ہی کی طرح محبت کیا کرتے تھے۔

---

① المستدرك للحاكم: 4/260، و البداية والنهاية: 5/226، و 6/332. ② ربیبہ اس اولاد کو کہتے ہیں جو منکوحہ عورت کے سابقہ خاوند سے ہو۔ (فاروقی) ③ دیکھیے: البداية و النهاية: 5/254-262، و طبقات ابن سعد: 8/14-40 و 8/132 نیز دیکھیے: الاصابة اور سیر اعلام النبلاء وغیرہ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ کا ایک معجزہ

حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک دن حضور ﷺ غسل فرما رہے تھے میں ابھی چھوٹی ہی تھی۔ کھیلتی کھیلتی حضور ﷺ کے پاس چلی گئی۔ آپ ﷺ نے پیار سے میرے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ جس کی برکت یہ ہوئی کہ میرے چہرے پر رونق اور تازگی بہت بڑھ گئی اور وہ تازگی شباب ہی جیسی قائم رہی۔ اور اس میں کبھی کمی نہ آئی۔ [1]

اولاد کی شادیاں

اب غور فرمایئے کہ جس شخص پر اتنی بیویوں کے علاوہ اولاد کا بھی بوجھ ہو، اس کی ذمہ داریاں کتنی بڑھ جاتی ہیں۔ مگر قربان جایئے حضور ﷺ کے استقلال اور ہمت مردانہ پر کہ آپ ﷺ ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے فرائض سے غافل نہیں ہوتے ہیں۔ اولاد کی تعلیم، اس کی تربیت اس کی شادی وغیرہ جملہ امور کو اس خوبی سے سرانجام دیتے ہیں کہ نہ ہی اس میں کسی کو کسی شکایت کا موقع ملتا ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کے سر پر کوئی اتنا بار پڑتا ہے کہ آپ ﷺ اس سے متردد یا مضمحل ہو جائیں۔

اولاد کی تعلیم و تربیت کا ذکر تو ہم آگے چل کر کریں گے مگر یہاں یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ ایک باپ کے سر پر اولاد کا جو سب سے بڑا بوجھ ہوا کرتا ہے وہ اس کی شادی ہی کا بوجھ سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت دنیا میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں ایسے افراد ہیں جو محض اولاد کی شادی سے تباہ ہو گئے۔ مکان بک گئے۔ جائدادیں قرق ہو گئیں۔ اور قرض کے نیچے ایسے دبے کہ پھر اٹھ نہ سکے۔

مگر حضور ﷺ ہیں کہ سب کچھ کرتے ہیں۔ خوشی سے کرتے ہیں مگر قرض کا نام بھی نہیں لیتے۔

---

[1] دیکھیے: الاستیعاب: 4/1855، والاصابۃ: 12/177۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے تین بیٹے تو بچپن ہی میں انتقال فرما گئے تھے۔ مگر آپ ﷺ نے بیٹیوں اور دو بیٹوں کی شادی کی اور اپنی ذمہ داری پر کی۔ مگر کسی سے ایک پائی تک قرض نہیں لیا۔ اور لطف یہ کہ شادیاں باقاعدہ ہوئیں۔ اور خوش اسلوبی سے ہوئیں، دعوتیں ہوئیں۔ مہر مقرر ہوئے بلکہ ادا بھی کر دیے گئے۔ برادری بھی آئی مگر کسی نے انگشت نمائی نہیں کی۔

شادیوں میں بے تکلفی

حضور ﷺ کے علاوہ جب ہم دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم وصحابیات رضی اللہ عنہن کی سیرت کو پڑھتے ہیں، ان کی شادیوں کے تذکرے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بھی کسی نے شادی کے موقع پر قرض نہیں لیا۔ اور نہ ہی اس طمطراق اور شور شرابا سے کسی نے شادی کی جس طرح آج ہم مسلمان کر رہے ہیں۔

ان کی شادیاں نہایت سادگی اور بے تکلفی سے ہوا کرتی تھیں۔ نبی ﷺ کی بعثت سے قبل عرب نہایت تکلف سے شادیاں کیا کرتے تھے۔ قرب و جوار کے ممالک میں بھی پر تکلف دعوتیں ہوا کرتی تھیں۔ مگر حضور ﷺ چونکہ مصلح اعظم کی حیثیت سے تشریف لائے تھے۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان تکلفات کو چھوڑ دو۔ شادی بھی دیگر ضروریات زندگی کے کاموں کی طرح ایک معمولی کام ہی ہے، اس لیے اس پر اتنے مصارف اور اتنے اہتمام کی ضرورت ہی کیا ہے؟ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جس سادگی کو عرب کے سامنے پیش کیا تھا آج مہذب اور متمدن دنیا (یورپ امریکہ وغیرہ) بھی اس کے آگے سرنگوں ہے۔

ہمارے ہاں جو سمجھ دار قومیں ہیں وہ آہستہ آہستہ اسلامی سادگی کی طرف آ رہی ہیں۔ وہ اپنے آبائی رسم و رواج اور تکلفات کو چھوڑ کر معمولی سے خرچ پر شادی کا کام سرانجام دے رہی ہیں۔ مگر مسلمان اور صرف مسلمان ہیں جو لغو اور بیہودہ رسوم کے گورکھ دھندے میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پھنسے ہوئے ہیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی مثالی شادی

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شادی اس زمانہ میں کرتے ہیں جب مسلمان اپنے پاؤں پر کھڑے ہو چکے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ اشارے پر اشرفیوں کے ڈھیر لگا سکتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو یہ شادی اس دھوم دھام سے کرتے کہ سارے عرب نہیں بلکہ دنیا بھر میں نام پیدا ہو جاتا۔ بیٹی کو اتنا جہیز دیتے کہ رکھنے کو جگہ نہ ملتی۔ مگر آپ حیران ہوں گے کہ یہاں ان چیزوں کا نام بھی نہیں لیا گیا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھتے ہی چپکے سے نکاح فاطمہ رضی اللہ عنہا کی درخواست پیش کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حکم الٰہی کا انتظار کرو، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ درخواست پیش کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں بھی یہی جواب دیتے ہیں۔ پھر جب سب مل کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو درخواست کے لیے آمادہ کرتے ہیں۔ وہ خود کہنے سے ہچکچاتے اور شرماتے ہیں۔ مگر احباب کے اصرار سے بالآخر درخواست پیش کر دیتے ہیں، جو معاً قبول ہو جاتی ہے۔ احباب کو بلایا جاتا ہے اور وہیں مسجد میں نکاح ہو جاتا ہے۔

کیفیت یہ ہے کہ نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کے پاس کچھ ہے کہ دعوت ولیمہ کر سکیں۔ اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنی دولت ہے کہ اس پیاری اور ممتاز بیٹی کو خاطر خواہ جہیز دے سکیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ فروخت کر کے مہر میں دے دی۔ جو چار سو درہم میں فروخت ہوئی۔ اسی سے جہیز تیار کیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک دوست سعد رضی اللہ عنہ نے ولیمہ کے لیے اپنی بھیڑ پیش کی۔ چند انصار نے کچھ خرما اور جو کا دلیہ تیار کیا۔ اور سب نے بیٹھ کر خوشی سے کھانا کھایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بخدا جب میری شادی ہوئی تو میرے گھر میں اپنے اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے کوئی بستر نہ تھا۔ صرف ایک کھال تھی رات کو اس پر لیٹ رہتا اور دن میں اس سے مشکیزہ کا کام لیتا۔

حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا استصواب تو کر ہی لیا تھا۔ مگر جب اندر گئے، تو دیکھا کہ سب تو مسرور ہیں مگر بیٹی معمولی لباس پہنے شرم و حیا سے سر جھکائے اداس بیٹھی ہے۔ اس کو چپ چاپ اور پریشان بیٹھا دیکھ کر حضور ﷺ نے خیال فرمایا کہ شاید علی رضی اللہ عنہ کے افلاس کا خیال ہے۔ میں نے قریش کے بڑے بڑے متمول لوگوں کی درخواستیں مسترد کر دیں اور علی رضی اللہ عنہ کو، جو کرائے کے مکان میں رہتے ہیں۔ اور اس وقت نہایت تنگدست ہیں ترجیح دی ہے تو بیٹی کو یہی خیال آرہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

''اے بتول رضی اللہ عنہا! ملول نہ ہو۔ بخدا! میری برادری میں علی رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی دوسرا نہ تھا، جسے میں تیرا خاوند بناتا۔ مگر علی رضی اللہ عنہ تنگدست ہے تو بھی پروا نہیں۔ یہ دنیاوی افلاس چند روزہ ہے عقبیٰ کی کشائش پر نظر رکھو، آخرت کے خزانے تمھارے لیے ہیں۔ پریشان ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔''[1]

سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کا جہیز

حضور ﷺ نے روانگی کے وقت مندرجہ ذیل اشیاء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بطور جہیز دیں:

1. ایک فرش چرمی۔
2. ایک چمڑے کا تکیہ، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔
3. ایک مشکیزہ۔
4. ایک پیالہ۔

[1] تمام تفصیل کے لیے دیکھیے: طبقات ابن سعد: 8/19-30 اور دیکھیے: سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور سیرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، مطبوعہ مسلم پبلی کیشنز، لاہور۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

5. دو چادریں ایک ریشمی دوسری سوتی۔

6. ایک چکی۔

7. دو مٹی کے گھڑے۔

8. ایک جائے نماز۔[1]

بعض مورخین نے دو بازو بند نقرئی بھی لکھے ہیں۔

بہرکیف یہ مختصر سامان تھا جو بطور جہیز دیا گیا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک عورت کے ساتھ پیدل ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچا دیا گیا۔

رقیہ رضی اللہ عنہا و اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی سادہ شادیاں

اسی طرح سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ربائب حبیبہ رضی اللہ عنہا، درہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کیے۔ اور بعینہ اسی سادگی سے زید رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے اور سلمہ کا نکاح امامہ رضی اللہ عنہا بنت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

حضرت نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے نکاح کر کے ایسا نمونہ قائم کیا اور مسلمانوں کے لیے وہ سہولتیں بہم پہنچا دیں کہ دنیا میں اس کی نظیر محال ہے۔ وہی عرب کی بات ہے جو ہم ہندوستانیوں کی طرح کہا کرتے تھے کہ

بنئے کی کمائی بیاہ یا مکان نے کھائی

اور نکاح و شادی کی پر تکلف رسوم میں اجڑ جایا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اس سادگی پر اتر آئے اور اس بے تکلفی سے نکاح کرنے لگے کہ کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہوتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص جاں نثاروں اور فدائیوں نے اپنے نکاح

---

[1] سنن النسائي، حديث: 3386- و مسند أحمد: 84/1.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیے مگر حضور ﷺ کو اس کا علم تک نہ ہوا۔ پس چپ چاپ نکاح ہو جاتے تھے۔

نہ منگنیاں ہوتی تھیں، نہ براتیں چڑھتی تھیں، نہ ڈھول بجتے تھے، نہ گانے باجے ہوتے تھے، نہ آتش بازی چھوٹتی، نہ ڈولی جاتی تھی اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی اور رسم ادا کی جاتی تھی۔

ہاں بعض روایات سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ بعض شادیوں میں بطور اعلان دف بجائی گئی۔ [1] اور ایک شادی پر چھوٹی چھوٹی معصوم بچیوں نے جنگی کارناموں کے ترانے گائے۔ مگر بعد ازاں اسے بھی ترک کر دیا گیا۔ اور بطور رسم اسے جاری نہیں رکھا گیا۔

حضور ﷺ کی اولاد سے محبت

مذکورہ بالا واقعات کو پڑھ کر کہیں یہ غلط اندازہ نہ لگا لیجیے کہ حضور اکرم ﷺ کو اپنی اولاد سے محبت کم ہوگی اس لیے شادی کے موقعہ پر خوشی کا سامان فراہم نہ کیا۔ اور چونکہ ہم پر اولاد کی محبت غالب ہے اور ہم شادی ہی کے موقعہ پر اس کی ساری خوشی دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے تکلفات سے کام لیتے ہیں۔

حضور ﷺ کو اپنی اولاد سے اتنی محبت تھی کہ شاید ہم میں سے کسی کو بھی اتنی محبت نہ ہو۔ ہاں فرق اتنا ہے کہ حضور ﷺ کی محبت کا معیار بلند تھا۔ حضور ﷺ کی محبت و اسلوب جداگانہ تھا۔ ہماری محبت کا معیار پست ہے، ہماری محبت کا طریق غلط ہے۔

حضور ﷺ کو بے شک اولاد سے محبت تھی مگر یہ محبت رب کی محبت پر غالب نہ تھی۔

آپ ﷺ آیت مبارکہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾

[1] یہ ایک بے ساز و آواز ڈھول ہوتا تھا جس کا مقصد محض اعلان کرنا ہوتا تھا۔ اس سے گانے بجانے کا جواز نکالنا کسی صورت درست نہیں۔ (فاروقی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

”اے ایمان والو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔“[1]

کی حقیقت سے آگاہ تھے۔ اور اس محبت میں بھی خالق کی محبت نمایاں رہتی تھی۔

فرزند کی وفات پر تاثرات

ذرا غور کیجیے کہ آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ جو ابھی دودھ پیتے بچے ہیں، انتقال فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ انھیں آخری پیار سے گود میں اٹھا لیتے ہیں اور وہ ایسی حالت میں آپ ﷺ کے سامنے دم توڑ دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کی آنکھیں پرنم ہوجاتی ہیں اور منہ سے یہ کلمات نکلتے ہیں:

«وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ تَبْكِي الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُوْلُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ»

”آنکھ میں نم ہے دل میں غم، مگر ہم کوئی بات ایسی نہ کہیں گے جو رب کو ناپسند ہو۔“[2]

حضور ﷺ ابراہیم رضی اللہ عنہ کے کرب و اضطراب اور تکلیف سکرات کو دیکھتے ہیں تو بے تحاشا زبان اقدس سے فرماتے ہیں:

«يَا إِبْرَاهِيْمُ إِنَّا لَنْ نُغْنِيَ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا»[3]

”اے ابراہیم! حکم الٰہی کے سامنے ہم تیرے کس کام آسکتے ہیں۔“[4]

اللہ اللہ! معصوم بچے کی موت اور وہ بھی پچاس سالہ سن رسیدہ بزرگ باپ کی گود میں

---

[1] المنافقون 9:63. [2] صحیح البخاری، الجنائز، باب قول النبی ﷺ انابك لمحزونون، حدیث: 1303، و صحیح مسلم، الفضائل، باب رحمة الصبیان والعیال، حدیث: 2315 آخری الفاظ مصنف ابن أبی شیبه: 62/3 سے ہیں۔ [3] أسد الغابة: 63/1، والاستیعاب: 571، و السیرة الحلبیة: 1/7. [4] مطلب یہ کہ موت سے ہم تمھیں جانبر نہیں کر سکتے۔ (فاروق)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذرا اس نقشے کا تصور کرو۔ اور پھر شانِ نبوت دیکھو کہ سانس چھوڑتے بچے کو گود میں اٹھا کر:

«یَا اِبْرَاهِیْمُ إِنَّا لَنْ نُغْنِیَ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا»

کہتے ہوئے امت کو توحید کی کیسی زبردست تعلیم دی ہے؟ اور اپنے دلی رنج اور رضائے الٰہی کا ذکر فرما کر انسان کی کمزوری اور ایمان کی قوت کا اظہار فرمایا ہے۔

پھر غور کرو کہ اصلاح عقیدہ کا فرض، کس قدر جلد غمِ فرزند پر غالب آجاتا ہے اور حضور ﷺ کیسی سرعت وثبات سے وعظ ونصیحت فرمانے لگتے ہیں۔ جبکہ عام طور پر ایسے مصائب میں لوگ اپنے آپ کو غم زدہ تصور کر کے بصورت ماتم بیٹھ جایا کرتے ہیں۔

نواسی سے محبت

مسند احمد میں ہے کہ حضور ﷺ امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا سے، جو آپ کی نواسی تھیں، بہت پیار فرمایا کرتے تھے۔ انھیں گود میں اٹھا لیتے اور فرماتے:

اَحَبُّ اَهْلِی اِلَیَّ.

''مجھے یہ اہل بیت میں سب سے پیاری ہے۔''[1]

ایک دفعہ حضور ﷺ نے امامہ رضی اللہ عنہا کو گود میں لیے ہوئے نماز پڑھی۔[2] جس سے آپ ﷺ کے دل میں امامہ رضی اللہ عنہا کی محبت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ نیز امت کی بیبیوں کو یہ سبق مل سکتا

---

[1] مسند احمد : 101/6. ان الفاظ نبوی کا پس منظر جو ہمیں معلوم ہوا وہ کچھ اس طرح ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک ہدیہ پیش کیا گیا تو اس میں (یمن کے علاقے ظفار کے) موتیوں کا ہار بھی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «لَاَدْفَعَنَّهَا إِلٰی اَحَبِّ اَهْلِیْ إِلَیَّ» ''میں یہ ہار اس کے سپرد کروں گا جو مجھے اپنے خاندان میں سب سے زیادہ عزیز ہے۔'' ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کہنے لگیں: یہ ہار تو پھر بنت ابی قحافہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) ہی لے جائیں گی۔ اتنے میں آپ ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی (اور اپنی نواسی) امامہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا اور ان کے گلے میں یہ ہار پہنا دیا۔ البتہ یہ حدیث ارباب تحقیق کے نزدیک ضعیف ہے۔ (ن۔ ف) [2] صحیح البخاری، الصلاۃ، باب إذا حمل جاریة صغیرة، حدیث: 516، و صحیح مسلم، المساجد، باب جواز حمل الصبیان، حدیث: 543.

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ بچے کو گود میں لے کر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی بی بی محض بچے کو بہلانے کی خاطر نماز چھوڑ دے۔ نماز وہ ضروری عبادت ہے جو کسی حالت میں بھی ترک نہیں کی جاسکتی۔

اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے محبت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیٹی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے بھی بڑی محبت تھی۔ ان کی وفات کے بعد وہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد آتیں تو آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔

صحیح بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی قبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔[1]

حسنین رضی اللہ عنہما سے محبت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نواسوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے بھی بڑی محبت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اکثر کندھوں پر اٹھا لیتے اور فرماتے:

«اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهُمَا»

''اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں پس تو بھی ان سے محبت فرما اور جو کوئی ان دونوں سے محبت رکھے ان سے بھی تو محبت فرما۔''[2]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات ارشاد فرمائے جس سے ان کی محبت کا اندازہ ہو سکتا ہے:

«وَاِنَّهٗ رَیْحَانَتِیْ مِنَ الدُّنْیَا»

---

[1] صحیح البخاری، الجنائز، باب من یدخل قبر المرأة، حدیث: 1342. [2] جامع الترمذی، المناقب، باب مناقب أبی محمد الحسن بن علی بن أبی طالب، حدیث: 3769 البتہ اس حدیث میں حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو گود میں بٹھانے کا ذکر ہے۔ بہر حال مفہوم میں کوئی فرق نہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"دنیا میں یہ تو میرا پھول ہے۔"[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، ایک دفعہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنے دولت خانہ سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو، جو ابھی بچے ہی تھے، دوش مبارک پر سوار کیے تشریف لا رہے تھے۔ ایک شخص نے دیکھ کر کہا:

«نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ»

"واہ میاں صاحبزادے! سواری تو خوب ہے۔"

حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

«وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ»

"یہ سوار بھی تو اچھا ہے۔"[2]

حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل بیت نبوی میں امام حسن رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے صورت و شکل میں سب سے مشابہ تھے۔ حضور ﷺ بھی اس کو سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ میں نے بارہا دیکھا کہ حضور ﷺ حالت سجدہ میں ہوتے اور حسن رضی اللہ عنہ اس وقت آجاتے تو آنحضرت ﷺ پر سوار ہو جاتے۔ آپ اس وقت سجدہ لمبا کر دیتے۔[3] بسا اوقات ایسا ہوا کہ آپ ﷺ رکوع میں ہوتے تو حسن رضی اللہ عنہ آپ کی ٹانگوں سے لپٹ جاتے۔ حضور ﷺ پاؤں پھیلا دیتے تاکہ دوسری طرف نکل جائیں۔

سبحان اللہ! کیا شان محبت ہے۔ ایک طرف بچے کی معصومیت پر غور کرو اور دوسری طرف حضور ﷺ کی دل داری ملاحظہ کرو۔ کیا ان روایات کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ

---

① جامع الترمذي، المناقب، باب مناقب أبي محمد الحسن بن علي، حديث: 3770 بالفاظ «هُمَا رَيْحَانَتَايَ» "یہ دونوں میرے پھول ہیں۔" ② جامع الترمذي، حديث: 3784. یہ حدیث ضعیف ہے۔ ③ نسائي، التطبيق، باب هل يجوز أن تكون سجدة؟ حديث: 1142.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ کو اولاد کے ساتھ محبت نہ تھی؟ یقیناً آپ ﷺ کو اولاد سے بے پناہ محبت تھی۔

ایک دفعہ نبی ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ حضور ﷺ نے دیکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ، جو ابھی چلنا ہی سیکھے تھے، اُفتاں و خیزاں میری طرف آ رہے ہیں۔ آپ ﷺ یہ کیفیت دیکھ کر بتقاضائے محبت رہ نہ سکے۔ منبر سے اتر کر حسین رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ انھیں اٹھایا اور منبر پر اپنے ساتھ لا کر بٹھا دیا۔[1]

ایک دن حضور ﷺ مدینہ کی کسی گلی سے گزر رہے تھے۔ وہاں چند چھوٹے چھوٹے بچے کھیل کود میں مصروف تھے۔ آپ ﷺ نے ایک لڑکے کو گود میں اٹھا لیا اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ پاس ہی کھڑے تھے۔ انھوں نے پوچھا: حضور ﷺ! یہ کس کا لڑکا ہے جس سے آپ ﷺ اس قدر محبت کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ لڑکا ایک دن میرے حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے پاؤں کی خاک اٹھا کر اس نے اپنی آنکھوں سے ملی۔ پس اس دن سے میں بھی اسے محبت کی نگاہ سے دیکھنے لگا ہوں کیونکہ جو حسین سے محبت کرتا ہے وہ مجھے بھی پیارا ہے۔"[2][3]

یہ چھوٹے بچوں کی محبت کا ذکر تھا۔ آپ کہیں گے کہ چھوٹے بچوں سے سبھی کو محبت ہوا کرتی ہے۔ مگر اب ذرا بڑی اولاد کی محبت کا حال بھی سن لیجیے۔ اور اس سے اندازہ لگا لیجیے

---

[1] سنن أبي داود، الصلاة، باب الإمام يقطع الخطبة للأمر، حديث: 1109، والنسائي، الجمعة، باب نزول الإمام من المنبر قبل فراغه، حديث: 1414، و جامع الترمذي، المناقب، باب مناقب أبي محمد الحسن بن علي بن أبي طالب، حديث: 3774. [2] مستدرك سفينة البحار: 408/2، والعوالم: 248/1. [3] یہ واقعہ بعض سوانح نگاروں نے لکھا ہے جس سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن محدثانہ انداز میں دیکھیں تو اس میں کلام ہے۔ اگر مورخانہ انداز میں دیکھیں تو گوارا ہے۔ اس واقعہ کو محل نزاع نہ بنانا چاہیے۔ کیونکہ اس کے اقرار یا انکار سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ جیسے عالی مقام کی شان میں فرق نہیں آتا اور نہ ہی ایمان یا اسلام کی کوئی بنا متاثر ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ (فاروقی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ حضور ﷺ کو اپنی اولاد سے من حیث الاولاد (یعنی اولاد ہونے کی حیثیت سے) کس قدر محبت تھی!! اور جسے اولاد کی اس قدر محبت ہوتی ہے وہ کیونکر دوسرے تمام کام سرانجام دے سکتا ہے؟ مگر حضور ﷺ ہیں کہ ہمیں ہر موقع پر اپنے فرائض منصبی میں چاق چوبند نظر آتے ہیں۔ اور ایک لمحہ بھی کسی ذمہ داری سے استغناء نہیں برتتے۔

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے محبت

صحیح بخاری میں ہے کہ حضور ﷺ نے جگر گوشہ فاطمہ کی شان میں فرمایا:

«فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا فَقَدْ أَغْضَبَنِي»

''فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو اس کو ناراض کرے گا، وہ مجھے ناراض کرے گا۔''[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ایک شخص جمیع بن عمیر نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

''رسول اللہ ﷺ کو سب سے پیارا کون تھا؟''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''فاطمہ!''

انھوں نے پوچھا: مردوں میں سے کون تھا؟

جواب دیا: ''شوہرِ فاطمہ رضی اللہ عنہا''

اور ترمذی میں ہے کہ یہ بھی کہا کہ علی رضی اللہ عنہ تو بڑے صوام وقوام[2] تھے۔[3]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

---

[1] صحیح البخاري، فضائل أصحاب النبي، باب مناقب فاطمة رضي الله عنها حديث: 3767. [2] صوام وقوام دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں، یعنی بے حد روزے رکھنے والے اور بہت زیادہ عبادت کرنے والے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ان ارشادات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے دل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی کس قدر عزت تھی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی ان سے اسی طرح محبت تھی۔ (فاروقی) [3] جامع الترمذي، المناقب، باب ما جاء في فضل فاطمة، حديث: 3874.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

«مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَشْبَهَ سَمْتًا وَدَلًّا وَهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فَاطِمَةَ فِي قِيَامِهَا وَقُعُوْدِهَا»

''میں نے بات چیت، اخلاق و عادات اور اٹھنے بیٹھنے میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر حضور ﷺ سے مشابہ کسی کو نہ دیکھا۔''

وہ جب حضور ﷺ کے پاس آیا کرتیں تو نبی ﷺ اٹھ کر آگے بڑھتے،[1] ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور مرحبا مرحبا فرما کر ان کو اپنے پاس بٹھا لیتے۔ اور جب حضور ﷺ کبھی بیٹی سے ملنے جاتے وہ بھی اسی طرح سے ملا کرتی تھیں۔[2]

ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کسی سفر سے لوٹ کر آتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے اور انھیں مل کر اپنے گھر میں تشریف لاتے۔[3]

ارزانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے بھی حضور ﷺ کے دل میں اولاد کی محبت کا اندازہ

---

[1] یہاں ایک تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حضرت فاطمۃ الزہراء و حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے بارے میں صفائی قلب اور صحابہ و محدثین کے صدق روایات کا اندازہ لگایئے۔ یعنی جو صحابہ رضی اللہ عنہم و محدثین رحمہم اللہ مناقب اہل بیت رضی اللہ عنہم کی روایات میں کمی بیشی نہیں کرتے وہ قرآنی آیات سے کیونکر تعرض کر سکتے ہیں؟ اور دوسرا یہ مسئلہ بھی سمجھ لیجیے کہ کسی عزیز یا بزرگ کے استقبال کے لیے کھڑا ہونا ناجائز نہیں کیونکہ یہ قیام رشتے اور تعلق کی بنا پر ہے۔ اور وہ قیام جائز نہیں جو تعبد، تذلل یا غایۃ تعظیم کی بنا پر ہو، یہ دوسرا قیام جس کے ڈانڈے شرک سے جا کر ملتے ہیں ممنوع ہے۔ اور اگر کوئی بزرگ اپنے لیے قیام کو پسند کرے تو اس کے لیے قیام کرنا درست نہیں۔ ایسا قیام انجام کار اس بزرگ کے حق میں بھی اچھا نہیں۔ بے شک بعض احادیث میں کسی کی آمد پر کھڑا ہونے کو حضور ﷺ نے ناجائز فرمایا ہے۔ علماء نے اس موضوع پر کافی لمبی چوڑی خامہ فرسائی کی ہے لیکن سب احادیث کا ماحصل یہ ہے کہ بسا اوقات جگہ پر کھڑے ہونا ناجائز ہوتا ہے اور کھڑے ہو کر آگے بڑھنا جائز ہے۔ اس موضوع پر کچھ دلچسپ مباحث بھی ہیں جو ارباب علم و تحقیق سے معلوم کیے جا سکتے ہیں۔ ملاحظہ ہو (فتح الباری جلد 11 صفحہ 60-65 حدیث: 6262) (فاروقی) [2] جامع الترمذي، المناقب، باب ماجاء في فضل فاطمة رضي الله عنها، حديث: 3872، و أبو داود، الأدب، باب في القيام، حديث: 5217. [3] مستدرك حاكم: 155/3.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا حضور ﷺ کی بنات سے اور کوئی موجود نہ تھیں (اس لیے صرف انھی کے پاس جاتے)۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے مرض الوفات پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور اپنے پاس بٹھا کر ان کے کان میں کچھ فرمایا تو وہ رونے لگیں۔ پھر ان کو بلایا اور کان میں کچھ فرمایا، وہ ہنسنے لگیں۔ مجھے بڑا تعجب ہوا اور مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

''یہ کیا بات ہے؟ اس سے قبل میں نے ایک ہی وقت میں (خوشی وغمی) ہنسنے اور رونے کا اجتماع نہیں دیکھا، جیسا کہ اس موقع پر دیکھا۔''

فاطمہ رضی اللہ عنہا خاموش رہیں اور مجھے وہ بات نہ بتائی۔ لیکن جب حضور ﷺ انتقال فرما گئے تو پھر میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ''کہ اس رونے اور ہنسنے کا کیا سبب تھا؟''

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''پہلی مرتبہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ میں اس مرض میں انتقال کر جاؤں گا۔''

یہ سن کر میں رو پڑی تھی، پھر دوسری مرتبہ یہ فرمایا تھا:

''تو (فاطمہ رضی اللہ عنہا) خاندان کے سب اشخاص سے پہلے مجھے ملے گی۔ اس پر میں خوش ہوگئی۔''[1]

اس واقعہ سے بھی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی عزت افزائی اور محبت کا اظہار ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ نے از راہ محبت جملہ ازواج مطہرات سے اس راز دارانہ گفتگو میں اپنی بیٹی ہی کو ترجیح دی۔ اگرچہ اس کے اسباب اور وجوہات اور بھی ہیں، مگر محبت کا اظہار تو ہو رہا ہے۔ اور اس وقت یہی بتا رہے ہیں کہ آپ کو اپنی لخت جگر سے کس قدر محبت تھی!!

---

[1] صحیح البخاری، الاستئذان، باب من ناجی بین یدی الناس، حدیث: 6285-6286، و صحیح مسلم، فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم، باب من فضائل فاطمة رضی اللہ عنہا، حدیث: 2450.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اولاد کی تعلیم و تربیت

اگرچہ اصول تو یہی ہے کہ جسے جتنی اپنی اولاد زیادہ پیاری ہوتی ہے اسے اتنا ہی اس کی تعلیم و تربیت کا زیادہ خیال ہونا چاہیے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ فی زمانہ جسے اپنی اولاد سے زیادہ پیار ہوتا ہے، اتنی ہی اس کی اولاد نالائق اور جاہل رہتی ہے، کیونکہ وہ حد سے زیادہ پیار اور لگاؤ کی وجہ سے اس کی تعلیم کا اتنا خیال نہیں کرتے جو کرنا چاہیے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ اولاد کے اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں۔ مگر حضور ﷺ ہیں کہ پیدائش ہی سے اولاد کی اصلاح کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ اسے وہ تعلیم دیتے ہیں کہ بچہ سن شعور کو پہنچتے ہی بڑوں کی طرح دانا ہو جاتا ہے۔ اور جو بات کرتا ہے ایسی نپی تلی کرتا ہے کہ بڑے بڑے مدبر بھی حیران رہ جاتے ہیں۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں اس زمانہ کی طرح اسکول اور مدرسے نہ تھے۔ اور نہ ہی کتابیں ہوتی تھیں کہ بچوں کو پڑھا دی جاتیں، حضور ﷺ تو باتوں ہی باتوں میں توحید و سنت اور عقل و دانش کی (جسے آج منطق و فلسفہ، سائنس اور ٹیکنالوجی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے) تاریخ و سیر کی، اخلاق و معیشت کی اور نامعلوم کن کن علوم و فنون کی تعلیم فرما دیا کرتے تھے۔ جب بچہ پیدا ہوتا تو معاً اس کے کان میں اذان و تکبیر کہلائی جاتی۔ اور یہی پہلا توحید و سنت کا سبق ہوتا جو بچے کے دماغ پر منقش کر دیا جاتا۔ ازاں بعد اس کے سامنے ایسی باتیں کی جاتیں جن کا اثر اس کے دل پر ہوتا رہتا۔ ممنوعات سے بہ تشدد اسے روکا جاتا۔ امور حسنہ کے متعلق اسے تحریض و ترغیب دلائی جاتی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ بچے ابتدائی عمر ہی میں ذہین، سمجھ دار اور کسی حد تک عالم و فاضل ہو جاتے۔

حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی تربیت

ایک دفعہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ میں باہم چپقلش ہوگئی۔ دونوں ابھی کمسن تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لڑتے لڑتے اماں جان کے پاس آ گئے۔ ایک کہتا ہے مجھے اس نے مارا ہے۔ دوسرا کہتا ہے مجھے اس نے مارا۔ آپ نے ان کے بھولے پن کی طرف دیکھا تو فرمایا:

مجھے یہ کیا معلوم کہ پہلے کس نے مارا، میں تو کہتی ہوں، تم دونوں مجرم ہو۔ تم نے قانون الٰہی کی خلاف ورزی کی ہے۔ حکم تھا:

﴿لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ﴾

''زمین پر دنگہ فساد نہ کرو۔''

چنانچہ وہ اسی وقت اپنا جھگڑا تو بھول ہی گئے۔ اور بارگاہ الٰہی سے معذرت خواہ ہوئے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ ازاں بعد ان میں باہم کبھی لڑائی نہیں ہوئی۔

شائستہ اولاد

ایک دفعہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بیت المال کے لیے صدقہ کی کھجوریں آئیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ اٹھے اور بھولے پن میں ایک کھجور پکڑ کر منہ میں ڈال لی۔ آپ ﷺ کی نگاہ پڑی تو فوراً اٹھے، بچے کے منہ میں انگلی ڈالی اور فرمایا:

کَخْ کَخْ.

تاکہ وہ کھجور نکال پھینکیں پھر فرمایا: ''کیا تمھیں خبر نہیں کہ ہمارا خاندان صدقہ نہیں کھایا کرتا۔''[1]

بچے نے کھجور اُگل دی۔ بس وہ دن تھا کہ بچے نے پھر کبھی کوئی چیز بھولے پن سے بھی ہاتھ میں نہیں لی۔ جب حضور ﷺ یا والدین کچھ دیتے کھا لیتے۔ ورنہ آنکھ اٹھا کر بھی کسی چیز کی طرف نہ دیکھتے۔

---

(1) صحیح البخاری، الزکاۃ، باب مایذکر فی الصدقۃ للنبی، حدیث: 1419، و صحیح مسلم، الزکاۃ، باب تحریم الزکاۃ علی رسول اللّٰہ، حدیث: 1069.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مہذب اولاد

بزرگوں کے ادب آداب کے متعلق اولاد کو ایسی تعلیم دی گئی تھی کہ شاید ہی کسی نے دی ہو۔ ایک دفعہ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کھیل رہے تھے کہ ایک بوڑھا اعرابی مسجد میں آیا۔ اور وضو کرنے لگا۔ غریب ابھی نیا نیا مسلمان ہوا تھا۔ ابھی وضو کا طریقہ بھی صحیح نہیں آتا تھا۔ جب بچوں نے دیکھا کہ کبھی پاؤں دھوتا ہے اور کبھی منہ دھونے لگ جاتا ہے تو بجائے ہنسنے اور تمسخر اڑانے کے ان دونوں نے یہ طریق اختیار کیا کہ اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اور ایک دوسرے سے کہنے لگا:

"لو بھائی میں وضو کرنے لگا ہوں اگر کوئی غلطی کروں تو مجھے بتانا۔"

وضو کرنے والے نے عمداً وہی غلطی کی جو بوڑھے سے ہوئی تھی۔ دوسرے نے روکا اور کہا:

"یوں نہیں یوں کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح وضو کیا کرتے ہیں۔"

پس بوڑھے نے ان سے دیکھ کر اپنی اصلاح کر لی۔ اور یہ محسوس بھی نہ کیا کہ مجھے بچے سکھلا رہے ہیں۔ اگر وہ جان لیتا تو شاید اسے اپنی توہین سمجھتا۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بے مثل ذہانت

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے صرف سات سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ تعلیم و تربیت پائی۔ اور اس قلیل عرصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کچھ حاصل کر لیا، جو کئی بڑے بڑے لوگ بھی حاصل نہ کر سکے۔ آپ رضی اللہ عنہ طبعاً بہت ذہین و فہیم واقع ہوئے تھے۔ آپ کی ذہانت کا اندازہ اس سے لگ سکتا ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ محبت آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

"بیٹا یہ تو بتاؤ کہ مرتبہ ہمارا بڑا ہے یا تمھارا؟"

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر تامل فرمایا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوبارہ کہنے پر عرض کیا:

"اگر بے ادبی نہ ہو، تو میں کہوں گا کہ مرتبہ تو ہمارا ہی بڑا ہے۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے پوچھا: ''کس طرح؟''

عرض کیا: نانا جان! خیال فرمایئے جیسا کہ ہمارے باپ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کی شان میں آپ ﷺ نے ہی فرمایا:

«اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی»[1]

نیز فرمایا:

«یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ»[2]

ایسے آپ ﷺ کے باپ کہاں تھے؟ اور جیسی ہماری ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کی شان میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

سَیِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ.[3]

نیز فرمایا:

فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي.[4]

ایسی آپ ﷺ کی والدہ کہاں ہیں؟ اور جیسے ہمارے نانا پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد ﷺ ہیں ایسے آپ ﷺ کے نانا کہاں تھے؟

ایک چھوٹے سے بچے کے منہ سے یہ دلائل سن کر حاضرین حیران رہ گئے۔ اور نبی ﷺ بھی مسکرا کر خاموش ہو گئے۔[5]

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بے نظیر فطانت

اسی طرح جناب حسن رضی اللہ عنہ کی ذہانت اور فطانت کا بھی ایک واقعہ کتب تاریخ میں ملتا

[1] تمھیں مجھ سے یوں نسبت ہے جیسی کہ ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ [2] وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ [3] جنتی عورتوں کی سردار۔ [4] فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے۔ ان احادیث کے حوالے گزر چکے ہیں۔ [5] اس روایت کا حوالہ نہیں مل سکا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حسن قانون دانی میں اعلیٰ درجہ کا دماغ رکھتے تھے۔ اور یہ سب ابتدائی تعلیم و تربیت اور فیضان وصحبت نبوی کا نتیجہ تھا۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص گرفتار ہوکر علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے دربار میں (جبکہ وہ حاکم مدینہ تھے) پیش ہوا۔ گرفتاری ایک ویران غیر آباد مکان سے ہوئی تھی۔ گرفتاری کے وقت اس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی اور یہ کھڑا تھا۔ اور لاش خاک وخون میں تڑپ رہی تھی۔ اس شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے اقبال جرم کرلیا۔ اورانھوں نے قصاص کا حکم دے دیا۔ اتنے میں ایک اور شخص دوڑا دوڑا آیا۔ اس نے خلیفہ کے سامنے اقبال جرم کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ملزم اول سے دریافت کیا:

''تو نے کیوں اقبال جرم کیا تھا؟''

اس نے کہا: ''جن حالات میں میری گرفتاری کی گئی تھی میں نے سمجھا کہ ان حالات کی موجودگی میں میرا انکار کچھ بھی مفید نہ ہوگا۔''

پوچھا گیا: ''واقعہ کیا ہے؟''

اس نے کہا: میں قصاب ہوں۔ میں نے جائے وقوعہ کے قریب ہی بکرا ذبح کیا تھا۔ گوشت کاٹ رہا تھا کہ مجھے پیشاب کا زور پڑا۔ میں جائے وقوعہ کے قریب ہی پیشاب سے فارغ ہوا کہ میری نظر اس لاش پر پڑ گئی۔ میں اسے دیکھنے کے لیے اس کے قریب پہنچا۔ ابھی دیکھ ہی رہا تھا کہ پولیس نے گرفتار کرلیا۔ سب لوگ کہنے لگے کہ یہی اس کا قاتل ہے۔ مجھے بھی یقین ہوگیا کہ ان لوگوں کے بیانات کے سامنے میرے بیان کا کچھ اعتبار نہ کیا جائے گا۔ اس لیے میں نے اقبال جرم کرلینا ہی بہتر سمجھا۔

اب دوسرے اقبالی مجرم سے ماجرا دریافت فرمایا۔ تو اس نے کہا:

میں ایک اعرابی ہوں، مفلس ہوں، مقتول کو میں نے مال کے طمع میں قتل کیا تھا۔ اتنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں مجھے کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ میں ایک گوشہ میں جا چھپا۔ معاً پولیس آ گئی اس نے پہلے ملزم کو پکڑ لیا۔ اب جب فیصلہ سنایا گیا تو میرے ضمیر نے مجھے اندر سے جھنجھوڑا اور مجھے آمادہ کیا کہ میں خود اپنے جرم کا اقبال کر لوں۔

یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے جو پاس ہی بیٹھے تھے۔ پوچھا: ''کہو اس میں تمھاری کیا رائے ہے؟''

انھوں نے کہا: امیر المومنین رضی اللہ عنہ! یہ کوئی ایسا اہم واقعہ نظر نہیں آتا۔ ان دونوں کو چھوڑ دینا چاہیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیوں؟''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

پہلے ملزم کو تو اس لیے کہ وہ بے گناہ ہے۔ اور دوسرے کو اس لیے کہ اگر اس نے ایک کو ہلاک کیا ہے تو ایک شخص کی جان بھی تو بچائی ہے۔ اور قرآن مجید میں ہے:

﴿وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾

''جس نے ایک جان کو بچایا اس نے گویا تمام جانوں کو بچایا۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دلیل کی داد دی۔ آپ کے مشورہ کو قبول فرمایا اور دوسرے ملزم کو بھی چھوڑ کر مقتول کا خون بہا بیت المال سے ادا کر دیا۔[1]

اولاد پر حضور ﷺ کا رنگ

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے بچپن ہی میں عفو و کرم کی جو تعلیم دربار نبوی سے حاصل کی تھی یہ اس کا نتیجہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے قاتل کو معاف کر دیا۔

---

[1] الطرق الحكمية في السياسة الشرعية، ص: 83، و سيرة أمير المومنين علي بن أبي طالب للصلابي: 427/1.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ جب قریب المرگ ہو گئے۔ تو فرمایا:

”مجھے کئی بار زہر پلایا گیا۔ مگر اس دفعہ تو ایسا سخت ہے کہ اس نے میرا کلیجہ کاٹ ڈالا۔“

امام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ”بھائی! زہر کس نے دیا؟“

امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”پوچھنے سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ کیا اسے قتل کرو گے؟“

امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: ”ہاں!“

امام حسن رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ”اگر زہر دینے والا وہی شخص ہے جسے میں جانتا ہوں تب تو اللہ تعالیٰ خود ہی اس سے انتقام لے لے گا۔ اور اگر وہ نہیں تو میں پسند نہیں کرتا کہ کسی بے گناہ کو میری وجہ سے تکلیف پہنچے۔“[1]

حضور (فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم) کے عفو و کرم کا یہی عکس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اخلاق پر بھی پڑ چکا تھا کیونکہ بچپن ہی میں جو تعلیم انھوں نے اپنے نانا جان سے پائی تھی، وہ اخیر عمر تک کالنقش في الحجر[2] رہی۔

نبوی تعلیم کا اولاد پر تا آخر اثر

ایک دن سیدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے چند احباب کو دعوت دی۔ دستر خوان بچھا اور کھانا چنا گیا۔ ایک غلام گرم آش سے بھرا ہوا پیالہ لایا۔ رعب مجلس سے اس کے پاؤں لڑکھڑا گئے جس سے وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور پیالہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر گرا اور ٹوٹ گیا۔ آپ نے بنظر تادیب خادم کی طرف دیکھا۔ تو خادم ہیبت سے خائف ہو کر کانپنے لگا۔ لیکن اسے کچھ یاد آ گیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف رحم طلب نگاہ سے دیکھنے لگا۔ اور اس کی زبان پر تھا:

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ﴾

---

[1] ابو نعیم في الحلیة: 2/38. [2] جیسے پتھر پر لکیر ہو، مراد نہ مٹنے والا اور ہمیشہ رہنے والا نشان۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

''غصہ کو پی جانے والے۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً ارشاد فرمایا: ''کہ میں نے اپنا غصہ فرو کیا۔''

وہ پھر بولا:

﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾

''لوگوں کو معاف کرنے والے۔''

آپ نے فرمایا: ''میں نے تیرا قصور بھی معاف کیا۔''

خادم نے آیہ شریفہ کو یہ کہہ کر پورا کر دیا:

﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

''اللہ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔''

اس کو سنتے ہی آپ نے فرمایا: ''جا میں نے تجھے آزاد کیا اور تمام عمر تیری کفالت بھی اپنے ذمہ لے لی۔''[1]

اللہ اکبر! یہ تھا خلق آل محمد ﷺ کا جو حضور ﷺ کی عملی تعلیم سے ان میں پیدا ہو گیا تھا۔ اور ہمیشہ قائم رہا۔

کیا آج بھی کوئی باپ ہے جو اپنی عملی تعلیم سے اولاد کے اخلاق و اعمال کی اصلاح کرے؟

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر حضور ﷺ کا اثر

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جو بچپن ہی سے شرم و حیا کی تعلیم دی گئی تھی۔ یہ اسی کا اثر تھا کہ وہ نامحرموں کو دیکھنے سے بھی شرماتی تھیں۔

ایک بار رسول اللہ ﷺ سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ پیچھے پیچھے ایک نابینا صحابی

[1] تاریخ دمشق الکبیر: 387/41.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی تھے، وہ بھی اندر آ گئے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو دیکھا تو دوڑ کر کوٹھڑی میں چلی گئیں۔ جب وہ کام سے فارغ ہو کر چلے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بیٹی! ام مکتوم تو نابینا تھے پھر کیوں بھاگیں؟''

آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''ابا جان! وہ اندھے تھے، لیکن میں تو اندھی نہ تھی کہ غیر محرم کو دیکھتی۔''[1]

صحیح تعلیم و تربیت کے دور رس اثرات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم صرف دین اور مذہب ہی تک محدود نہ رہی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اولاد کو میاں بیوی کے حقوق، خانگی امور اور اصلاح معاشرت کے متعلق بھی ہر طرح کے سبق دیتے رہتے تاکہ ان کی گھریلو زندگی بھی شیریں ثمرات پیدا کر سکے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح قبل از نبوت ابو العاص سے ہوا تھا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور ابو العاص کو باہمی محبت کے وہ سبق دیے تھے جو فریقین اخیر عمر تک بھی نہ بھولے۔ حالانکہ مدت تک ان میں مذہبی تفریق بھی رہی۔ یعنی حضرت زینب اسلام میں داخل ہو گئیں مگر ابو العاص اسلام نہ لایا۔ مخالفین نے ہر چند اسے طلاق پر مجبور کیا۔ مگر اس کے جو تعلقات بیوی سے استوار ہو چکے تھے وہ نہ ٹوٹے۔ اور نہ ہی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی طرف سے ان میں کوئی خلل آیا آخر یہ تعلیم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اثر تھا۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کے تعلقات جو خاوند سے تھے وہ تو عرب میں ضرب المثل ہی بن گئے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاوند کو حکم دیتے ہیں کہ زوجہ سے اچھا برتاؤ کرے۔ جو خود کھائے اسے کھلائے۔ جو خود پہنے اسے پہنائے۔ اور ہر حال میں اس کے حقوق کی نگہداشت رکھے۔ مگر

[1] مناقب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب، ص: 445، رقم: 428.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے ساتھ ہی عورت کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے شوہر کی فرماں برداری اپنا فرض سمجھے، اور اس کی اطاعت میں سرمو فرق نہ آنے دے۔ تاکہ دونوں کے تعلقات خوش گوار رہیں۔ لیکن پھر بھی زن و شوہر کے تعلقات معاشرت ایسے اہم اور نازک ہوتے ہیں کہ کبھی نہ کبھی رنج و ملال کا اظہار ہو ہی جاتا ہے۔

حضور ﷺ کی شادی شدہ اولاد کو تعلیم

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایسا برتاؤ ہوا، جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزرا۔ آپ رضی اللہ عنہا ناراض ہو کر اپنے میکے (والدین کے گھر) آگئیں۔ نبی ﷺ نے پوچھا: ''بیٹی! کیوں کر آئی؟''

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سب کچھ کہہ سنایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ یہ کہا، اس لیے میں ناراض ہو کر آگئی۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ''بیٹی! مناسب یہی ہے کہ تم فوراً علی رضی اللہ عنہ کے گھر چلی جاؤ اور ان سے معذرت چاہو۔ واللہ! اگر آج تم مر جاؤ اور علی رضی اللہ عنہ تم پر ناراض ہو تو میں تمھارا جنازہ نہ پڑھوں گا۔'' ازاں بعد آپ ﷺ نے نرمی سے سمجھایا: ''وہ کون سے مرد عورت ہیں جن کے درمیان کوئی رنجش واقع نہ ہو؟ اور یہ کیا ضروری ہے کہ مرد تمام کام عورت کی منشا کے مطابق ہی کرے اور اپنی بیوی سے کچھ نہ کہے۔''

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اٹھیں اور اپنے گھر چلی گئیں۔ لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو ان پر حضور ﷺ کے اس مصالحانہ جواب کا اس قدر اثر پڑا کہ انھوں نے قسم کھالی: ''اب کبھی بھی ایسا طرزِ عمل اختیار نہ کروں گا، جس سے تمھیں تکلیف پہنچے، یا دل شکنی ہو۔''[1]

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضور ﷺ کی اس تعلیم سے دونوں پر ایسا اثر ہوا کہ پھر ان میں کبھی

[1] اس روایت کا حوالہ نہیں مل سکا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رنجیدگی پیدا نہ ہوئی۔

کیا وہ مسلمان جو اپنی بیٹیوں کے پشت پناہ بن کر ان کی عمریں تباہ کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ جیسے ماہر نفسیات کے اس تجربہ سے سبق لیں گے؟ کاش! ہم تعلقات زن و شوہر اور فلسفہ نکاح پر غور کرتے۔ اور ہمارے گھر بھی آج فاطمہ رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ کی طرح آباد ہوتے!!

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، جو حضور ﷺ کو سارے کنبے سے پیاری تھیں، ان کی کیفیت یہ تھی کہ انھوں نے میرے گھر آکر اتنی چکی پیسی کہ ہاتھوں میں نشان پڑ گئے۔ پانی کے لیے مشک اٹھائی کہ گردن پر نشان پڑ گیا۔ گھر میں جھاڑو دی کہ سب کپڑے میلے ہو گئے۔ ایک دفعہ حضور ﷺ کے پاس کچھ خدام آئے۔ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ''آپ اپنے ابا جان کے پاس جائیں، اور ایک خادمہ مانگ لیں۔''

چنانچہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گئیں مگر شرم کے مارے کچھ کہہ نہ سکیں۔ اگلے روز نبی ﷺ خود تشریف لائے اور دریافت فرمایا: ''کیا ضرورت تھی؟''

فاطمہ رضی اللہ عنہا چپ ہو گئیں۔ میں نے کہا:

''میں حضور ﷺ کو بتلاتا ہوں۔ چکی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں پر آبلے پڑ گئے اور مشک اٹھاتے اٹھاتے گردن پر نشان پڑ گئے۔ میں نے دیکھا تھا کہ حضور ﷺ کے پاس کچھ خادم آئے ہیں۔ اور میں نے ہی ان سے کہا کہ حضور ﷺ کے پاس جائیں اور خادم مانگیں کہ اس تکلیف سے رہائی ہو۔''

یہ سن کر حضور ﷺ خاتون جنت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اِتَّقِی اللّٰهَ يَا فَاطِمَةُ! وَاَدِّيْ فَرِيْضَةَ رَبِّكِ، وَاعْمَلِيْ عَمَلَ اَهْلِكِ، وَاِذَا اَخَذْتِ مَضْجَعَكِ فَسَبِّحِيْ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَاحْمَدِيْ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِيْنَ،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَكَبِّرِيْ أَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ ، فَتِلْكَ مِائَةٌ هِيَ خَيْرٌ لَكِ مِنْ خَادِمٍ .

''اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تقویٰ اختیار کرو۔ فرائض الٰہی ادا کرو۔ اپنے کنبہ کے اعمال کو اپنا دستور بناؤ اور جب بستر خواب پر لیٹو تو 33 بار سُبْحَانَ اللّٰهِ، 33 بار اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اور 34 بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل تمھارے لیے خادم سے بہتر ہے۔''[1]

ذرا غور کیجیے اس حدیث مبارکہ سے ہمیں کتنے سبق حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور ان بزرگوں کی زندگی کے کتنے پہلو ہم پر منکشف ہو جاتے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کنبے کی معیشت، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا زہد و ریاضت، گھر کی خدمت، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا، اس قدر تکالیف کے باوجود تحمید و تسبیح میں مصروف رہنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے لیے اور اپنی پیاری بیٹی کے لیے دنیا و اموال دنیا سے بیزار ہونا، اس قدر اہم باتیں ہیں جو ہماری زندگی سے ایک گہرا تعلق رکھتی ہیں کہ جس پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنی زندگی کو شاندار بنا سکتے ہیں۔

[1] أبو داود، الخراج، باب في بيان مواضع قسم الخمس، حديث: 2988.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آنحضور ﷺ ایک مبلغ کی حیثیت میں

حضور ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال کو پہنچی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ایک اور خدمت آپ کے ذمے لگا دی گئی۔ جسے عرف عام میں نبوت کہتے ہیں۔ مگر ہم اسے تبلیغ کے نام سے تعبیر کر رہے ہیں۔ اس میں تو کوئی کلام ہی نہیں کہ حضور ﷺ نبی تھے۔ اور نبی بھی وہ جو تمام انبیاء کی خوبیوں کے جامع اور عہدہ نبوت و رسالت کے خاتم تھے۔ مگر ہم آپ ﷺ کے عہدہ جلیلہ سے وہ سبق نہیں لے سکتے جو آپ ﷺ کی زندگی سے بحیثیت ایک مبلغ ہونے کے لے سکتے ہیں۔ ہر نبی علیہ السلام مبلغ ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے، مگر ہر مبلغ نبی نہیں ہوتا۔ اسی معنی میں ہم یہ کہتے ہیں کہ جس طرح حضور ﷺ نبی ہوکر تمام انبیاء ☒ میں ممتاز اور سب نبیوں کے سردار تھے اسی طرح ایک مبلغ ہونے کی حیثیت میں تمام دنیا کے مبلغوں، پرچارکوں، لیکچراروں اور خطیبوں کے راہنما تھے۔ اور انھیں صحیح طور پر تبلیغ، پرچار، لیکچر، تقریر اور خطبہ دینے کی تعلیم سکھانے کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ کو رب تعالیٰ کا حکم

ارشاد الٰہی ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾

''اے رسول! اللہ کی طرف سے جو تم پر نازل ہوا ہے اس کی اشاعت و تبلیغ کرو۔''[1]

گویا نبوت کے ساتھ ہی فریضہ تبلیغ کو بھی منضم کر دیا گیا۔ اور ساتھ ہی یہ کہہ دیا گیا کہ ''اگر تم نے کسی حکم کی تبلیغ نہ کی اور اسے دوسروں تک نہ پہنچایا، تو گویا تم نے حق رسالت ادا نہ کیا۔'' اور فرائض نبوت میں کوتاہی کی۔ الفاظ قرآنی یہ ہیں:

﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾[2]

حضور ﷺ کا اُمت کو حکم

جس طرح اللہ نے حضور ﷺ کو مبلغ بنایا، اسی طرح حضور ﷺ نے اپنی امت کے ہر فرد بشر کو مبلغ قرار دیا اور فرمایا:

«بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً»

''مجھ سے جو کچھ سنو اس کی تبلیغ کرتے رہو۔''[3]

«فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ»

''جو یہاں حاضر ہیں، وہ ان احباب کو جو یہاں نہیں آ سکے میرے پیغامات پہنچا دیں۔''[4]

---

[1] المائدہ 5:67. [2] المائدة 5:67. [3] صحیح البخاری، احادیث الأنبیاء، باب ما ذکر عن بنی إسرائیل، حدیث: 3461. [4] صحیح البخاری، الحج، باب الخطبة أیام منی، حدیث: 1739، و صحیح مسلم، القسامة، باب تغلیظ تحریم الدماء، حدیث: 1679.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الغرض حضور ﷺ نے اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں، تمام شعبوں، اور تمام شاخوں میں سے تبلیغی حیثیت ہی کو ترجیح دی اور تبلیغ پر سب سے زیادہ زور دیا۔

حضور ﷺ کی تبلیغی حیثیت

آپ ﷺ بے شک ایک خاوند بھی تھے، ایک باپ بھی تھے، ایک امام بھی تھے، ایک حاکم بھی تھے۔ مگر یہ سب کی سب حیثیتیں اور صفتیں تبلیغی حیثیت کے تابع تھیں۔ اگر آپ ﷺ شوہر تھے، تو محض اس لیے کہ دنیا کے سامنے ایک بہترین شوہر ہونے کا اسوہ پیش کریں۔ اگر آپ ﷺ امام یا حاکم تھے تو صرف اس لیے کہ دنیا کے سامنے صحیح امامت اور حکومت کا نقشہ پیش کریں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا رسول اور پیغامبر بنایا تھا، اس لیے آپ ﷺ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، زندگی کی ہر راہ میں، عمل کے ہر شعبہ میں، مبلغ تھے۔ آپ ﷺ کا ذکر و فکر تبلیغ تھا۔ آپ کی عبادت و ریاضت تبلیغ تھی۔ آپ ﷺ کی سپہ گری اور کشور کشائی تبلیغ تھی۔ آپ ﷺ تبلیغ کا پیکر تھے۔ سراپا تبلیغ تھے۔ آپ ﷺ مبلغ پیدا ہوئے۔ مبلغ بن کر جیئے اور تبلیغ کی راہ میں نثار ہو گئے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ ﷺ کا حجۃ الوداع پر خطاب

آپ ﷺ نے اپنی تبلیغی حیثیت کے امتیاز کو خود ہی اس قدر واضح کر دیا ہے کہ اب ہمیں اس کے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے دن جب ایک لاکھ چوالیس ہزار کے مجمع میں آخری تقریر فرمائی تو تقریر کے بعد حاضرین سے پوچھا:

«وَاَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّیْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ»

"اے حاضرین! کل قیامت کے دن تم سے میرے متعلق سوال کیا جائے گا، تم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا جواب دو گے؟“

اس وقت حاضرین نے جو جواب دیا وہ آپ کی پوزیشن اور حیثیت کو واضح کر رہا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ ہیں کہ سب نے بہ یک آواز کہا:

«نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ»

”حضور ﷺ! ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حق تبلیغ خوب ادا فرمایا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔“

اس پر حضور ﷺ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ! اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ! اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ!»

”اے اللہ! سن لے۔ اے اللہ! گواہ رہ۔ اے اللہ! دیکھ لے۔“[1]

یہ لوگ میرے حق رسالت و نبوت کی ادائیگی کے متعلق کس قدر واضح الفاظ میں تصدیق کر رہے ہیں۔

اس واقعہ سے یہ صاف طور پر واضح ہو رہا ہے کہ حضور ﷺ کی حقیقی ذمہ دارانہ حیثیت صرف ایک ہی تھی، جو تبلیغی حیثیت تھی۔ باقی جس قدر حیثیتیں تھیں وہ سب اس کے تابع تھیں۔

تبلیغ صرف علماء کا کام نہیں

مگر افسوس، آج ہم حضور ﷺ کی اسی حیثیت کو بھولے ہوئے ہیں۔ تبلیغ کے نام سے ناواقف ہو رہے ہیں۔ ہم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تبلیغ صرف عالموں اور مولویوں کا کام ہے، حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔

ہم میں سے اپنے اپنے علم کے مطابق ہر شخص کو تبلیغ کا حق حاصل ہے اور ہر شخص کو تبلیغ

[1] صحیح مسلم، الحج، باب حجة النبی ﷺ، حدیث: 1318.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا حکم ملا ہے۔

تبلیغ صرف تقریر وتحریر سے نہیں عمل سے بھی ہوتی ہے

تبلیغ دین صرف تقریر وتحریر ہی سے نہیں ہوا کرتی، بلکہ تبلیغ عمل سے بھی ہوتی ہے۔ اگر آپ کے اعمال اچھے ہوں۔ آپ کے اخلاق شائستہ ہوں۔ آپ کا کریکٹر بہترین ہو تو یقیناً اس کا اثر دوسروں پر پڑے گا۔ حضور ﷺ کی تبلیغ میں بس یہی ایک راز تھا کہ آپ ﷺ خود پیکر عمل تھے۔ بہترین اخلاق کے حامل تھے۔ اگر آپ اپنے اخلاق اور اعمال کو درست کرلیں تو یقیناً آپ ایک اعلیٰ صفت مبلغ بن سکتے ہیں۔

آپ ﷺ نے زبان سے بھی تبلیغ فرمائی مگر عمل سے اس سے بھی بڑھ کر تبلیغ فرمائی۔ عمل تبلیغ کا خاموش ذریعہ ہے۔

ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ ادیب تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے سامنے مقفیٰ و مسجع گفتگو شروع کر دی اور کچھ دریافت کیا۔ حضور ﷺ نے خاموشی اختیار فرمالی۔ اوراس کی بات کا جواب نہ دیا۔ اس سے اس نے اندازہ لگا لیا کہ حضور ﷺ ادبی اور بات چیت کے تکلف (Fabricated Conversation) کو ناپسند فرماتے ہیں۔ [1]

ایک مرتبہ ایک شخص آیا۔ اس نے آپ ﷺ سے نازیبا بات چیت شروع کر دی۔ اور سست اور نادہندہ تک کہہ دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو پاس سے غصہ آرہا تھا۔ وہ اس کی طرف بڑھے مگر حضور ﷺ نے انھیں خاموش بٹھا دیا۔ نہ خود کوئی جواب دیا نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جوابی کارروائی کرنے کی اجازت دی۔ جس سے وہ شخص بہت نادم ہوا۔ [2]

[1] صحیح البخاری، حدیث : 5760، و صحیح مسلم، حدیث : 1682، و سنن أبی داود، حدیث :4566 کچھ فرق کے ساتھ۔ [2] سنن أبی داود، الأدب، باب فی الحلم و اخلاق النبی، حدیث :4775 مفهوماً.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وعظ و تبلیغ کا نبوی انداز

حضور ﷺ کا یہ مبارک طریقہ تھا کہ دوسروں کو وعظ تھوڑا کرتے مگر اس بات پر خود عمل زیادہ فرماتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ لوگ زیادہ اثر لیتے۔ اور آپ کی بات توجہ سے سنتے۔

اگر کسی آدمی سے غلطی ہو جاتی تو آپ ممکن حد تک اس کا نوٹس نہ لیتے۔ کسی بات کو ناپسند کرتے تو بھی خاموش رہتے۔ اور اگر سمجھانا ضروری ہوتا تو طریقے سے اسی وقت سمجھا بھی دیتے۔

آپ ﷺ کی زندگی عملی تھی۔ اگر سچ کا حکم دیتے تو خود سچ بولتے، اگر امانت کا حکم دیتے تو خود امانت کا پاس فرماتے۔ آپ ﷺ کی صداقت و امانت نبوت سے پہلے بھی ضرب المثل تھی۔ اگر شرافت کی تلقین فرماتے تو ہمہ وقت شرافت کا لحاظ رکھتے۔ اگر شرم و حیا کی تعلیم دیتے تو خود شرم و حیا کا پاس فرماتے۔

حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پوری حیات طیبہ شرم و حیا کی پیکر تھی۔ آپ اگر عبادت و ریاضت یا تسبیح و تہلیل کا حکم دیتے تو پہلے ان پر خود عمل کرتے۔ آپ کی پوری ذاتِ اقدس عمل کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔

آج کل تبلیغ کا اثر اس لیے بھی کم ہوتا ہے کہ جو وعظ یا لیکچر دیا جاتا ہے، خود اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ کہا کچھ جاتا ہے کیا کچھ جاتا ہے۔ اخلاص اور عمل دونوں کا فقدان ہے۔ جبکہ حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس میں دونوں اوصاف کی افراط تھی۔ آپ ﷺ جو کچھ وعظ و تبلیغ فرماتے، اس کی ایک ایک بات پر عمل فرماتے۔ اور آپ ﷺ کے ہر عمل میں بے پناہ اخلاص ہوتا۔ بہت سے لوگوں نے تو آپ ﷺ کے حسن اعمال اور اعلیٰ کردار کو دیکھ کر اپنی زندگیاں سنوار لیں۔

تاریخ و سیر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بیسیوں نہیں سینکڑوں، ہزاروں لوگ آپ ﷺ کے اخلاق اور خوب صورت سیرت کو دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

حضور ﷺ کی تبلیغ میں دوسروں کی اصلاح اور خیر خواہی کا وافر جذبہ ہوتا تھا۔ کوئی طمع،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کوئی لالچ، کوئی بڑائی اور کسی قسم کا جذبہ برتری نہ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کا لہجہ منکسرانہ ہوتا تھا نہ کہ تحکمانہ۔ آپ کی گفتگو میں عجز و نیاز ہوتا۔ اور دیکھنے والے کو یوں لگتا جیسے حضور ﷺ کو اس سے کوئی طمع یا لالچ ہو۔ تبلیغ کے وقت آپ ﷺ غیر کو بھی اپنا سمجھتے۔ اور مخاطب سے نہایت شفقت ومحبت سے پیش آتے اور ممکن حد تک اس کی پاس خاطر اور دل داری فرماتے۔ اور بوقت ضرورت منت وخوشامد سے بھی دریغ نہ فرماتے اور یہ سب کچھ محض اور محض اس لیے کرتے کہ مخلوق جہنم سے بچ جائے اور اس کی دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی بن جائے۔

حضور ﷺ کا اضطراب

حضور ﷺ دنیائے انسانیت کو کفر، شرک، نفاق اور فسق و فجور میں دیکھ دیکھ کر بہت کڑھتے تھے۔ اور بسا اوقات آپ ﷺ کی یہ کڑھن اور تکلیف حد سے بڑھ جاتی، چنانچہ آپ ﷺ کے اضطراب اور بے کلی کو دیکھ کر رب العالمین کو کہنا پڑا کہ:

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾

''اگر یہ لوگ اس کلام مقدس پر ایمان نہ لائیں۔ شاید آپ ﷺ تو ان لوگوں کے پیچھے رنج و غم میں اپنے آپ کو ہلاک ہی کر ڈالیں گے۔''[1]

اور ایک دوسرے مقام پر حق تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ﴾

''اور تو ان پر داروغہ لگا ہوا نہیں ہے۔''[2] کوئی پھرے یا انکار کرے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس سے باز پرس نہ ہوگی۔

---

[1] سورة الكهف18: 6. [2] سورة الغاشية88: 22.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ کی محض یہ ڈیوٹی تھی کہ آپ ﷺ پر منجانب اللہ جو کچھ نازل ہوتا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دیں۔ اگر آپ ﷺ اتنا ہی کرتے تو بھی کافی تھا۔ آپ ﷺ سے باز پرس نہ ہوتی، لیکن آپ ﷺ نے اس پر اکتفا نہ کیا۔ قرآن مجید نے آپ ﷺ کی بہت سی صفات محمودہ کا ذکر فرمایا ہے جن میں ایک یہ بیان فرمائی:

﴿حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ﴾

''یعنی یہ پیغمبر تمھارے ایمان لانے پر حریص ہے۔''[1]

ایک مرتبہ حضور ﷺ تشریف فرما تھے کہ چند روسائے قریش آئے اور انھوں نے آپ ﷺ سے مختلف موضوعات پر تبادلہ خیالات کرنا شروع کر دیا۔ گفتگو جاری تھی کہ اتنے میں ایک نابینا صحابی عبداللہ ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور آپ ﷺ سے گفتگو شروع کر دی۔ حضور ﷺ کو ان کی یہ ادا ناگوار گزری۔ آپ ﷺ نے ان سے منہ موڑ لیا۔ اور آپ ﷺ کی پیشانی پر بل سا آ گیا۔ آپ ﷺ کی اس ادا کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے شایان شان نہ جانا۔ اور فوراً وحی الٰہی نغمہ بار ہوئی:

﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ○ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ○ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ ○﴾

''منہ پھیر لیا اور چہرے پر شکن ڈال لی کہ اس کے پاس ایک نابینا آیا۔ اور (اے محبوب!) تجھے کیا خبر شاید کہ وہ تزکیہ حاصل کرتا۔''[2]

اس واقعہ سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں مگر اس وقت ہمیں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ حضور ﷺ کو محض یہ حرص اور لالچ تھا کہ یہ روسائے قریش شاید حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں۔ اور یہی وہ مقصد تھا جس کے پیش نظر آپ ﷺ نے اذیتیں برداشت کیں۔ کلمات طعن سنے،

[1] سورة التوبة 9:128. [2] جامع الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة عبس، حديث: 3331.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آوازے کسوائے، تکالیف برداشت کیں، سرزمین طائف میں پتھر کھائے، لہولہان ہوئے۔ عزیزوں کو تڑپایا اور ساتھیوں کو کٹوایا۔

حضور ﷺ کا موثر انداز تبلیغ

حضور ﷺ کی تبلیغ کا انداز نہایت موثر اور عمدہ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے اگر کسی فرد کو کوئی بات سمجھانا ہوتی اور اس کی غلطی پر اسے متنبہ کرنا ہوتا تو علیحدگی میں اسے بڑی ملائمت اور ملاطفت سے سمجھاتے۔ مجمع میں اسے شرمندہ نہ کرتے۔ اگر مجمع میں اسے کچھ کہنا ہوتا تو ایک کو مخاطب نہ کرتے بلکہ سب کو مخاطب فرماتے۔ اس طرح وہ شخص آپ سے آپ اپنی اصلاح کر لیتا۔

حضور ﷺ نے پوری زندگی خود بھی تبلیغ کی اور دوسروں کو بھی تبلیغ کی تلقین فرمائی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پوری جماعت مبلغ بن گئی جن کی تبلیغی مساعی کی بدولت دنیا بھر میں اسلام پھیل گیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی نگاہ میں تبلیغ

کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کہ جن کی تعداد حضور ﷺ کی زندگی میں ایک لاکھ چوالیس ہزار کے قریب پہنچ چکی تھی، ان سب کی قبریں عرب میں کیوں نہیں ہیں؟ دنیا بھر میں کیوں بکھری پڑی ہیں؟ ایک جماعت اگر اقصائے مشرق میں مدفون ہے تو دوسری اقصائے مغرب میں، ایک شمال کے آخری کناروں میں آرام فرما ہے تو دوسری جنوب کے انتہائی کناروں میں۔ دراصل عام صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی زبان اقدس سے تبلیغ کے فضائل و محاسن سن کر تبلیغ کے لیے دور دراز نکل گئے تھے۔ تبلیغ کے لیے انھوں نے گھروں اور بیوی بچوں کو ترک کر دیا تھا مکے اور مدینے جیسے مبارک شہروں کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ مکہ جس میں مسجد حرام ہے اور وہ مدینہ جس میں مسجد نبوی ہے، محض تبلیغ کی خاطر وہاں کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سکونت کو خیر باد کہہ دیا تھا۔

تبلیغ کا مقام

یہاں ایک نکتہ اور مقام غور ہے کہ بیت اللہ میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے ثواب کے برابر ہے۔[1] جبکہ مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب بروایتے پچاس ہزار نماز کے ثواب کے برابر ہے۔[2] انھوں نے اتنے بڑے ثواب کو ترک کر کے تبلیغ کا ثواب حاصل کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ افضل کو چھوڑ کر مفضول کو اختیار نہیں کرتے تھے۔ اگر تبلیغ دین حقہ، بیت اللہ اور مسجد نبوی کی نمازوں سے افضل نہ ہوتی تو اصحاب محمد ﷺ مکے اور مدینے سے باہر نہ نکلتے۔ معلوم ہوا کہ تبلیغ اسلام، بیت اللہ اور مسجد نبوی کی نمازوں سے زیادہ درجہ رکھتی ہے۔

بعض لوگ تبلیغ کرتے ہیں نہ تبلیغی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ اور نہ علماء و مبلغین کا ساتھ دیتے ہیں۔ بس وہ اپنی تلاوت اور اپنی عبادت اور تسبیح خوانی میں منہمک رہتے ہیں، وہ غور کریں کہ وہ اپنا کس قدر نقصان کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر حضور ﷺ تبلیغ نہ فرماتے، تبلیغ کی فضیلت بیان نہ کرتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تبلیغ کی ترغیب نہ دیتے تو آج دین اسلام عنقا ہوتا۔ اس کے آثار تک نظر نہ آتے۔ آج یہ جو مساجد آباد ہیں، دین کے چرچے ہیں، اسلام کے تذکرے ہیں، سیرت طیبہ کا بیان ہے، قرآن مجید کی نشر واشاعت ہے، یہ سب حضور ﷺ کی تبلیغ اور تبلیغ کی ترغیب ہی کا نتیجہ ہے۔ اگر آپ ﷺ اس قدر ترغیب نہ دیتے تو آج تبلیغ و دعوت کا یہ

---

[1] سنن ابن ماجه، اقامة الصلوات، باب ماجاء فی فضل الصلاة فی المسجد الحرام، حدیث: 1402. [2] سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فی الصلاة فی المسجد الجامع، حدیث: 1413 یہ حدیث ضعیف ہے۔ صحیح حدیث کی روشنی میں مسجد نبوی میں 1000 نماز کے ثواب کا ذکر ہے۔ دیکھیے: إرواء الغلیل: 4/342 (ن۔ف)۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ نہ ہوتا۔ اور اسلام بڑھتا، پھولتا اور پھیلتا دکھائی نہ دیتا۔

تبلیغ کے چار اہم محرکات

تبلیغ ہر کسی کے بس کا روگ نہیں۔ یہ عظیم کام وہی سرانجام دے سکتا ہے جو اپنے قلب و نظر میں تبلیغ کی اہمیت اور جذبہ صادق رکھتا ہو۔ ہمارے خیال میں تبلیغ کے لیے وہی شخص بے چین و بے قرار ہوگا جو اپنے اندر یہ چار چیزیں رکھتا ہو:

1. فریضہ تبلیغ کا شدید احساس۔
2. رضائے الٰہی کا بے پناہ شوق۔
3. انسانیت کا سچا درد۔
4. اُخروی کامیابی کی غیر معمولی فکر۔

جامع اوصاف مبلغ

جب ہم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو دیکھتے ہیں تو ہمیں آپ ﷺ میں یہ چاروں باتیں بتمامہ و بکمالہ نظر آتی ہیں۔ آپ ﷺ کے فریضہ تبلیغ کے احساس کا یہ حال تھا کہ آغاز نبوت سے لے کر حیات طیبہ کے آخری روز تک اپنے تبلیغی مشن میں ساعی و مصروف رہے۔ خلاقِ عالم کا بھی یہی فرمان تھا:

﴿يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾

”اے رسول! ہم جو کچھ آپ کی طرف نازل کرتے ہیں اسے دوسروں تک پہنچا دیجیے اور اگر آپ ﷺ نے اس تبلیغ میں کوتاہی کی تو گویا آپ ﷺ نے فریضہ رسالت میں کمی کی۔“[1]

---

[1] سورۃ المآئدۃ 5:67.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیز حضور ﷺ کی حیثیت کا بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا﴾

''اے نبی! ہم نے تمہیں گواہ، خوش خبری دینے والا، ڈر سنانے والا۔ بحکم الٰہی، اللہ کی طرف بلانے والا اور سراج منیر بنا کر بھیجا۔''[1]

نیز فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾

''اے نبی! ہم نے تجھے محض جنت کی بشارت دینے اور جہنم سے ڈرانے والا (مبلغ) بنا کر بھیجا۔''[2]

جہاں تک تبلیغی مشن کے محرکات میں رضائے الٰہی کے شوق کا تعلق ہے، تو وہ حضور ﷺ سے بڑھ کر کس کو ہوسکتا ہے؟ اور رضائے الٰہی کا شوق، داعیانہ کوششوں کا اصل سرچشمہ ہے۔ حضور ﷺ کے پیش نظر سوائے رضائے الٰہی کے اور کوئی چیز تھی ہی نہیں۔ یہ وہ بے پناہ شوق تھا کہ جس کی خاطر آپ ﷺ نے اپنی رات کی نیند اور دن کا سکون کھو دیا۔ بس ایک ہی فکر تھی کہ فریضہ تبلیغ یوں ادا کروں کہ اس کا حق ادا ہو جائے تا کہ رب کی رضا مل جائے۔

تیسری اہم صفت انسانیت کا سچا درد ہے اور یہی وہ درد تھا کہ جس کی بنا پر آپ ﷺ نے قریہ قریہ، نگری نگری، محلّہ محلّہ پھر کر تبلیغ و دعوت کا کام کیا۔ دکھ، صدمے، تکلیفیں برداشت کیں۔ ماریں کھائیں۔ چاند سا چہرہ اور گلاب سا بدن زخمی کرایا۔ اور ایک ایک دروازے پر پہنچ کر لوگوں کو آنیوالے ہولناک دن سے ڈراتے رہے اور اس میں کوئی کمی نہ اٹھا رکھی۔

اُخروی کامیابی کی غیر معمولی فکر ہر لمحہ آپ کے پیش نظر رہتی۔ ہمہ وقت آپ ﷺ کی

[1] سورۃ أحزاب 33:45-46۔ [2] الفرقان 25:56۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آنکھوں کے سامنے یہ آیات رہتیں:

﴿مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ﴾

''جس کسی سے اس روز عذاب ٹال دیا گیا اس پر اللہ کا رحم ہو گیا۔ اور یہ ایک کھلی کامیابی ہے۔''[1]

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾

''جو کوئی آتش دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل ہو گیا وہ یقیناً کامیاب ہو گیا۔''[2]

بہرحال یہ باتیں حضور ﷺ میں بدرجہ اتم واکمل پائی جاتی تھیں۔

مبلغ کے سات ضروری اوصاف

اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ کسی مبلغ کے کون کون سے اوصاف ہو سکتے ہیں کہ جن کا اس میں پایا جانا ضروری ہے اور وہ یہ ہیں:

1. داعی الی اللہ
2. عملی نمونہ
3. حکمت وموعظت
4. اجتماعی تبلیغ
5. صبرواستقلال
6. قربانی وجاں نثاری
7. استقامت واستغفار

---

[1] سورة الأنعام 16:6. [2] آل عمران 185:3.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

داعی الی اللہ

ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ حضور ﷺ میں یہ سب اوصاف بدرجہ کمال پائے جاتے تھے۔ اور بلاشبہ آپ مبلغ اعظم تھے۔

آپ ﷺ داعی الی اللہ تھے۔ آپ ﷺ نے جب بھی دعوت دی صرف اور صرف اللہ کی طرف دعوت دی۔ آپ ﷺ نے اللہ کے سوا کسی اور کی طرف کبھی دعوت نہ دی۔ قرآن مجید کی آیہ مبارکہ

﴿وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ﴾

''اور اللہ کی طرف دعوت دینے والا (بنا کر بھیجا ہے)۔''[1]

اس پر شاہد عدل ہے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو قوم، قبیلے، وطن، خطے اور علاقے، رنگ و نسل یا کسی فرقے یا جماعت کی طرف ہرگز دعوت نہ دی۔

عملی نمونہ

آپ ﷺ کے عملی نمونہ کا یہ عالم ہے کہ آپ ﷺ نے پوری زندگی میں اپنی دعوت و تبلیغ کے خلاف کبھی قدم نہیں اٹھایا جو فرمایا وہ کیا۔ اور جو کیا وہی فرمایا۔ فعل اور قول میں پوری مطابقت اور ہم آہنگی تھی۔ اس کا پچھلے صفحات میں بیان آچکا ہے۔ آپ ﷺ کی نجی، سماجی، قومی، ملی اور سیاسی زندگی اس پر گواہ ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی اپنی تعلیم کے خلاف نہیں کیا۔

حکمت و موعظت

جہاں تک حکمت و موعظت کا تعلق ہے وہ آپ کی تبلیغ کا طرہ امتیاز رہی ہے۔ آپ ﷺ کی تبلیغ اس آیت:

[1] سورة الأحزاب 33:56.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ﴾ [1]

''اپنے رب کے راستے کی طرف بڑی حکمت اور اچھے وعظ و نصیحت کے ذریعے بلائیں۔''

کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔ آپ تبلیغ کرتے وقت مخاطب کے مزاج اور نفسیات، علم اور حلم، عقل اور فکر غرض ہر بات کو پیش نظر رکھتے تھے۔ اگرچہ عام طور پر آپ ﷺ کے خطبات مختصر ہوتے کیونکہ آپ ﷺ کو جوامع الکلم عطا ہوئے تھے، مگر مخاطب کے جذبات و احساسات کا آپ بہت خیال فرماتے اور ہمیشہ لینت اور نرمی سے کام لیتے۔

ایک شخص نے ناسمجھی میں مسجد میں پیشاب کر دیا۔ اصحاب رضی اللہ عنہم اس پر پل پڑے۔ فرمایا: اسے چھوڑ دو اور پیشاب پر پانی بہا دو۔ [2] کیونکہ وہ اعرابی ہے اور ابھی اسے معلوم نہیں کہ مسجد میں پیشاب نہیں کیا جاتا۔ (حضور اکرم ﷺ نے کس حکمت و موعظت سے مسئلہ سمجھا دیا۔)

روایات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کے وعظ و تبلیغ کے دوران میں کبھی کوئی آدمی اٹھ کر نہ گیا۔ اس کے تین بڑے اسباب تھے: ایک تبلیغ کا پرتاثیر ہونا، دوسرے برموقع و برمحل بات کرنا۔ تیسرے جامع اور To the point بات کرنا۔

آپ ﷺ مخاطب کے مزاج اور حالات کو پیش نظر رکھ کر تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے آپ کے سامنے اپنے چند گناہوں کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایک کام کرو، بس جھوٹ ترک کر دو، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جس کی بدولت اس سے تمام برائیاں آپ سے آپ جاتی رہیں۔

جب کوئی بات کرتا آپ ﷺ خاموش ہو جاتے۔ کسی کی بات کو نہ کاٹتے۔ گفتگو سادہ اور اخلاص میں ڈوبی ہوئی ہوتی۔ تکلف و تصنع ناپسند فرماتے۔ آپ ﷺ تبلیغ میں آسان اور

---

[1] سورة النحل 16:125. [2] صحيح البخاري، الوضوء، باب ترك النبي ﷺ و الناس الأعرابي، حديث: 219-220، وصحيح مسلم، الطهارة، باب وجوب غسل البول، حديث: 284-285.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پرکشش انداز اختیار فرماتے۔ جنت کی خوش خبری سناتے، لوگوں کو بھگانے اور نفرت دلانے کے انداز کو ناپسند فرماتے۔ آپ ﷺ کا یہ کتنا پیارا ارشاد ہے:

«يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا»

"لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرو۔ انھیں مشکل میں نہ ڈالو اور انھیں خوشخبریاں دو اور انھیں دین سے نفرت نہ دلاؤ۔"[1]

غرض آپ ﷺ عوام کو ہر صورت میں اسلام کے قریب لانے کی کوشش کرتے۔

اجتماعی تبلیغ

آپ ﷺ نے تنہا طور پر بہت تبلیغ فرمائی۔ لیکن دین حق کی نشر و اشاعت کے لیے اجتماعی تبلیغ کی سعی بھی فرمائی اور مبلغین کی ایک منظم جماعت تیار فرمائی۔ جنھوں نے باقاعدہ فریضہ تبلیغ ادا کیا۔ واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے دیہات اور علاقے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تبلیغی مساعی سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔[2]

صبر و استقلال

صبر و استقلال ایک داعی الی اللہ کی بڑی اہم اور اساسی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص حضور ﷺ کو ارشاد ہے:

﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾

"پس صبر اختیار کرو جس طرح صاحبانِ عزم و استقلال رسول صبر سے کام لیتے رہے۔"[3]

[1] صحيح البخاري، حديث: 69، و صحيح مسلم، حديث 1732. [2] تفصیل کے لیے دیکھیں ہماری کتاب مبلغین اسلام مسلم پبلی کیشنز لاہور/ سوہدرہ، گوجرانوالہ۔ [3] سورة الأحقاف 46:35.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا﴾

''اور جو تکلیف دہ باتیں وہ کرتے ہیں ان پر صبر کیجیے اوران سے اچھے انداز میں کنارہ کشی اختیار کیجیے۔''[1]

نیز فرمایا:

﴿وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰی اِلَیْكَ وَاصْبِرْ﴾

''اور وحی کی پیروی کیجیے اور صبر کیجیے۔''[2]

کتب ہائے سیرت و تاریخ شاہد ہیں اور حدیث شریف میں بھی اس کی کافی تفصیل موجود ہے کہ حضور ﷺ جن جن دشوار گزار راستوں اور مصائب و آلام کی کٹھن راہوں سے گزرے وہ اس قدر لرزا دینے والے تھے کہ ان کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ لیکن سلام آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر کہ آپ ﷺ نے نہ کبھی صبر کا دامن چھوڑا اور نہ کبھی آپ ﷺ کے پائے ثبات و استقلال میں لغزش آئی۔ «صلى الله عليه وسلم الف الف مرة بعدد كل ذرة»

قربانی و جاں نثاری

حضور ﷺ نے تبلیغ اسلام کی راہ میں جس قربانی و جاں نثاری کا مظاہرہ کیا اس کی نظیر نہیں ملتی۔

جو مبلغ دوسروں کو زہد و تقویٰ کی تلقین کرتا ہے خود اس پر بھی زہد و تقویٰ کا رنگ غالب ہونا چاہیے۔ ایسا غالب کہ نہ وہ دنیا سے دل لگائے نہ مال دنیا سے پیار کرے۔ جب ہم حضور ﷺ

[1] سورة المزمل 73:10۔ [2] سورة یونس 10:109۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے حالات زندگی پڑھتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ آپ ﷺ نے مردار دنیا سے کبھی دل نہ لگایا۔اور نہ کبھی دنیا کا مال جمع کیا۔ آپ ﷺ پر وہ وقت بھی آتا ہے جبکہ دولت کی فراوانی ہے اور روپے کی ریل پیل ہے۔ مگر آپ سونا چاندی اور درہم و دینار دوسروں میں بانٹ دیتے ہیں اور خود خالی ہاتھ رہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جب انتقال فرمایا تو معمولی سا اثاث البیت چھوڑا۔ آپ ﷺ کا نہ کوئی بنگلہ تھا۔ نہ کوٹھی۔ نہ الگ کوئی ڈائننگ روم تھا، نہ سلیپنگ روم، نہ ڈرائنگ روم، آپ کا دولت کدہ بھی سادہ تھا اور بستر بھی سادہ۔آپ کی سواری گدھا یا خچر ہوا کرتی تھی۔ نیند آتی تو فرش پر بچھی چٹائی پر سو رہتے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بہت بڑا ایثار و قربانی ہے کہ تمام ذرائع موجود ہوں، کلی اختیارات حاصل ہوں، قدموں میں دولت ہو مگر اسے ہاتھ تک نہ لگایا جائے اور سادہ و تکلف سے خالی زندگی بسر کی جائے۔ یہ عمل بظاہر معمولی نظر آتا ہے مگر حقیقت میں بڑا مشکل اور غیر معمولی عمل ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی مبارک زندگی میں، جہاں تک بن پڑا، اللہ کی راہ میں کسی مالی و جانی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ راہ حق میں ہر قسم کا ایثار و قربانی دینے کے لیے ہمیشہ صف اول میں رہے۔ اور اس بارے میں آپ ﷺ سے کوئی بڑھ نہ سکا۔ اور یہی وہ ایثار و قربانی ہے کہ جس کا آگے چل کر صحابہ رضی اللہ عنہم پر اثر پڑا۔ اور وہ کسی قربانی سے کبھی پیچھے نہ رہے۔

کتب ہائے سیرت و تاریخ آپ ﷺ کے روح پرور اور ایمان افروز واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ اور یہ حضور ﷺ کی پاک صحبت اور مقدس تعلیم کا اثر تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے شش جہت میں اسلام کے غلغلے بلند ہو گئے۔

حضور ﷺ نے دین کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے لیے جو انتھک اور سر توڑ کوشش فرمائی اور نامساعد حالات کا خندہ پیشانی مقابلہ کیا وہ بجائے خود بہت بڑا ایثار و قربانی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بھوک، پیاس میں دور دراز کے سفر کرنا اور اپنوں میں نہیں، بلکہ پکے دشمنوں میں جا کر تبلیغ حق کرنا یہ آپ ﷺ ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

استعانت و استغفار

آپ ﷺ کی استعانت و استغفار کا یہ کیف ہے کہ اتنا کچھ کرنے کے باوجود اپنی کسی کوشش پر نہ کوئی فخر ہے نہ بڑائی۔ سر جھکائے ہوئے اور ہاتھ اٹھائے ہوئے استعانت و استغفار میں منہمک رہتے ہیں۔ کبھی پڑھتے ہیں:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

"اے پروردگار عالم! ہم ہر گام تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔"[1]

ادھر سے حکم ربانی ہوتا ہے:

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾

"چنانچہ اپنے رب کی تسبیح و مناجات کیجیے اور اس سے توبہ و استغفار کیجیے۔"[2]

یہ حکم آنے کے بعد تو حضور ﷺ سراپا عجز و نیاز بن جاتے ہیں۔ آپ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، جاتے آتے اور سوتے جاگتے پڑھتے رہتے:

«سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ»

"اے اللہ تو پاک ہے۔ حمد وثنا تیرے لیے ہے۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو معاف فرمادے۔ تو پاک ہے اے ہمارے رب! ہر قسم کی حمد وثنا تیرے لیے ہے۔ اے اللہ!

---

[1] سورة الفاتحة 1:4. [2] سورة النصر 103:3.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مجھے معاف فرما دے۔ بے شک تو بہت توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔‘‘[1]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ اپنی زندگی کے آخری ایام میں یہ کلمات بکثرت پڑھا کرتے تھے:

«سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ»

’’اے اللہ! تو (ہر عیب اور کوتاہی سے) پاک ہے۔ حمد و ثنا تیرے ہی لیے ہے۔ میں تجھ سے اپنے قصوروں کی معافی چاہتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔‘‘[2]

یہ زبان سے استغفار ہے۔ اور حقیقتِ استغفار یہ ہے کہ آدمی پر اپنی خطاوں اور لغزشوں کو دیکھ کر لرزہ طاری ہوجائے اور دل کانپ اٹھے۔ حضور ﷺ کی توبہ اسی زبان اور جسم و جان سے ہوتی تھی۔

صحیح مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو بھی توبہ و استغفار کی تلقین فرمائی۔ فرمایا:

«يَاَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ، وَاسْتَغْفِرُوْهُ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ»

’’اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ کرو، اور اس سے مغفرت طلب کرو، میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔‘‘[3]

تبلیغ میں اسوہ رسول ﷺ

ہمارے مبلغین اگر ایک گھنٹہ تبلیغ کرلیں تو آٹھ روز تک اس پر اتراتے اور فخر کرتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے کہ فریضہ تبلیغ میں ان سے کوئی کوتاہی بھی ہوئی ہوگی۔ اور اس نیکی پر ناز کرتے

---

[1] مسند أحمد: 290/2. [2] نسائي، السهو، نوع آخر من الذكر بعد التسليم، حديث: 1345.

[3] مسند أحمد: 260/4-261 واللفظ له، و صحيح مسلم، الذكر و الدعاء باب استحباب الإستغفار، حديث: 2702.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رہتے ہیں۔مگر کائنات عالم کے مبلغ اعظم ﷺ باوجود اس کے کہ ان کی پوری زندگی تبلیغ ہی سے عبارت ہے، پھر بھی سراپائے عجز و انکسار بنے رہتے ہیں۔ اور لرزاں و ترساں رہتے ہیں کہ نامعلوم اس اہم اور عظیم الشان فریضہ تبلیغ کا حق ادا بھی ہوسکا ہے یا نہیں۔ اور توبہ و استغفار کرتے ہیں اور بار بار کرتے ہیں۔

ہمارے مبلغین کو تبلیغ و دعوت کے سلسلے میں پوری طرح اسوۂ رسول ﷺ پر عمل کرنا چاہیے۔ انھیں آپ ﷺ ہی کے انداز تبلیغ اور طریقہ تبلیغ کو اپنانا چاہیے کہ اسی میں خیر و برکت ہے۔

محمدی نصاب تبلیغ

حضور ﷺ قرآن حکیم کے ذریعے تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔اور محض قرآن اور اس کی تشریح، یعنی حدیث بیان کیا کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث سے بڑھ کر بہتر اور پر تاثیر کلام اور کون سا ہوسکتا ہے۔قرآن مجید خود بتاتا ہے کہ

﴿يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾

”پیغمبر علیہ السلام انھیں آیات پڑھ کر سناتے ہیں اور (اس قرآن کی بدولت) ان کا تزکیہ باطن فرماتے ہیں۔ اور انھیں (محض) قرآن اور حکمت (حدیث و سنت) کی تعلیم دیتے ہیں۔“[1]

یوں کہہ لیجیے کہ یہ آپ کا تبلیغی سلیبس تھا کہ جس کے مطابق آپ تبلیغ فرماتے تھے۔کسی انسان کی اصلاح کے لیے اس کا تزکیہ وتطہیر نہایت ضروری ہے اور وہ قرآن حکیم کے بغیر مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔علاوہ ازیں ضلالت و جہالت کے پردے چاک کرنے کے لیے کتاب وحکمت یعنی قرآن و حدیث کی تعلیم کا ٹھوس بنیادوں پر بندوبست ہونا ضروری ہے۔ تعلیمی اداروں کے علاوہ محلّہ محلّہ ،کوچہ کوچہ قرآن و حدیث کی تعلیم کا منظّم اور معقول انتظام

[1] سورة الجمعة 2:62.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہونا چاہیے۔ یہ وہ طریقہ ہے کہ جس کی بدولت نور علم و ہدایت عام ہو سکتا ہے۔

یاد رکھیے! اس نہج اور اسلوب سے ہٹ کر جو بھی انداز اپنایا جائے گا اس سے وقتی طور پر سہارا تو مل سکتا ہے لیکن گم گشتہ راہ قوم کی مستقل طور پر حالت نہیں بدل سکتی۔ فی زمانہ ہمارے بہت سے مبلغین آیات کی بجائے حکایات اور قرآنی آیتوں کی بجائے اپنی باتوں سے اصلاح قوم کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر یہ طریقہ غیر مفید بلکہ بسا اوقات نقصان دہ ہو جاتا ہے۔ یہ کس قدر دکھ کی بات ہے کہ ہمارے مبلغین عموماً تعلیم قرآن و حدیث سے اغماض برتتے ہیں۔ بہت سے پڑھے لکھے لوگ حدیث یعنی ارشادات کی بجائے اقوال الرجال پر زور دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کی تبلیغ و دعوت سے قوم کی حالت سلجھنے کی بجائے اور الجھ جاتی ہے۔ کہاں اللہ اور رسول ﷺ کا باعظمت کلام اور کہاں دوسروں کا ملا جلا کلام؟ جو یقیناً قرآن و حدیث کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ اور افسوس ہے ان لوگوں پر جو پورا خطبہ جمعہ یا دو گھنٹے کی تقریر جھوٹے واقعات اور گھڑے ہوئے قصے کہانیوں پر صرف کر کے اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرتے ہیں۔

ہماری تبلیغ اور اس کے طریقے میں بہت سی غلطیاں ہیں کہ جن کی بنا پر تبلیغ غیر موثر ہو رہی ہے۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ تبلیغ کا نبوی طریق اپنایا جائے کیونکہ آپ ﷺ سے بڑا مبلغ کائناتِ ہست و بود میں نہ کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے اور آپ ﷺ سے بہتر تبلیغ نہ کسی نے کی ہے اور نہ کر سکتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پانچواں
باب

آنحضور ﷺ ایک جرنیل کی حیثیت میں

نبی کریم ﷺ کی زندگی کے دوسرے پہلوؤں کو چھوڑ کر جب آپ ﷺ کی سیاسی زندگی پر نظر کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ دنیا کے سیاست دانوں میں سب سے بڑھ کر سیاست دان اور دنیا کے جرنیلوں میں سب سے بڑے جرنیل تھے۔

نپولین اعظم، ڈیوک آف ولینگٹن، ہینڈن برگ اور واشنگٹن وغیرہ اگرچہ دنیا کے بہت بڑے جرنیلوں میں شمار کیے جاتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ تاریخی طور پر جب آنحضرت ﷺ کے حالات سے ان کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو یہ حضور ﷺ کے تدبر، حضور ﷺ کے ضبط، حضور ﷺ کی قوت ارادی، حضور ﷺ کی فنونِ جنگ میں مہارت، اور حضور ﷺ کی ماتحتوں سے ہمدردی وغیرہ اوصافِ سپہ گری میں آپ کا لگا نہیں کھا سکتے۔

بعض اہم غزوات ایک نظر میں

حضور ﷺ کو 2 ہجری سے 9 ہجری تک یعنی صرف 8 سال کے عرصہ میں تقریباً 26 جنگوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں حصہ لینا پڑا۔ جن میں سے گو بعض بہت چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہیں، لیکن بعض بہت ہی اہم ہیں، چنانچہ چند ایک کی مختصر کیفیت درج ذیل ہے:

❶ غزوہ بدر میں آنحضرت ﷺ کے ماتحت صرف 313 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر تھا۔ اور مخالفین، ابوجہل جیسے سپہ سالار کی سرکردگی میں ایک ہزار کی تعداد میں نبرد آزما تھے۔ مگر حضور ﷺ کے فنون جنگ سے کمال مہارت کی وجہ سے دشمن کو سہ چند ہونے کے باوجود شکست فاش ہوئی۔ مسلمان صرف 14 شہید ہوئے، نہ کوئی زخمی ہوا نہ اسیر ہوا۔ اور دشمن 70 کی تعداد میں مقتول اور 70 کی تعداد میں اسیر ہوئے۔[1]

❷ غزوہ بدرالاخریٰ میں ابوسفیان دو ہزار فوجی ساتھ لیے ہوئے مقابلہ کے لیے آیا۔ جب ادھر سے حضور ﷺ ڈیڑھ ہزار مسلمانوں کو ساتھ لیے ہوئے نکلے تو ابوسفیان جیسا بہادر تاب نہ لا سکا اور بھاگ گیا۔[2]

❸ غزوہ احزاب یا خندق میں حضور ﷺ کے ساتھ صرف 3000 مسلمان تھے مگر کفار 10,000 کی تعداد میں حملہ آور ہوئے اور حضور ﷺ کے تدبر کی بدولت ناکام واپس پھرے۔[3]

❹ غزوہ بنو قریظہ میں محض حضور ﷺ کی مہارت سپہ گری کی وجہ سے یہود کو شکست فاش ہوئی۔ اور ان کے 400 آدمی قتل اور دو سو اسیر ہوئے۔[4]

❺ غزوہ خیبر میں حضور ﷺ کے زیر کمان صرف چودہ سو فوجی تھے۔ اور یہود، کنانہ بن ابوالحقیق کی قیادت میں دس ہزار کی تعداد میں مقابلے پر نکلے تھے۔ مگر انھیں شکست فاش ہوئی۔[5]

❻ غزوہ وادی القریٰ میں حضور ﷺ کے زیر کمان تیرہ سو فوجی تھے جن کے ساتھ آپ نے

[1] صحیح البخاری، حدیث: 3955-3959 و 3986 و الرحیق المختوم، ص: 188. [2] الرحیق المختوم، ص: 312 و زاد المعاد: 223/3 والسیرۃ النبویۃ لابن ہشام: 126/3. [3] صحیح البخاری، حدیث: 3876 و الرحیق المختوم، ص: 275. [4] صحیح البخاری، حدیث: 4117-4124 و الرحیق المختوم، ص: 279-281. [5] صحیح البخاری، حدیث: 3922 والرحیق المختوم، ص: 325، وزاد المعاد: 330/3 و السیرۃ النبویۃ للصلابی: 483/3.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دشمن کو شکست دی۔[1]

7. غزوہ حنین میں بارہ ہزار لشکر کے ساتھ آپ ﷺ نے عرب کے کئی قبائل کا مقابلہ کیا جس میں آپ ﷺ کو فتح عظیم حاصل ہوئی۔ دشمن 71 کی تعداد میں مقتول اور چھ ہزار کی تعداد میں اسیر ہوئے۔[2]

8. غزوہ طائف میں حضور ﷺ کے زیر کمان بارہ ہزار فوج تھی۔ بنو ثقیف کا محاصرہ کیا گیا۔ اور دشمن ایک مہینہ کے بعد خود بخود دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔[3]

9. غزوہ تبوک میں حضور ﷺ قیصر ہرقل کے مقابلہ پر تیس ہزار فوج لے کر نکلے جس سے دشمن پر رعب چھا گیا۔ اور اس نے لڑائی کا ارادہ ترک کر دیا۔[4]

10. غزوہ فتح مکہ میں حضور ﷺ کے زیر کمان دس ہزار قدوسی تھے۔ قریش مکہ مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ اس لیے حضور ﷺ نے لشکر کو حکم دیا کہ مختلف راستوں سے شہر میں داخل ہوں۔ اور جب تک کوئی مسلح دستہ مزاحم نہ ہو، ہتھیار کا استعمال نہ کیا جائے۔ صرف ایک دستہ کی مزاحمت ہوئی اور مکہ بہ امن و امان فتح ہو گیا۔[5]

غزوات نبوی کی شاندار کامیابی

الغرض تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں جس قدر جنگیں ہوئیں۔ ان میں مسلمانوں کے کل 259 آدمی شہید ہوئے۔ ایک اسیر اور صرف 27 زخمی ہوئے مگر بخلاف اس کے دشمن کے 759 آدمی مقتول اور 6564 اسیر ہوئے۔ جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ

[1] دیکھیے، صحیح البخاری، کتاب المغازی، سیرت ابن ہشام، البدایۃ و النہایہ اور الرحیق المختوم۔ [2] صحیح البخاری، حدیث: 4082، و الرحیق المختوم، ص: 402-407 والسیرۃ النبویۃ لابن ہشام: 469/3۔ [3] صحیح البخاری، حدیث: 4082 والرحیق المختوم، ص: 402 والسیرۃ النبویۃ لابن ہشام: 461/3۔ [4] صحیح البخاری، حدیث: 4418، والبدایۃ والنہایۃ: 7/5، و الرحیق المختوم، ص 425۔ [5] صحیح البخاری، حدیث: 4276، و السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: 399/3 و الرحیق المختوم، ص: 376۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمان بے سروسامان ہونے کے باوجود محض حضور ﷺ جیسے کمانڈر انچیف کی وجہ سے کس قدر محفوظ ومصئون اور کامیاب ہوتے رہے۔ اور ہر مرحلے پر کامرانی ان کے قدم چومتی رہی۔

حضور ﷺ کی شجاعت و بہادری

ایک جرنیل یا سپہ سالار کے لیے جس قدر شجاع اور بہادر ہونا ضروری ہے، وہ کسی سے مخفی نہیں۔ مگر حضور ﷺ کی شجاعت اور بہادری پر جب نگاہ کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس سارے عرب میں آپ ﷺ کا لوہا مانا جاتا تھا۔ اور قرب و جوار میں بھی آپ ﷺ سا کوئی شجاع نہیں تھا۔

1. نسائی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کبھی گھمسان کا رن پڑتا اور لڑنے والوں کی آنکھوں میں خون اتر آتا تو اس وقت ہم نبی ﷺ کی اوٹ لیا کرتے تھے۔ اور ہم میں سب سے آگے دشمن کی جانب نبی ﷺ ہی ہوتے تھے۔[1]
2. صحیح مسلم میں ہے کہ غزوہ حنین میں جب دشمنوں نے پہاڑ کے درہ میں بیٹھ کر تیروں کی ایسی بارش برسائی کہ مسلمانوں کی بارہ ہزار فوج کا منہ موڑ دیا تو اس وقت بھی صرف حضور ﷺ ہی تھے جو دشمن کی جانب بڑھے جاتے تھے۔ چنانچہ اس وقت آپ ﷺ نے فوجی جرنیلوں کا سادہ کام کیا جو رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ آپ ﷺ نے تیروں کی بارش میں اپنا گھوڑا آگے بڑھایا اور فرمایا:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ
أَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ

''میں سچا نبی ہوں اور عرب کے مشہور بہادر عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ بھلا پیچھے کیوں ہٹوں!!''

[1] مسند أحمد: 126/1 و سنن النسائي الكبرى: 192/5.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد آپ ﷺ نے مسلمانوں کو للکارا کہ اے بہادرو! کہاں جاتے ہو؟ میں تمھارا نبی یہاں کھڑا ہوں۔ آگے بڑھو، ہمت نہ ہارو، چنانچہ اس آواز میں جادو کا اثر ثابت ہوا۔ بھاگتی ہوئی فوج آگے بڑھی اور دم بھر میں میدان کا نقشہ الٹ دیا۔[1]

3. غزوہ احد میں بھی جب کفار نے عقب سے حملہ کیا اور اسلامی فوج میں کچھ ابتری سی پھیل گئی تو آپ ﷺ ہی تھے جو نہایت تیزی کے ساتھ دشمن کی طرف بڑھتے جا رہے تھے، چنانچہ آپ ﷺ نے اس موقع پر بھی دل شکستہ اور منتشر فوج کو:

«اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ! اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ!! اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ!»[2]

کے آوازے دے کر جمع کیا اور پھر سنبھل کر ایسا مقابلہ کیا کہ دشمن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔[3]

شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کا چشم دید بیان

4. حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے نام سے اور ان کی شجاعت کے بلند کارناموں سے کون واقف نہیں؟ وہ حضور ﷺ کی شجاعت کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو بدر کے دن دیکھا کہ میں حضور ﷺ کی پناہ لیتا تھا۔ اور ہم سب میں سے حضور ﷺ ہی دشمن کے زیادہ قریب تھے۔[4] اور یہ بھی فرمایا کہ بہادر وہی شخص ہوتا تھا جو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ قریب ہوتا تھا۔ کیونکہ آپ ﷺ بالکل دشمن کے قریب تر ہوا کرتے تھے۔

5. حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صورت اور سیرت میں سب لوگوں سے بہتر اور سخاوت میں سب سے زیادہ اور شجاعت میں سب سے اعلیٰ اور اکمل تھے۔ آپ ﷺ

---

[1] صحیح البخاری، المغازی، باب قول اللّٰہ تعالٰی: ﴿ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم﴾ حدیث: 4315-4317 و صحیح مسلم، الجہاد، باب غزوۃ حنین، حدیث: 1776-1777. [2] اللہ کے بندو! میری طرف۔ اللہ کے بندو! میری طرف بڑھو۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ [3] البدایۃ والنہایۃ: 24/4.
[4] مسند أحمد: 126/1 و سنن النسائی فی الکبرٰی: 192/5.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کسی لشکر سے نہ ملتے تھے۔ مگر ساری فوج سے پہلے آپ ہی وار کیا کرتے تھے۔ [1]

حضور ﷺ اور عرب کا مشہور سپہ سالار

❻ ابی بن خلف عرب کے مشہور سپہ سالاروں اور آپ ﷺ کے اشد ترین دشمنوں میں سے ایک دشمن تھا۔ بدر کے دن جب وہ فدیہ دے کر رہا ہوا تو کہہ گیا کہ آج سے میں اپنے گھوڑے کی ایسی پرورش کروں گا جو کسی نے نہ کی ہو، پھر اس پر سوار ہو کر محمد (رسول اللہ ﷺ) کو قتل کروں گا، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ گھوڑے کو روزانہ تین صاع دانہ دیتا رہا اور غزوہ احد میں للکارتا ہوا نبی ﷺ کی طرف آیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدافعت کرنا چاہی۔ مگر آپ ﷺ نے سب کو پیچھے ہٹا دیا، اور اکیلے اس کی طرف بڑھے۔ ابی بن خلف جسے اپنی بہادری اور شجاعت پر ناز تھا اور آپ ﷺ کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا، ابھی وار بھی نہ کرنے پایا تھا کہ حضور ﷺ نے اس کی گردن میں نیزہ رسید کیا کہ معاً اس کے پاؤں اکھڑ گئے۔ وہ پیچھے کی طرف دوڑا اور شور مچاتا گیا کہ "میں مارا گیا" "میں مارا گیا" چنانچہ وہ مقام سرف پر گرا اور جہنم واصل ہوا۔ [2]

حضور ﷺ اور عرب کا مشہور پہلوان

❼ کتب حدیث میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رکانہ عرب کا مشہور شہ زور پہلوان تھا جس کی بہادری سب میں مانی جاتی تھی۔ اس نے اعلان کر رکھا تھا کہ اگر کوئی مجھے پچھاڑ دے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ [3]

چونکہ اسے اپنی شجاعت اور قوت پر بہت بڑا ناز تھا، اس لیے نبی ﷺ نے اس کے اس

① صحیح البخاری، الجهاد، باب الحمائل و تعلیق السیف، حدیث :2908، و صحیح مسلم، الفضائل، باب شجاعته ﷺ حدیث :2308. ② سیرت ابن هشام :89/3، البداية والنهاية : 4/24-36.
③ الإصابة:521/1، والبداية والنهاية :101/3.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چیلنج کو منظور کرلیا، چنانچہ کشتی ہوئی تو حضور ﷺ نے اسے پچھاڑ دیا۔ اس نے پھر طبع آزمائی کے لیے کہا۔ حضور ﷺ نے دوبارہ اسے گرا دیا۔ اس نے پھر ایک بار درخواست کی۔ حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ بھی اسے چت کردیا۔ جس سے وہ ہمیشہ کے لیے سرنگوں ہوگیا۔[1]

8 صحیحین میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں رات غل سا ہوا۔ لوگ سمجھے چھاپہ آپڑا۔ سب لوگ مل کر آبادی سے باہر اس شور کی جانب چلے۔ جب تھوڑی دور گئے تو انھیں نبی ﷺ واپس تشریف لاتے ہوئے ملے۔ حضور ﷺ ایک ننگے گھوڑے پر سوار اور تلوار حمائل کیے ہوئے تھے۔ یعنی آواز سن کر سب سے پہلے اور تن تنہا تحقیق فرما کر آرہے تھے اور لوگوں سے کہتے تھے کہ ''گھبراؤ نہیں۔ (بھگا آیا ہوں)۔''[2]

حضور ﷺ کی جنگی قابلیت

یہ صرف چند واقعات ہیں جو حضور ﷺ کی شجاعت کے متعلق نقل کیے گئے ہیں، ورنہ اگر صحیح طور پر حضور ﷺ کے جنگی حالات کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ دنیا میں ایک قابل جرنیل کی حیثیت میں مبعوث ہوئے تھے۔ اور دنیا کو صرف فنون حرب کی تعلیم و تلقین ہی کی غرض سے تشریف لائے تھے۔ کیونکہ ان کے جنگی کارنامے پتہ دے رہے ہیں کہ آپ ﷺ فوجوں کی ترتیب اور جنگ کا نقشہ تیار کرنے میں وہ مہارت رکھتے ہیں جو بہت ہی کم کسی کے حصے میں آئی ہے۔

نپولین اور واٹرلو

نپولین کا نام آج مغربی دنیا کے بچہ بچہ کی زبان پر ہے اور ہر شخص اس کی عجیب وغریب

[1] أبو داود، اللباس، باب في العمائم، حديث :4078. [2] صحيح البخاري، الجهاد، باب الحمائل و تعليق السيف حديث :2908، و صحيح مسلم، الفضائل، باب شجاعته ﷺ حديث : 2307. بھگا آیا ہوں کے الفاظ ہمیں نہیں ملے۔ (ن۔ف)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جنگی قابلیتوں کا معترف ہے۔ واٹرلو کی مشہور و معروف لڑائی میں جب اسے شکست ہوئی تو اس کا باعث صرف یہ تھا کہ جنگ کا جو نقشہ اس نے تیار کیا تھا، اس کے مطابق اس کے دو افسروں کو ایک خاص مقام پر ایک وقت مقررہ میں پہنچ جانا چاہیے تھا۔ ان دونوں میں سے ایک تو جرنل بلوشے اپنے ٹھیک وقت پر پہنچ گیا مگر دوسرا نہ پہنچ سکا اور نپولین کی فتح شکست میں تبدیل ہوگئی۔ کیونکہ اس کی جنگی چالیں اور نقشے اس درجہ صحیح ہوتے تھے کہ ایک افسر کے صرف چند منٹ دیر میں پہنچنے سے تمام نقشہ بدل جاتا۔ اور فتح شکست کی صورت اختیار کر لیتی۔ بعینہ اسی طرح کا واقعہ غزوہ احد میں نبی ﷺ کو پیش آیا۔

غزوہ احد کا نقشہ

آپ ﷺ نے اپنی مختصر سی فوج کا ایک حصہ پہاڑ کے درہ کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ اور انھیں تاکید کردی کہ خواہ حالات کچھ ہی کیوں نہ ہوں، اس درہ کو نہ چھوڑیں۔ اور اگر دشمن اس طرف آنے کا قصد کرے، تو ان پر تیر برسا کر انھیں روکیں۔ چنانچہ لڑائی شروع ہوئی اور مسلمان اگرچہ تعداد میں بہت کم تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے انھیں اس خوبی سے لڑایا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں مخالفین کے بہت سے سردار مارے گئے اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مسلمانوں نے بھاگتے ہوئے دشمن کو لوٹنا شروع کردیا۔ اور گویا کامل فتح حاصل کرلی۔ چنانچہ دشمنوں کو بھاگتے اور مسلمانوں کو ان کا تعاقب کرتے ہوئے دیکھ کر وہ تیر انداز جو درہ پر متعین تھے مطمئن ہوگئے۔ اور اپنی جگہ سے ہٹ کر باقی فوج کے ہمراہ لوٹ مار میں شریک ہوگئے۔ مخالفین نے جب یہ دیکھا کہ درہ خالی پڑا ہے تو وہ آگے جا کر پھر جمع ہوگئے۔ اور درہ کی جانب سے جو کہ مسلمانوں کی پشت پر تھا، یکا یک حملہ کردیا۔ جس سے مسلمانوں کی فتح شکست میں تبدیل ہوگئی۔[1] اگرچہ وہ شکست تھوڑی سی دیر کے لیے تھی مگر

[1] صحیح البخاری، الجهاد، باب مایكره من التنازع، حدیث: 3039.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تاہم شکست تو ہوئی۔ اور محض اس لیے ہوئی کہ حضور ﷺ جیسے ماہرفن جرنیل کے حکم کی خلاف ورزی کی گئی۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کی یہ غلطی ارادی نہ تھی اجتہادی تھی۔

مجاہدین اسلام کی شان

تاریخ بتاتی ہے کہ اس کے بعد اسلامی فوج نے پھر کبھی لغزش نہیں کھائی۔ اور حضور ﷺ کے اشاروں پر ایسی چلی، اور ایسی تربیت یافتہ، قواعد دان اور پابند قانون ہوئی کہ قرآن نے اس کی تعریف میں فرمایا:

﴿يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ﴾

''یعنی وہ خدا کی راہ میں قطار اندر قطار لڑائی کرتے ہیں جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہو۔''[1]

نبی ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا کہ میری فوج کا ایک مسلمان دس کافروں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔[2] اور یہ بات صرف کہنے ہی کی نہ تھی بلکہ کر کے بھی دکھا دی گئی تھی۔

اسلامی فوج اگرچہ کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہوتی پھر بھی اس کا مخالفین پر رعب طاری ہوجاتا، اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا:

«نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ»

''ایک مہینہ کے سفر تک دشمنوں پر میرا رعب چھا جاتا ہے۔''[3]

حضور ﷺ کی فوج سے ہمدردی

کوئی جرنیل اس وقت تک صحیح معنوں میں جرنیل نہیں ہوسکتا جب تک اسے اپنی فوج

[1] سورۃ الصف 4:61. [2] نبی کریم ﷺ کا قول تو نہیں ملا ممکن ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہو، السنن الکبری للبیہقی: 76/9 لیکن یہ مفہوم سورۃ الانفال آیت: 65 سے ظاہر ہے۔ [3] صحیح البخاری، التیمم، باب: 1، حدیث: 335، و صحیح مسلم، المسجد، باب المساجد و مواضع الصلاۃ، حدیث: 521.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اور سپاہ سے کامل ہمدردی نہ ہو۔ اس کے جذبات کا احساس نہ ہو۔ دنیا کے مشہور جرنیلوں کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی جرنیل سب سے زیادہ کامیاب اور فائز المرام ہوا ہے جو اپنے فوجیوں کے ساتھ نہایت فراخ دلی اور بے تکلفی سے پیش آتا رہا ہو۔ ہر کام میں اس کا شریک حال اور ہر امر میں ان سے ہمدردی کرتا رہا ہو۔ جرنیل ہینڈن برگ، جو جرمنی کا سب سے بڑا جرنیل تھا، اس کی خوبی یہی بیان کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں سے نہایت ہی خندہ پیشانی سے پیش آیا کرتا تھا۔ نپولین اعظم کا سلوک بھی اپنے ماتحتوں سے اس قدر اعلیٰ تھا کہ وہ اس پر جانیں فدا کرتے تھے۔

واشنگٹن کا واقعہ

امریکہ کے مشہور جرنیل واشنگٹن کا ایک قصہ مشہور ہے کہ وہ ایک روز سادہ کپڑے پہنے گھوڑے پر سوار کہیں جا رہا تھا۔ راستہ میں اس نے دیکھا کہ کچھ سپاہی ایک بہت ہی بھاری شہتیر اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں مگر وہ نہیں اٹھتا۔ ان سپاہیوں کے ہمراہ ایک چھوٹا عہدے دار کارپول بھی تھا۔ اور وہ برابر انھیں حکم دے رہا تھا کہ زور لگاؤ، ادھر سے اٹھاو، ادھر سے ہلاؤ، مگر خود ہاتھ نہیں لگاتا تھا۔ واشنگٹن نے گھوڑا روک لیا۔ اور اس عہدے دار سے کہا:

”آپ بھی اس میں ہاتھ کیوں نہیں لگاتے؟ ایک آدمی کا زور اور شامل ہو جائے گا تو یہ شہتیر اٹھایا جا سکے گا۔“

عہدے دار نے جواب دیا: ”جناب! میں کارپول ہوں آپ دیکھتے نہیں!!“

واشنگٹن فوراً گھوڑے سے اتر پڑا۔ اور کوٹ اتار کر آستین چڑھا کر سپاہیوں کے ہمراہ شہتیر کے ساتھ زور آزمائی کرنے لگا۔ شہتیر اٹھا دیا گیا اور جگہ پر پہنچا دیا گیا۔ مگر کارپول صاحب اب بھی اپنی سرداری کی شان لیے ہوئے الگ کھڑے تھے۔

گھوڑے پر سوار ہوکر واشنگٹن نے کارپول سے کہا: آئندہ جب کبھی کسی محنت کے کام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں ایک آدمی کی مدد کی ضرورت ہوا کرے، تو آپ مجھے بلا بھیجا کریں مجھے آپ آسانی سے تلاش کر سکتے ہیں کیونکہ میں آپ کا سپہ سالار واشنگٹن ہوں۔ شرم کی وجہ سے کارپول زمین پر گڑ گیا اور واشنگٹن وہاں سے چل دیا۔

ایک اچھے جرنیل کا یہی دستور ہوتا ہے کہ وہ پکا اور سچا سپاہی ہوتا ہے۔ اور ضرورت کے وقت اسے کام سے عذر نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر کام میں سپاہیوں کے ساتھ شریک ہوجاتا ہے۔ جس سے فوج کے دل میں اس کی عزت اور ہمدردی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ صحیح معنوں میں اس کی مطیع ہوجاتی ہے۔ جب ہم اس ضمن میں آنحضرت ﷺ کے حالات کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ فوج کی ہمدردی حضور ﷺ سے بڑھ کر دنیا کا کوئی اور جرنیل حاصل نہیں کر سکا۔

عرب کا جرنیل سپاہیوں کے شانہ بشانہ

1. آنحضرت ﷺ غزوات میں ہمیشہ سپاہیوں کی طرح کام کرتے تھے۔ غزوہ خندق میں جبکہ تمام فوجی خندق کھود رہے تھے تو آپ ﷺ بھی برابر ان کے شریک کار تھے اور حصہ رسدی سے خندق کھودتے تھے۔[1]

2. ایک سفر میں منزل پر پہنچ کر کھانا پکانے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ تو سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کام بانٹ لیے، کسی نے پانی لانے کی خدمت اپنے ذمہ لی، تو کسی نے آٹا گوندھنے کی، کسی نے پکانے کی تو کسی نے ایندھن اکٹھا کر کے لانے کی۔ حضور ﷺ بھی اس سفر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے، فرمایا کہ میں جنگل سے لکڑیاں اکٹھی کر کے لاتا ہوں۔ یہ کام میرے ذمے ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہر چند عرض کیا کہ حضور ﷺ ہم خادم موجود ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ تکلیف نہ فرمائیں۔ مگر آپ نے ایک نہ مانی اور فرمایا

[1] صحیح البخاری، المغازی، باب غزوۃ الخندق، حدیث:4101-4102، و صحیح مسلم، الاشربۃ، باب جواز استتباعہ غیرہ، حدیث :2039-2040.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ مجھے بھی اپنے حصہ کا کام کرنا چاہیے۔[1]

3 غزوہ بدر میں اسلامی فوج کے پاس سواریاں کم تھیں۔ اس لیے تین تین صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایک ایک اونٹ ملا جس پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے۔ حضور ﷺ بھی باوجود سپہ سالار اعظم ہونے کے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح، دو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک اونٹ میں شریک تھے اور باری باری سوار ہوتے۔ آپ ﷺ کے ساتھیوں نے ہر چند چاہا اور درخواست پر درخواست کی کہ حضور ﷺ برابر سوار رہیں۔ آپ ﷺ ہمارے سردار ہیں، ہم آپ ﷺ کا پیدل چلنا گوارا نہیں کر سکتے۔ مگر آپ ﷺ نے فرمایا تو یہی فرمایا: ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا دیگر ساتھیوں کی طرح حصہ رسدی سے تمھیں بھی سوار ہونا پڑے گا۔ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ تم پیدل چلو اور میں سوار ہوں۔[2]

4 فتح خیبر کے موقع پر جو زمین مسلمانوں کے حصہ آئی وہ اٹھارہ سو سپاہیوں میں بحصہ مساوی تقسیم ہوئی۔ نبی ﷺ باوجودیکہ سپہ سالار اعظم تھے۔ مگر آپ کا حصہ بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح ایک عام سپاہی کے برابر تھا۔[3]

5 مدینہ منورہ میں جب اسلامی فوج مسجد نبوی کی تعلیم میں مصروف تھی۔ کوئی گارا دیتا تھا، تو کوئی اینٹیں دے رہا تھا۔ ایسی حالت میں حضور ﷺ بھی ان کے ساتھ برابر اینٹیں اٹھا رہے تھے۔[4] حتیٰ کہ حضور ﷺ کو منت، سماجت اور اصرار کے ساتھ باز رکھنا چاہا مگر اس حامئ مساوات اور ہمدردِ خلائق نے ایک نہ مانی اور اپنی ذات کے لیے امتیاز کو مذموم جانا۔

یہ اور اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اس علومرتبت کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نہایت بے تکلفی، سادگی اور مساویانہ سلوک سے پیش آیا

---

1 سبل الهدى و الرشاد: 13/7، و الرحيق المختوم، ص: 478. 2 مسند أحمد: 1/311-318. 3 أبوداود، الخراج، باب ماجاء في حكم ارض خيبر، حديث: 3010-3014. 4 صحيح البخاري، مناقب الانصار، باب هجرة النبي ﷺ، حديث: 3906.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔ اور سپہ سالار اعظم ہونے کے باوجود ایک معمولی سپاہی کی طرح ان کے ساتھ وقت بسر کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے صحابہ ☒ کے دل میں آپ ﷺ کی محبت اور عقیدت اور بھی بڑھ گئی تھی۔ اور وہ آپ ﷺ پر جانیں نثار کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔

حضور ﷺ کی حکمت عملی

ضبط، انتظام، تدبر، قوت ارادی کی پختگی اور فنون جنگ کی مہارتِ کامل کے علاوہ سب سے آخری صفت جس کا ایک جرنیل میں پایا جانا نہایت ضروری ہے وہ اس کی حکمت عملی ہے۔ کسی جرنیل کی حکمت عملی کا یہ بہت بڑا ثبوت ہے کہ وہ کم سے کم خون ریزی سے زیادہ سے زیادہ علاقہ فتح کرے۔ سخت خون ریزی کے بعد جو فتوحات ہوں وہ فوج کی جاں بازی پر تو دلالت کرتی ہیں۔ مگر جرنیل کی کوئی خوبی ان میں نظر نہیں آتی۔ اگر سخت کشت وخون ہو، اور دونوں طرف یا ایک طرف کے بہت سے انسان ہلاک ہوں اور بہت سے نقصان کے بعد ملک فتح ہوجائے تو یہ فتح حقیقی معنوں میں فتح نہیں، اس میں جرنیل کی کوئی خوبی اور کمال نہیں۔ کیونکہ اس نے اس جنگ میں اپنی کسی حکمت عملی کا ثبوت نہیں دیا۔ ہاں! اگر جرنیل اپنی حکمت عملی سے لڑائی کو ایسے رنگ میں چلائے کہ مالی اور جانی نقصان نہ ہونے پائے اور بغیر کثیر نفوس کی ہلاکت کے فتح حاصل ہوجائے تو بے شک ایسی فتح قابل تعریف ہوتی ہے۔

اس نقطۂ نگاہ سے بھی ہمیں کوئی ایسا جرنیل نظر نہیں آتا جو حکمت عملی میں حضور ﷺ کا مقابلہ کر سکے۔ وہ مخالفین اسلام جو کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، وہ نبی ﷺ کے جنگی حالات کا مطالعہ کریں۔ اور دیکھیں کہ حضور ﷺ کتنا عرصہ تحمل اور بردباری سے کام لیتے رہے۔ اور اپنے دشمنوں کے حملوں کو کس دانش مندی اور حکمت عملی سے ٹالتے رہے اور جب کبھی جنگ چھڑ ہی گئی تو کس طریق سے مدافعت فرمائی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محاصرہ طائف

1 طائف کے محاصرہ کو ذرا جنگی نقطۂ نگاہ سے دیکھو کہ اگر کوئی جرنیل اور ہوتا تو اپنے جھوٹے وقار کو قائم رکھنے کے لیے تمام فوج کو کٹوا دیتا، مگر محاصرہ نہ اٹھاتا۔ لیکن حضور ﷺ ہیں کہ عمداً محاصرہ چھوڑ رہے ہیں اور اس حکمت کی بنا پر، جو آپ ﷺ کے سامنے تھی اور بعد میں لوگوں نے دیکھ لیا کہ وہ خود بخود مطیع و منقاد ہو گئے، محاصرہ چھوڑ رہے ہیں۔[1] حالانکہ ظاہر بین نظروں میں محاصرہ چھوڑ دینا گویا شکست کا اعتراف کر لینا ہوتا ہے۔

صلح حدیبیہ

2 اسی طرح اگر حضور ﷺ حدیبیہ کے موقع پر صلح نہ فرماتے تو لڑائی میں خون کی ندیاں بہہ جاتیں۔ مگر حضور ﷺ نے اس موقع پر بھی اپنی حکمت عملی کا ثبوت دیا، جس کا ایک قابل جرنیل میں ہونا ضروری ہے۔ اس صلح کی شرائط میں اگرچہ بعض شرائط ایسی تھیں جو بظاہر مسلمانوں کے لیے نقصان دہ معلوم ہوتی تھیں، مگر حضور ﷺ نے ان سب کو منظور فرما لیا جس سے لاکھوں جانیں بچ گئیں۔[2] اگر حضور ﷺ ایسا نہ کرتے تو یقیناً ایک خطرناک تصادم ہوتا۔ جس سے ہزاروں عرب ہلاک اور سینکڑوں مسلمان شہید ہو جاتے اور عرب کی طاقت ٹوٹ جاتی پھر وہ عظیم الشان کام جو حضور ﷺ کی وفات کے بعد ہوا، اہل عرب ہرگز نہ کر سکتے۔

حضور ﷺ کی بے نظیر دانش مندی

حضور ﷺ کے زمانہ حیات میں کم و بیش اسی (80) لڑائیاں شمار کی جا سکتی ہیں۔ جن

---

① صحيح البخاري، المغازي، باب غزوة الطائف، حديث :4325، و صحيح مسلم، الجهاد، باب غزوة الطائف، حديث :1778. ② صحيح البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، حديث : 4180-4181.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں اکثر کو محض وفود سفر، انسداد ڈکیتی، قیام امن، اور وعظ و تبلیغ کے سلسلہ میں مڈبھیڑ ہوجانے پر غزوات میں شامل کرلیا گیا ہے۔ تاہم اگر ان 80 غزوات اور سرایا کے مقتولین کی تعداد کو جمع کیا جائے تو کل 1018 ہوتی ہے جو فریقین کی مجموعی تعداد ہے۔ جب 1018 کو 80 پر تقسیم کیا جاتا ہے تو فی جنگ 12.73 یعنی 13 سے بھی کم اوسط نکلتی ہے، جو عرب جیسے وسیع ملک کو فتح کرنے کے لحاظ سے بالکل صفر کے برابر ہے۔

عرب کا فرانس، امریکہ اور انگلستان سے تقابل

کیا وحشی اور ملحد عرب کو متمدن و متدین اور شائستہ عرب بنانے، صدیوں اور نسلوں کی عداوت کو مٹا کر اخوت و روحانیت قائم کرنے اور ڈکیتی و خون خواری کی وارداتوں کو روک کر امن وامان کا جھنڈا بلند کرنے کے لیے 1018 نفوس کی قربانی کوئی بہت بڑی قربانی ہے؟ اس کے مقابلہ میں ذرا دیکھیے کہ فرانس اور امریکہ کو جمہوریت کے قائم کرنے میں کس قدر قربانیاں کرنی پڑیں۔ اور انگلستان کو پارلیمنٹ کے لینے میں کتنے خون بہانے پڑے، پھر آپ کو معلوم ہوتا کہ حضور ﷺ نے ان کے مقابلہ میں کس حسن کمال سے جمہوریت کا پرچم لہرایا۔ آپ ﷺ نے عرب کی استبدادیت کو فنا کرکے جمہوریت کے استوار کرنے میں ایک شخص کا خون بھی نہیں بہایا۔

1914ء کی جنگ عظیم کی مثال

1914ء کی جنگ عظیم میں جو اس لیے اور صرف اس لیے وقوع پذیر ہوئی کہ چھوٹی سلطنتوں کی آزادی اور حفاظت کو برقرار رکھا جائے۔ صرف اتنے سے مقصد کے لیے یورپ جیسے مہذب ملک نے اربوں روپوں اور کروڑوں ڈالروں پر پانی پھیر دیا۔ اور سینکڑوں جانیں خاک اور خون میں ملا دیں، سینکڑوں جہاز سمندر میں غرق کردیے اور تمام دنیا کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تجارت کو تباہ کر دیا۔

اہل دنیا کی لڑائیوں کو جانے دو۔ ذرا مقدسین کے حالات پڑھو کہ انھوں نے کیا کچھ کیا۔ مہا بھارت کے مقتولین کی تعداد کروڑوں سے کم نہیں، یورپ کی مقدس مذہبی انجمنوں نے جس قدر نفوس کو ہلاک کیا، ان کی تعداد لاکھوں سے بھی زائد ہے۔

جان ڈیون پورٹ کی شہادت

جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب ''اپالوجی آف محمد (ﷺ) اینڈ قرآن'' میں مذہبی عدالت کے احکام سے ہلاکت شدہ نفوس کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ بتاتی ہے جو عیسائیوں کے ہاتھوں سے عیسائیوں کی ہوئی تھی۔

اسپین کے مقتولین

اکیلے ملک اسپین نے تین لاکھ چالیس ہزار عیسائیوں کو ہلاک کیا تھا جن میں 32 ہزار آدمی زندہ آگ میں جلا دیے گئے تھے۔

حضور ﷺ کی تدبیر

اب ملاحظہ کرو! ذرا سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی کامیابی اور عظیم کامیابی جس نے عرب جیسے وسیع ملک میں فریقین کی صرف 1018 قربانیوں کے بعد اس قدر روحانی، اخلاقی، مادی اور ملی فوائد حاصل کیے، جن کو بحیثیت مجموعی آج تک دنیا کی کوئی قوم اور ملک حاصل نہیں کر سکا۔ یقیناً آپ ﷺ جیسا مدبر اور دانشور جرنیل نہ پیدا ہوا اور نہ آئندہ پیدا ہوگا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آنحضور ﷺ ایک فاتح کی حیثیت میں

جب ہم دنیا کے مختلف فاتحین کی سیرت پر ایک تنقیدی نظر ڈالتے ہیں تو صرف آنحضرت ﷺ ہی کی ایک ذات بابرکات ایسی دکھائی دیتی ہے جو صحیح معنوں میں اپنے اندر فاتحانہ شان رکھتی ہے، اور جملہ عیوب و نقائص سے مبراء نظر آتی ہے۔

عام فاتحین کا حال

آپ فاتحین عالم میں سے ایک ایک کی سوانح عمری دیکھیں، اور ان کی خوب ورق گردانی کریں۔ مگر آپ کو ایک فاتح بھی ایسا نظر نہ آئے گا جس نے مفتوحین پر رحم و کرم کیا ہو۔ اور بجائے لوٹنے اور تباہ کرنے کے بخشش و سخاوت سے کام لیا ہو۔

ایک فاتح جب کسی علاقہ یا ملک کو فتح کر لیتا ہے تو وہ کچھ انتقامی جذبات کے اثر سے اور کچھ ان پر پورا تسلط حاصل کرنے کے خیال سے، اپنی پوری قوت صرف کر دیتا ہے۔ لوٹ مار کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ اور کشتوں کے پشتے لگ جاتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فاتحِ عرب ﷺ کی شان

مگر حضرت رحمت دو عالم ﷺ کی شان رحیمی ملاحظہ ہو۔ جب آپ ﷺ اس شہر کو فتح کرتے ہیں، جس سے بڑے جور وستم کے بعد نکالے گئے۔ جس کے رہنے والوں نے آپ کو وہ وہ تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں کہ الامان والحفیظ۔ جو سارے عرب کی قوت کا مرکز اور کفر و الحاد کا منبع بنا ہوا تھا۔ جس میں آپ ﷺ کے ساتھیوں اور غریب ساتھیوں پر وہ ظلم ہوئے تھے کہ آج ان کے ذکر سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے وہ ستم رسیدہ ساتھی دس ہزار کی تعداد میں اسے فتح کرنے کے لیے آرہے ہیں۔

رحمت و رافت کے آٹھ دروازے

آپ جانتے ہیں کہ وہ اس وقت کس قدر اپنے انتقام لینے پر تلے ہوئے ہوں گے، اور مکہ والوں کو کچلنے اور فنا کرنے کا کیا کیا ارمان اپنے دل میں رکھتے ہوں گے۔ بے شک اگر آج مکہ کا فاتح محمد عربی ﷺ (فداہ ابی و امی) نہ ہوتا تو دس ہزار قدسی مکہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے۔ ایک ایک کافر کے 100,100 ٹکڑے کرتے۔ اور اگر ایسا کرتے تو یقیناً وہ فوجی نقطہ نگاہ سے حق بجانب بھی ہوتے۔ مگر نہیں نہیں، اس فاتح عرب ﷺ نے ایسا نہیں ہونے دیا بلکہ اس دانائی اور حکمت سے مکہ فتح کیا کہ آج دنیا کے بڑے بڑے فاتح اس پر رشک کر رہے ہیں۔

جب دشمن کی قوت ٹوٹ چکی اور وہ پورے طور پر مغلوب ہو گیا تو حضور ﷺ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ شہر میں داخل ہو کر اپنا پورا تسلط اور قبضہ جما لے۔ اور مندرجہ ذیل احکام کو ضرور ملحوظ رکھیں:

1. جو شخص ہتھیار پھینک دے، اس کو قتل نہ کیا جائے۔
2. جو شخص خانہ کعبہ کے اندر پہنچ جائے، اسے قتل نہ کیا جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

3 جو شخص اپنے گھر کے اندر بیٹھ جائے، اسے قتل نہ کیا جائے۔
4 جو شخص ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے گھر چلا جائے، اسے قتل نہ کیا جائے۔
5 جو شخص حکیم بن حزام کے گھر چلا جائے، اسے قتل نہ کیا جائے۔
6 جو لوگ بھاگ جائیں ان کا تعاقب نہ کیا جائے۔
7 بوڑھوں، بچوں، عورتوں اور زخمیوں کو قتل نہ کیا جائے۔
8 قیدیوں کو بھی قتل نہ کیا جائے۔[1]

ان ہدایات پر غور کیجیے اور بتلایئے کہ کیا یہ نصائح و ہدایات کسی ایسے فاتح کی طرف سے جاری ہو سکتی ہیں، جس کا دل جوش انتقام سے لبریز ہو؟ اور کیا آج تک کسی فاتح، کسی حملہ آور اور کسی ایسے شخص کی طرف سے فوج کو ہدایات جاری ہوئی ہیں، جو تیرہ سال تک مسلسل ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا ہو؟ یقیناً ایک مثال بھی تاریخ عالم میں ایسی پیش نہیں کی جا سکتی!!!

یہ آٹھ ہدایات نہیں بلکہ رحمت و رافت کے آٹھ وسیع اور شاندار دروازے تھے، جن میں ہر ایک خاطی اور گناہ گار، ہر ایک مجرم اور سیاہ کار داخل ہو سکتا تھا، چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ بڑے بڑے بدبخت اور نسلی دشمن بھی رہائی پا گئے۔

حضور ﷺ کا عفو عام

وحشی جس نے حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔[2]

ہندہ جس نے مرحوم کا گوشت چبایا تھا۔[3]

ہبار جس نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا (بنت رسول اللہ ﷺ) کو نیزہ مارا اور حمل گرا دیا تھا۔[4]

[1] البداية والنهاية :3/288-289. [2] صحيح البخاري، المغازي، باب قتل حمزة بن عبدالمطلب، حديث : 4072. [3] صحيح البخاري، المغازي، باب قتل حمزه بن عبدالمطلب حديث : 4072، والسيرة النبوية لابن هشام :2/498، و فتح الباري :7/352. [4] الرحيق المختوم، ص : 553.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سب معاف کر دیے گئے۔

وہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ جو ابو جہل اور ابو لہب کے دوش بدوش 20 سال سے اسلام اور داعی اسلام ﷺ کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دینے پر تلا ہوا تھا جب مع اپنے دیگر رفقاء و سردارانِ قریش کے پابہ جولاں حاضر ہو کر معافی چاہتا ہے تو حضور ﷺ پوچھتے ہیں:

''آج تم مجھ سے کیا امید رکھ سکتے ہو؟''

سب بہ یک زبان جواب دیتے ہیں کہ ہمارے جرم ہمارے سامنے ہیں، ہم نے جو جو سلوک آپ سے روا رکھے سب یاد ہیں، اب جو سزا آپ چاہیں ہمیں دے سکتے ہیں۔ مگر سنا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تھا:

﴿تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخَاطِئِيْنَ﴾

''اللہ کی قسم! بے شک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی ہے اور یقیناً ہم خطا کار اور قصوروار ہیں۔''

حضور ﷺ نے ہنس کر فرمایا: جاؤ میں بھی حضرت یوسف علیہ السلام ہی کی طرح کہتا ہوں:

«لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ»

''آج تم پر کوئی الزام اور مواخذہ نہیں۔ اللہ تم کو بخش دے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ مہربان ہے۔''[1]

بے شک یہ کہہ دینا تو آسان ہے کہ اپنے دشمن سے بھی محبت کرو، یا اس کے گناہ بخش دو۔ مگر اس پر عمل کر کے دکھانا بہت ہی مشکل ہے اور یہ اسی ذاتِ ستودہ صفات کا کام ہے جسے خداوند عالم نے رحمت عالمیان بنا کر بھیجا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ ملوک عالم اور فاتحین دنیا نے انسانی خون کی ارزانی اور مجبور و بے گناہ

[1] تفسیر درمنثور: 34/3، و اتحاف السعادة للمتقین: 41/8۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انسانوں کی تباہی کو جائز رکھا ہے۔ مگر حضور ﷺ کے اس شاندار رویہ اور بہترین سلوک کو دیکھو کہ ایک جواز سے بھی ثابت صورت میں فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے۔ بلکہ دنیا کے سامنے عفو و کرم اور درگزر و رحم کی وہ مثال پیش کرتے ہیں جو دنیا کا کوئی فاتح نہیں پیش کر سکتا۔

دوسرے فاتحین کا رویہ

سکندر اعظم نے ایران کو جس طرح تہ و بالا کیا، چین کو جس طرح کچلا، ترکستان پر جو کچھ ہوا، تاریخی صفحات میں اب تک موجود ہے۔

نپولین بونا پارٹ دنیا کا سب سے بڑا فاتح سمجھا جاتا ہے۔ مگر فتح ٹولون، فتح پرتگال، فتح اسپین پر اس نے جو غضب ڈھایا وہ خون خوار درندوں سے کم نہیں ہے۔

دیگر فاتحین نے بڑے بڑے ملک اور شہر فتح کیے مگر کس طرح؟ جس شہر یا گاؤں میں گئے، اسے خوب لوٹا یا آگ لگا دی۔ بچے بوڑھے سب تہ تیغ کر دیے۔ عورتوں کی عصمت دری کی۔ اور بھیڑیوں کی طرح رعیت پر ٹوٹ پڑے۔

ڈین پول کی رائے

مگر حضور ﷺ کے فتح مکہ پر اسلام کے شدید ترین دشمنوں نے جو رائے لکھی ہے، ان میں سے صرف ایک ڈین پول کی رائے ملاحظہ فرما لیجیے۔ وہ آپ ﷺ کی فتح کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> ''جب آپ ﷺ مکہ پر حملہ آور ہوئے اور مکہ والوں نے اطاعت قبول کر لی۔ پیغمبر ﷺ کے لیے یہ وقت خون خواری دکھانے کا تھا۔ آپ ﷺ کے مخالف دشمن آپ ﷺ کے قبضہ میں تھے اور پوری طرح ان سے انتقام لیا جا سکتا تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے قریش کے تمام قصور معاف کر دیے۔ اور فوج اس قدر سکون کے ساتھ شہر میں داخل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوئی کہ گویا نئی بات ہی نہ تھی۔ اور نہ ہی کوئی گھر لوٹا گیا۔"

"ڈین پول" جیسا عیسائی مورخ کس حیرت سے لکھتا ہے کہ نہ کوئی گھر لوٹا گیا۔ کیونکہ فتح کے موقع پر لوٹ مار اور کشت وخون ایک معمولی بات ہے جو عام طور پر فوجیوں کے ہاتھوں ہو ہی جاتی ہے۔

اسی طرح سرولیم میور جیسے مخالف کو بھی فتح مکہ پر حضور ﷺ کی داد دینی پڑی ہے۔

فاتح عرب ﷺ کی عادتِ مبارکہ

نبی ﷺ کی عام طور پر عادتِ مبارکہ تھی کہ جس علاقے کی طرف رخ کرتے اور جہاں داخل ہوتے، پہلے یہ دعا فرمایا کرتے:

"اے اللہ! ہم تجھ سے اس بستی کی اور اس بستی میں رہنے والوں کی اور اس کی تمام چیزوں کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اور ان سب چیزوں کی برائیوں سے پناہ مانگتے ہیں۔"[1]

فاتح عرب ﷺ کی اپنی قوم کو ہدایت

پھر آپ ﷺ اپنے قول کو عملی جامہ پہنا کر بھی دکھا دیتے۔ اور اپنی فوج کو حکم دیتے ہیں:

- قیام وہاں کرنا جہاں بستی والوں کو تمھاری وجہ سے تکلیف نہ ہو۔
- جو مقابلہ پر آئے اس سے لڑنا۔
- بوڑھوں، بچوں اور عورتوں پر ہرگز تلوار نہ اٹھانا۔
- گوشہ نشینوں، عبادت خانوں میں بیٹھنے والوں کو بھی نہ چھیڑنا۔
- جو اطاعت قبول کرے انھیں امان دینا۔
- باغوں اور کھیتوں کو خراب نہ کرنا۔[2]

---

[1] صحیح ابن خزیمۃ، حدیث: 2565، و صحیح ابن حبان، حدیث: 2377. [2] موطا امام مالك: 2/447-448 موقوفًا عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۞ جب وہ (مسلمان ہوجائیں اور) زکوۃ اور صدقہ دے دیں تو ان کے باقی مال سے تعرض نہ کرنا۔

۞ اوران کی زکوۃ وصدقات کو انھی کے امراء سے لے کر غرباء میں تقسیم کر دینا۔ [1]

کیا دنیا میں کوئی اس قسم کا فاتح گزرا ہے جس نے اپنی فوج کو اس طرح کی ہدایات دی ہوں؟ اور دنیا میں امن وامان قائم کرنے کی خاطر ملک فتح کیا ہو؟

یقیناً نہیں، اس سلسلے میں نہ آپ ﷺ جیسا کوئی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور ﷺ کا قیدیوں سے سلوک

ایک دوسری چیز جو کسی فاتح میں خصوصیت سے دیکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اس کا سلوک فوجی قیدیوں کے ساتھ کیسا رہا۔ یعنی مخالفین کے جو لوگ اثنائے جنگ میں قید ہو گئے، یا بعد فتح بحیثیت قیدی اسیر ہوئے ان کے ساتھ وہ فاتح کس طرح پیش آتا رہا۔

حضور ﷺ کے سوا جس قدر فاتحین اس وقت ہمارے سامنے ہیں ان میں سے ایک بھی ہمیں نظر نہیں آتا جو قیدیوں سے بحسن سلوک پیش آیا ہو۔ اور اس نے ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا ہو۔ اور بلاچون وچرا انھیں معاف کر دیا ہو۔ بلکہ تاریخ بتاتی ہے کہ جو سب سے بڑے فاتح تھے وہ دشمن کے ساتھ سب سے زیادہ سختی کرتے رہے اور قیدیوں پر مظالم ڈھاتے رہے اور انھیں موت کے گھاٹ اتارتے رہے اور علاقوں کے علاقے فنا کرتے رہے۔

قیدیوں کے بارے میں دنیا کا دستور

خود عرب کا یہ دستور تھا کہ اسیران جنگ کو بے دریغ قتل کر دیا جاتا تھا۔ اور دوران جنگ وہ وہ حرکتیں کی جاتیں کہ انسانیت کو شرم آتی تھی۔

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة، حديث : 1395، و صحيح مسلم، الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين، حديث : 19.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ اسیران جنگ کے دو ہی مصرف سمجھتے تھے۔ یا تو انھیں قتل کر دیتے یا غلام بنا لیتے تھے۔ مگر نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں صورتوں کو ناپسند فرمایا۔ اور ان سب قیدیوں کو یا تو مفت ہی چھوڑ دیا یا معمولی فدیہ لے کر آزاد کر دیا۔[1] اور یاد رکھنا چاہیے کہ حضور ﷺ کے عہد ہمایوں سے قبل کبھی بھی قیدیوں سے یہ سلوک نہ ہوا تھا۔ بلکہ عرب چھوڑ کر ساری دنیا میں بھی یہ نہ ہوتا تھا۔ اور ہر ملک میں اسیران جنگ کے ساتھ دو ہی سلوک کیے جاتے تھے، قتل یا غلامی۔

مگر حضور ﷺ نے آئین عرب میں اس نئے قانون کا اضافہ فرمایا کہ جنگی قیدیوں کو مفت یا فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے یا تبادلہ کر لیا جائے۔

آج بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا بلکہ اس قدر زیادتی اور بڑھ گئی ہے کہ تاوانِ جنگ ہزیمت خوردہ فریق پر اس قدر ڈال دیا جاتا ہے اور طرح طرح کی پابندیاں ایسی عائد کر دی جاتی ہیں کہ پھر اس کا ترقی کرنا اور ابھرنا محال ہو جاتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ جنگ یورپ کا خاتمہ جن اندوہناک نتائج پر ہوا، وہ عالم انسانیت کے لیے ہمیشہ وجہ ماتم بنا رہے گا۔ جرمنی پر اس قدر تاوان عائد کیا گیا۔ اور ایسی شرائط اس پر لگا دی گئیں کہ شاید اب سو برس تک بمشکل پنپ سکے گا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ کھربوں پونڈ تاوان بھی اس کے ذمہ ڈال دیا گیا۔ اور فوج پر پابندیاں لگا دی گئیں کہ محدود تعداد سے زیادہ نہیں رکھ سکتا۔ (یہ پہلی جنگ عظیم 1914ء کا تذکرہ ہے)۔

اس کے مقابلہ پر حضور ﷺ کا سلوک مخاصم و حریف فریق کے ساتھ دیکھو کسی جنگ میں بھی اس قسم کی پابندیاں عائد نہیں کی گئیں، اور نہ ہی کسی سے تاوان جنگ کبھی وصول کیا۔

حضور ﷺ کی اسیرانِ جنگ سے مروت

اسیران جنگ کے ساتھ جو سلوک حضور ﷺ نے فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تقریباً تمام

[1] تفسیر ابن کثیر تحت سورۃ محمد 47، آیت: 4.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قیدیوں کو رہا فرما دیا۔ بعض سے برائے نام فدیہ لیا۔ اور بہتوں کا فدیہ اپنے پاس سے ادا فرما کر ان کو رہا کر دیا۔ اجمالی ذکر ملاحظہ ہو:

دشمن قیدی کا بیان

❶ سب سے پہلے غزوہ بدر میں 72 قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ حضور ﷺ نے دو دو چار چار کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیے۔ اور ارشاد فرمایا کہ انھیں آرام کے ساتھ رکھنا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کے ساتھ یہ برتاو کیا کہ ان کو کھانا کھلاتے تھے اور خود کھجوریں کھا کر گزر بسر کرتے تھے۔ ان میں ایک قیدی کا بیان ہے:

''مجھ کو جن انصار نے اپنے گھر میں رکھا۔ جب کھانا لاتے تو روٹی میرے سامنے رکھ دیتے اور خود کھجوریں کھاتے۔ مجھ کو شرم آتی۔ اور میں روٹی ان کے ہاتھ میں دے دیتا۔ لیکن وہ بہ اصرار مجھے یہ کہہ کر واپس کر دیتے کہ ہمیں حضور ﷺ کا حکم یہ ہے کہ ہم تمھیں مہمانوں کی طرح عزت و احترام سے رکھیں۔''[1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک رائے

❷ انھیں قیدیوں میں سے ایک شاعر تھا، جو عام مجمع میں حضور ﷺ کے خلاف تقریریں کیا کرتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

''یا رسول اللہ ﷺ! اس کے دو نچلے دانت اکھڑوا دیجیے تاکہ پھر اچھی طرح بول نہ سکے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں، نہیں!! ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ اگر آج ہم اس کے عضو بگاڑیں

[1] سیرت ابن ھشام: 2/299، و تاریخ الطبری: 2/460-461.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گے تو کل اللہ تعالیٰ ہمارے عضو بگاڑ دے گا۔"[1]

یعنی سرورِ کونین ﷺ نے دشمنوں پر زیادتی پسند نہ کی۔

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا مشورہ

3 پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (مجلس شوریٰ) سے مشورہ لیا کہ "تمھاری ان قیدیوں کے متعلق کیا رائے ہے؟"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "فدیہ لے کر سب کو رہا کر دینا چاہیے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ لوگ کفر و شرک کے امام ہیں۔ خدا نے ہم کو ان پر غلبہ دیا ہے۔ اس لیے مسلمان کے خون کا اور ان پر انھوں نے جو جو ظلم کیے تھے، ان کا قصاص و انتقام لینا چاہیے۔ اور ان کی گردنیں اڑا دینی چاہئیں، حضور ﷺ نے، جو آئینہ رحمت تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو پسند فرمایا۔ اور سب سے فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔[2]

آپ ﷺ کا بے پایاں لطف و کرم

یاد رہے کہ حضور ﷺ کے سامنے بحیثیت فاتح ہونے کے کل 6564 قیدی پیش ہوئے۔ جن میں سے صرف دو کو آپ ﷺ نے محض ان کے سابقہ جرائم کی پاداش میں قتل کیا اور باقی سب کو ازراہ لطف و کرم رہا کر دیا۔ اور لطف یہ کہ ان قیدیوں پر کسی قسم کی پابندی بھی عائد نہیں کی۔ مثلاً یہ کہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف سازش نہ کرنا یا ان کے دشمنوں کو مدد نہ دینا یا ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کرنا وغیرہ اس قسم کی کوئی بھی شرط عائد نہیں کی۔

غزوہ بنی مصطلق کے قیدی

4 اسیران جنگ بدر کے بعد غزوہ بنو مصطلق میں ایک سو نوے (190) قیدی مسلمانوں

[1] سیرت ابن ھشام :2/304. [2] مسند أحمد :3/243.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے ہاتھ آئے۔ مگر ان سب کو حضور ﷺ نے بلا کسی فدیہ اور معاوضہ کے رہا کر دیا۔ ان قیدیوں کا بیان ہے کہ مسلمانوں نے ہمارے ساتھ بچوں کا سا سلوک کیا یعنی جس طرح بچوں کی راحت و آرام کا لحاظ رکھا جاتا ہے ویسا ہی ہمارے آرام کا خیال رکھا۔[1]

غزوہ حنین کے قیدی

5 سب سے زیادہ اور سب سے بڑی قیدیوں کی تعداد غزوہ حنین میں آئی تھی۔ یعنی چھ ہزار مرد وزن اسیر ہوئے تھے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد حضور ﷺ میدان جنگ کے قریب ہی قیام فرماتے۔ اور مال غنیمت کو تقسیم نہیں فرمایا تھا کہ قبیلہ ہوازن جس نے حملہ کیا تھا، اس کے چھ سردار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رحم کی درخواست پیش کی۔

یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے حیات مکی کے زمانہ میں جب حضور ﷺ دعوت اسلام کے لیے طائف تشریف لے گئے تھے تو حضور ﷺ پر پتھر برسائے تھے اور اس قدر سنگ باری کی تھی کہ جسم اطہر لہولہان ہو گیا تھا۔ اور پاؤں سے جب آپ نے جوتا اتارنا چاہا تو وہ خون سے جم گیا تھا۔ اور پاؤں سے نہ اترتا تھا۔ ان سنگ دلوں نے اس قدر پتھر مارے تھے کہ حضور ﷺ بے ہوش ہو گئے تھے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ اپنے کندھوں پر حضور ﷺ کو اٹھا کر لائے تھے۔ بہر حال یہ لوگ تھے جنھوں نے حضور ﷺ سے رحم کی اپیل کی تھی۔

حضور ﷺ کی شان رحمت و رأفت

اب حضور ﷺ کا جواب سنو اور انصاف سے کہو کہ سوائے اس شخص کے جس کو حق تعالیٰ نے رحمت عالم و عالمیان بنا کر بھیجا ہو اور جس کو رب العالمین نے رؤف رّحیم کے خطاب

[1] سیرۃ ابن ھشام :3/307-308.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بلند سے مخاطب فرمایا ہو، کوئی اور بھی ایسا جواب دے سکتا ہے؟

جب ان لوگوں نے رحم کی درخواست کی تو حضور ﷺ نے فرمایا:

''میں تمھارا انتظار کر ہی رہا تھا۔''

واقعہ یہ تھا کہ حصول فتح کے بعد دو ہفتہ تک حضور ﷺ نے اس انتظار میں مال غنیمت کو بھی تقسیم نہ فرمایا تھا۔ اور اسی جگہ قیام فرما تھے۔ (اللہ اللہ! کیا شان رحمت و رأفت تھی کہ ان دشمنوں پر لطف و کرم فرمانے کے لیے جو جان کے دشمن اور خون کے پیاسے تھے، آپ انتظار فرما رہے تھے)۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ میں اپنے حصہ کے اور اپنے خاندان کے حصہ کے قیدی بآسانی چھوڑ سکتا ہوں۔ اور اگر میرے ساتھ انصار و مہاجر ہی ہوتے تو سب کو چھوڑ دینا بھی مشکل نہ تھا۔ مگر تم دیکھتے ہو کہ اس لشکر میں میرے ساتھ وہ لوگ بھی ہیں جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے۔ اس لیے تم لوگ کل صبح نماز کے بعد آنا۔ اور مجمع عام میں اپنی درخواست پیش کرنا، اس وقت کوئی صورت نکل آئے گی۔''

چنانچہ دوسرے دن وہ سردار آئے۔ اور قیدیوں کی درخواست رحم پیش کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

''میں اپنے اور بنو عبدالمطلب کے حصے کے تمام قیدی بغیر کسی معاوضے کے آزاد کرتا ہوں۔''

حضور ﷺ کی زبانِ اقدس سے یہ سن کر بھلا وہ انصار و مہاجرین کس طرح انکار کر سکتے تھے، جو حضور ﷺ کی مرضی پر جانیں قربان کیا کرتے تھے۔ سب بول اٹھے:

''ہم بھی اپنے اپنے قیدیوں کو بغیر کسی معاوضہ اور شرط کے آزاد کرتے ہیں۔''

اب وہ لوگ رہ گئے جو آپ ﷺ کے ساتھ ہو گئے تھے۔ اور ان میں سے زیادہ تعداد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلموں کی تھی۔ ان کو حضور ﷺ کا طرز عمل بہت ہی عجیب و غریب معلوم ہوا کہ دشمن کے قیدیوں کو بلا شرط اور بغیر معاوضہ کے رہا کر دیا جائے۔ کیونکہ انھوں نے تو کبھی ساری عمر یہ طرز عمل دیکھا ہی نہ تھا۔ وہ تو یہ جانتے تھے کہ قیدی صرف اس لیے ہے کہ قتل کر دیا جائے یا غلام بنا کر رکھا جائے، یا فروخت کر ڈالا جائے۔ غرض یہ کہ ان لوگوں نے قیدیوں کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ اس انکار کے بعد حضور ﷺ نے ان کو بلایا اور گفتگو کے بعد ہر ایک قیدی کا معاوضہ چھ اونٹ قرار پایا۔ چنانچہ حضور ﷺ فاتح اعظم ﷺ نے اپنے پاس سے ان کی قیمت عطا فرما دی۔ اور اسی پر اکتفا نہیں فرمایا۔ بلکہ ان تمام قیدیوں کو اپنے پاس سے چھ ہزار جوڑے مصری لباس کے پہنا کر رخصت فرمایا۔ [1]

حاتم طائی کی بیٹی سے سلوک

6 اسی طرح ایک جنگ میں حاتم طائی کی لڑکی گرفتار ہو کر آئی تو آپ ﷺ نے اسے کمال عزت واحترام سے رکھا اور فرمایا کہ کوئی تمھارے شہر کا (باسی) آجائے تو تمھیں اس کے ساتھ رخصت کر دوں گا، چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو اور اس کے تمام خاندان کے قیدیوں کو رہا کر دیا۔ [2]

قیدیوں پر مزید احسان

7 حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب دوسرے قیدیوں کے ساتھ ایک قیدی کی حیثیت سے پیش ہوئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پہلی رات سب کی مشکیں باندھ دیں، تاکہ بھاگ نہ جائیں۔ چونکہ سب قیدی مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیے گئے تھے، اس لیے جب حضور ﷺ نماز کے لیے اٹھے تو کراہنے کی آواز سنی۔ پوچھنے سے معلوم ہوا کہ ان کی مشکیں ذرا زور

[1] صحیح البخاری مع الفتح: 201/5، و الرحیق المختوم، ص: 428. [2] بیہقی فی دلائل النبوۃ: 341/5-342، وسیرت ابن ہشام: 225/4-226.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے باندھ دی گئی ہیں۔ اور وہ شدت درد سے بلبلا رہے ہیں۔
آپ ﷺ نے اسی وقت حکم دیا کہ ''ان کی مشکیں کھول دو تاکہ ان کو تکلیف نہ ہو۔''[1]

جارج سیل کی رائے

حضور ﷺ نے قیدیوں کی تکلیف کو جس قدر محسوس کیا، اسے دیکھ کر جارج سیل جیسا کٹر عیسائی مورخ لکھتا ہے:

''دنیا میں اسلام کو وہ مقبولیت حاصل ہوئی جس کی مثال موجود نہیں۔ اسے نہ صرف عربوں نے قبول کیا، بلکہ جہاں کہیں اس کا غلغلہ بلند ہوا، وہیں گردنیں جھک گئیں۔ لیکن کیوں؟ اسلام کی تعلیم کے لیے جو شخص مقرر ہوا تھا، اس کے پہلو میں ایک ایسا دل تھا جو اپنے جیسے انسانوں کی مصیبت دیکھ کر تڑپ جاتا تھا۔'' سچ ہے کہ

اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَآءُ.

''فضیلت و شرف تو یہ ہے کہ جس کی دشمن بھی شہادت دیں۔''

چنانچہ غیر مسلم بھی آپ ﷺ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اور اس بات پر ذرا مبالغہ نہیں کہ آپ جیسا کامیاب اور ہمہ صفت موصوف فاتح آج تک ہوا ہے نہ قیامت تک ہوگا۔

---

[1] سیرت ابن ہشام: 2/299 وما بعدہ، و تاریخ الطبری: 2/460-461.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ساتواں باب

آنحضور ﷺ ایک حکمران کی حیثیت میں

جب ہم حضور ﷺ کو ایک حکمران کی حیثیت میں دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے عنانِ سلطنت کو ہاتھ میں لیتے ہی جو جو کام کیے وہ جملہ ملوک عالم میں سے اور کوئی حکمران بھی سرانجام نہیں دے سکا۔ آپ ﷺ نے عرب کی حکومت ہاتھ میں کیا لی، عرب کی کایا ہی پلٹ دی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ انقلاب برپا ہوا کہ دنیا حیران رہ گئی۔

پیغمبر انقلاب

آپ ﷺ نے تھوڑے ہی عرصہ میں عرب کو کچھ سے کچھ بنا دیا۔ اس کی تاریکی و جہالت کو نور و علم سے بدل دیا، باطل پرستی کو حق پرستی سے، نفس پروری اور خود غرضی کو ہمدردی سے، ظلم و تکبر کو عدل و انکساری سے، گستاخی و سرکشی کو ادب و اطاعت سے اور فاقہ کشی کو آسائش و خوشحالی سے تبدیل کر دیا۔ جہاں انسان انسان سے محفوظ نہ تھا، وہاں شیر بکری ایک گھاٹ میں پانی پینے لگے۔ جہاں خونِ انسانی کی کوئی قدر نہ تھی وہاں چرند پرند کی حفاظت فرض ہوگئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جہاں غلام کوڑی کوڑی کو بک کر نشانہ ظلم بنتا تھا وہاں غلاموں کو درجہ سرداری ملا۔ جہاں عورت باعث عار تھی، وہاں باعث رحمت اور محبوب ترین چیز ہوکر مقام ناز پر کھڑی کی گئی۔ جہاں مسافر لوٹے جاتے تھے، وہاں مسافر ومہمان کے لیے اپنے پیٹ کی روٹی وقف ہوگئی۔

حالت مظلومیت میں جو فرمایا تھا:

''صنعا سے حضرموت تک ایک شخص اکیلا سفر کرے گا اور اسے سوائے رب کے کسی کا ڈر نہ ہوگا۔''[1] اور قادسیہ سے اکیلی عورت سونا اچھالتی ہوئی کعبہ کو آئے گی اور اس کا کوئی بال بیکا نہ کر سکے گا۔

یہ قول اس وقت کے حالات کے ماتحت ناممکن تھا۔ مگر چند ہی سالوں میں جن کانوں نے یہ آواز سنی تھی ان کی آنکھوں نے یہ نظارے بھی دیکھ لیے۔

عرب کے پرامن حالات

یہی وجہ تھی کہ یہود اور عیسائیوں نے یہ حالات سن کر اور یہ انقلاب دیکھ کر رعایا بننے کی درخواستیں کیں۔ یہی وہ آپ ﷺ کی حکومت کے آئین تھے، جنھیں سن کر قیصر روم نے دربار عام میں اقرار کیا تھا کہ اگر یہ سچ ہے تو میری قدم گاہ تک اس کا قبضہ ہوجائے گا۔[2] اور ہوکر رہا۔

چنانچہ شاہ حبش نے بھی سر اطاعت جھکا لیا۔ شاہانِ ایران اور حبش و شام کے تحائف عقیدت بھرے الفاظ کے ساتھ شاہ عرب ﷺ کے قدموں میں آنے لگے۔

حضور ﷺ کی سربراہانِ مملکت سے خط وکتابت

الغرض جب نبی ﷺ نے کامل طور پر حکومت عرب کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی،

① مسند احمد: 4/257-258. ② صحیح البخاری، بدء الوحی، باب 1، حدیث: 8، و صحیح مسلم، الجهاد، باب کتاب النبی ﷺ إلی هرقل ملك الشام، حدیث: 1771.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو پھر مختلف ممالک کے بادشاہوں سے خط و کتابت شروع کردی۔ان کے پاس دعوت اسلام کے لیے اپنے سفیر بھیجے۔ اپنے نام مبارک کی ایک مہر بنوائی، تاکہ ان مکاتیب پر لگائی جائے جو بادشاہوں کے نام بھیجے جائیں۔[1] حالانکہ اس سے قبل حضور ﷺ نے کبھی مہر کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی تھی۔

1. شاہ حبش کے پاس آپ کا سفیر، نامہ مبارک لے کر گیا۔ یہ بادشاہ عیسائی تھا۔آپ کی چٹھی دیکھ کر اور حالت سن کر مسلمان ہوگیا۔[2]
2. شاہ بحرین کے پاس جب آپ ﷺ کا سفیر پہنچا تو وہ بھی مسلمان ہوگیا۔اوراس کی رعایا کا اکثر حصہ دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔[3]
3. شاہ عمان کے پاس جب آپ ﷺ کا سفیر پہنچا تو اس کے بھائی نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (سفیر اسلام) سے ملاقات کی اور بہت سی باتیں دریافت کیں۔ پھر کہا:''مذہب تو اچھا ہے مگر ہمارا ملک ہاتھ سے جاتا ہے۔''

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا:

اگر تمھارا بھائی دین قبول کرلے گا، تو نبی ﷺ اسی کو اس ملک کا بادشاہ رہنے دیں گے، کیونکہ حضور ﷺ کسی سے اس کا ملک نہیں چھینا کرتے۔

دوسرے دن سفیر کو بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔اس نے کہا:

''دیکھو! میں نے اس معاملہ پر خوب غور کیا ہے۔ اگر میں ایسے شخص کی اطاعت قبول کرلوں جس کی فوج ہمارے ملک تک نہیں پہنچی۔تو میں سارے عرب میں کمزور

---

[1] صحیح البخاری، العلم، باب ما یذکر فی المناولۃ، حدیث: 65، و صحیح مسلم، اللباس، باب فی اتخاذ النبی ﷺ خاتما، حدیث: 2092. [2] دیکھیے زاد المعاد: 3/688-697، و تاریخ الطبری: 2/244-657. [3] زاد المعاد: 3/692، و تاریخ الطبری: 2/145.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سمجھا جاؤں گا۔ حالانکہ اگر اس کی فوج ہمارے ملک میں آئے تو میں ایسی سخت لڑائی لڑوں گا تمھیں کبھی اس کا سابقہ نہ ہوا ہو۔"

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا:

"بہتر ہے! میں کل واپس چلا جاؤں گا۔"

بادشاہ نے کہا: "نہیں کل تک ٹھہرو۔ ہم مزید غور کریں گے۔"

دوسرے روز بادشاہ نے انھیں اپنا آدمی بھیج کر بلایا اور مسلمان ہوگیا۔ اور رعایا کا اکثر حصہ بھی اسلام لے آیا۔[1]

4 منذر بن حارث شاہ دمشق کے پاس جب آپ ﷺ کا سفیر پہنچا۔ تو وہ پہلے خط مبارک کو دیکھ کر بہت بگڑا۔ کہا: "میں خود مدینہ پر حملہ کروں گا۔"[2]

بالآخر سفیر کو باعزت رخصت کیا، البتہ مسلمان نہ ہوا۔

شاہ یمامہ و اسکندریہ

5 حاکم یمامہ عیسائی المذہب تھا۔ سفیر، نامہ مبارک لے کر گئے۔ تو اس نے کہا: "اگر اسلام لانے پر میری آدھی حکومت تسلیم کر لی جائے تو مسلمان ہو جاؤں گا۔"

چنانچہ اس جواب سے تھوڑے دنوں بعد وہ مر گیا۔[3]

6 مقوقس شاہ اسکندریہ و مصر، عیسائی المذہب تھا۔ جب سفیر اس کے پاس خط لے کر گئے تو وہ نہایت عزت و احترام سے پیش آیا۔ آپ کے نامہ مبارک کو ہاتھی دانت کے ڈبے میں رکھوا کر اوپر مہر لگا دی اور خزانہ میں رکھوا دیا۔ پھر حضور ﷺ کے لیے بہت سے تحائف بھیجے۔ دُلدل مشہور خچر اسی نے تحفہ میں بھیجا تھا۔[4]

[1] زاد المعاد: 693/3، و تاریخ الطبری: 145/2۔ [2] دیکھیے زاد المعاد: 688/3-697، و تاریخ الطبری: 244/2-657۔ [3] زاد المعاد: 696/3، و تاریخ الطبری: 128/2۔ [4] زاد المعاد: 691/3، و تاریخ الطبری: 134/2۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خسرو پرویز

7 خسرو پرویز کسریٰ ایران نصف مشرقی دنیا کا بادشاہ تھا۔ زرتشتی مذہب رکھتا تھا۔ جب آپ ﷺ کا نامہ مبارک دیکھا تو غصہ سے آگ بگولہ ہو گیا۔ خط کو چاک کر دیا۔ اور کہا کہ میری رعایا کا ادنیٰ شخص مجھے خط لکھتا ہے۔ اور اپنا نام میرے نام سے پہلے تحریر کرتا ہے۔

اس کے بعد یمن کے وائسرائے کو (جو اس کا نائب السلطنت تھا اور عرب اس کے زیر اقتدار یا زیر اثر سمجھا جاتا تھا) حکم بھیجا کہ اس شخص (نبی کریم ﷺ) کو گرفتار کر کے میرے پاس روانہ کر دو۔

جب اس کے افسر مع فوجی دستہ کے طائف پہنچے تو اہل طائف نے بڑی خوشیاں منائیں کہ اب محمد (ﷺ) ضرور تباہ ہو جائے گا۔ (نعوذ باللہ) اور اسے اپنی بادشاہی کا مزہ بھی آ جائے گا۔ کیونکہ شہنشاہ کسریٰ نے اسے گستاخی کی سزا دینے کا حکم بھیجا ہے۔

جب یہ افسر مدینے میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

"آج تمھارے بادشاہ کو خدا نے ہلاک کر ڈالا ہے۔ جاؤ تحقیق کرو۔"

افسر یہ خبر سن کر یمن لوٹ گئے۔ وہاں وائسرائے کے پاس سرکاری اطلاع آ چکی تھی کہ خسرو کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا ہے۔ اور تخت کا مالک اب شیرویہ ہے جو باپ کا قاتل ہے۔

جو سفیر نبی ﷺ نے بھیجا تھا۔ اس نے واپس آ کر عرض کیا کہ شاہ ایران نے نامہ مبارک چاک کر ڈالا۔

اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا:

«مَزَّقَ مُلْكَه»

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی اس نے اپنی قوم کے فرمان سلطنت کو چاک کردیا ہے۔

کسریٰ کے مرنے کے بعد وائسرائے یمن نے خود بخود تحقیقات کیں اور دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔ اس کے درباری اور ملک کا اکثر حصہ بھی مسلمان ہوگیا۔ ①

شاہ قسطنطنیہ

❽ ہرقل، شاہ قسطنطنیہ یا روم کی مشرقی شاخ سلطنت کا نامور بادشاہ عیسائی المذہب تھا۔ جب اس کے پاس سفیر اسلام دحیہ کلبی، بیت المقدس پہنچا۔ تو اس نے سفیر کے اعزاز میں بڑا شاندار دربار لگایا۔ اور خط ملاحظہ کرنے کے بعد دیر تک نبی ﷺ کے متعلق باتیں دریافت کرتا رہا۔ اس کے بعد ہرقل نے مزید تحقیقات کرنا بھی ضروری سمجھا۔ حکم دیا کہ اگر ملک میں کوئی شخص مکہ کا آیا ہوا موجود ہو تو پیش کیا جائے۔

اتفاق سے ان دنوں ابوسفیان مع دیگر تاجرانِ مکہ شام آیا ہوا تھا۔ اسے بیت المقدس پہنچایا گیا۔ اور دربار میں پیش کیا گیا۔ قیصر نے ہمراہی تاجروں سے کہا کہ میں ابوسفیان سے سوال کروں گا۔ اگر یہ کوئی جواب غلط دے تو مجھے بتا دینا۔

قیصر اور ابوسفیان

ابوسفیان ان دنوں نبی ﷺ کا جانی دشمن تھا۔ اس کا اپنا بیان ہے کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میرے ساتھ والے میرا جھوٹ ظاہر کردیں گے تو میں بہت باتیں بناتا مگر اس وقت مجھے قیصر کے سامنے سچ سچ ہی کہنا پڑا۔ قیصر اور ابوسفیان کے درمیان جو سوال جواب ہوئے وہ یہ ہیں:

قیصر: محمد کا خاندان اور نسب کیسا ہے؟

① تاریخ الطبری :2/654-656، و البدایة والنهایة :4/268-269.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان: شریف و عظیم۔

یہ جواب سن کر ہرقل نے کہا: ''سچ ہے نبی شریف گھرانے کے ہوتے ہیں۔ تا کہ اس کی اطاعت میں کسی کو عار نہ ہو۔''

قیصر: محمد سے پہلے بھی کسی نے عرب میں یا قریش میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟

ابوسفیان: ''نہیں۔''

یہ جواب سن کر ہرقل نے کہا: ''اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھ لیتا کہ وہ اپنے سے پہلے کی تقلید اور نقل کرتا ہے۔''

قیصر: نبی ہونے کا دعویٰ کرنے سے پہلے کیا یہ شخص جھوٹ بولا کرتا تھا؟ یا اس پر جھوٹ بولنے کی کبھی تہمت لگائی گئی تھی؟

ابوسفیان: ''نہیں!''

ہرقل نے اس جواب پر کہا: یہ نہیں ہوسکتا کہ جس شخص نے لوگوں پر جھوٹ نہ بولا ہو وہ اللہ پر جھوٹ باندھے۔

قیصر: ''اس کے باپ دادا میں سے کوئی شخص بادشاہ بھی ہوا ہے؟''

ابوسفیان: ''نہیں!''

ہرقل نے اس جواب پر کہا: اگر ایسا ہوتا، تو میں سمجھ لیتا کہ نبوت کے بہانے باپ دادا کی سلطنت حاصل کرنا چاہتا ہے۔

قیصر: محمد کے ماننے والے غریب مسکین لوگ زیادہ ہیں یا سردار اور قومی لوگ؟

ابوسفیان: مسکین اور حقیر لوگ۔

ہرقل نے اس جواب پر کہا: ہر نبی کے پہلے ماننے والے مسکین اور غریب لوگ ہی ہوتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قیصر: کیا ان لوگوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے؟

ابوسفیان: بڑھ رہی ہے!

ہرقل نے کہا: ایمان کا یہی خاصہ ہے کہ آہستہ آہستہ بڑھتا ہے اور حد کمال تک پہنچ جاتا ہے۔

قیصر: کوئی شخص اس کے دین سے بیزار ہوکر پھر بھی جاتا ہے؟

ابوسفیان: ''نہیں''

ہرقل نے کہا: لذت ایمان کی یہ تاثیر ہے کہ جب دل میں بیٹھ جاتی ہے اور روح پر اپنا اثر قائم کرلیتی ہے تب جدا نہیں ہوتی۔

قیصر: یہ شخص کبھی عہد و پیمان کو بھی توڑتا ہے؟

ابوسفیان: نہیں! لیکن امسال ہمارا معاہدہ اس سے ہوا ہے۔ دیکھیے کیا انجام ہو!

ابوسفیان کہتا ہے کہ میں اس جواب میں اتنا فقرہ ایزاد (زیادہ) کرسکا تھا۔ مگر قیصر نے اس پر کوئی توجہ نہ دی اور یوں کہا؟ بے شک نبی عہد شکن نہیں ہوتے۔ عہد شکنی دنیا دار کیا کرتا ہے۔ نبی دنیا کے طالب نہیں ہوتے۔ انھیں ایسی باتوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔

قیصر: کبھی اس شخص کے ساتھ آپ کی لڑائی ہوئی؟

ابوسفیان: ہاں!

قیصر: جنگ کا نتیجہ کیا ہوا؟

ابوسفیان: کبھی وہ غالب رہا (بدر میں) اور کبھی ہم (احد میں)۔

ہرقل نے کہا: اللہ کے نبیوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ لیکن آخر کار اللہ کی مدد اور فتح ان کو ہی نصیب ہوتی ہے۔

قیصر: اس کی تعلیم کا خلاصہ کیا ہے؟

ابوسفیان: ایک اللہ کی عبادت کرو۔ باپ دادا کے طریق (بت پرستی) کو چھوڑ دو، نماز،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

روزہ، سچائی، پاک دامنی اور صلہ رحمی کی پابندی کرو۔

ہرقل نے کہا: نبی موعود کی یہ علامتیں ہم کو بتلائی گئی ہیں۔ میں سمجھتا تھا کہ نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ لیکن یہ نہ سمجھتا تھا کہ وہ عرب میں ہوگا۔ ابوسفیان! اگر تم نے سچ سچ جواب دیے ہیں۔ تو وہ ایک روز اس جگہ پر جہاں میں بیٹھا ہوں (شام و بیت المقدس) پر ضرور قابض ہوجائے گا۔ کاش! میں اس کی خدمت میں پہنچ سکتا۔ اور اس کے پاؤں دھویا کرتا۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ کا نامہ مبارک پڑھا گیا۔ اراکین دربار سن کر بہت چیخے اور چلائے۔[1] جس پر ہم کو دربار سے باہر نکال دیا گیا۔ میرے دل میں اسی روز سے اپنی ذلت کا نقشہ اور آنحضرت ﷺ کی آئندہ عظمت کا یقین ہوگیا۔

9 ثمامہ جو نجد کا حکمران تھا دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔[2]

10 جبلہ جو عرب کی مشہور و قدیم سلطنت غسان کا حکمران تھا وہ بھی مسلمان ہوگیا۔[3]

11 مروہ بن عمرو خزاعی جو علاقہ شام پر قیصر کی طرف سے گورنر تھا، وہ بھی حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔

12 اکیدر دومتہ الجندل کا حکمران مطیع و منقاد ہوکر مسلمان ہوگیا۔[4]

یہ وہ حکمران اور بادشاہ ہیں جنھیں حضور ﷺ نے بحیثیت بادشاہ ہونے کے مخاطب فرمایا اور دعوت اسلام دی۔ اور جو مسلمان ہو گئے ان کا ملک انھیں تفویض کیا۔ اور جنھوں نے انکار کیا انھیں پھر شاہانہ طور پر چیلنج دیا کہ مطیع ہوکر رہو یا تلوار سے فیصلہ کرلو۔

---

[1] صحیح البخاری، بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، حدیث : 7، و صحیح مسلم الجهاد، باب کتاب النبی ﷺ الی هرقل ملك الشام، حدیث : 1771. [2] صحیح البخاری، المغازی، باب وفد بنی حنیفة، حدیث :4372، و صحیح مسلم، الجهاد، باب ربط الاسیر و حبسه، حدیث :1764. [3] سیرة ابن هشام :4/255. [4] سیرة ابن هشام :4/169-170، و البدایة والنهایة :6/354-355.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ کے حکومتوں سے معاہدے

ایک حکمران کے لیے یہ بھی ضروری اور نہایت ضروری ہے کہ وہ دوسری سلطنتوں، حکومتوں یا قوموں کے ساتھ ایسے معاہدے کرے، جو اس کے استحکام کے لیے ضروری اور مفید ثابت ہوں۔ ان معاہدوں کے لیے نہایت مدبر، دور اندیش اور عالی دماغ اشخاص کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ فی زمانہ سب حکومتوں نے اس کام کے لیے الگ الگ محکمے بنا رکھے ہیں۔ مگر حضور ﷺ ہیں کہ سب کام خود ہی کیے جاتے ہیں۔ اور لطف یہ کہ کام پھر ایسے ہوتے ہیں، جو سب پر سبقت رکھتے ہیں۔ اور سبھی ان کا لوہا تسلیم کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے مدینہ پہنچ کر اپنی سیاسی زندگی میں سب سے پہلے یہ مناسب خیال فرمایا کہ جملہ اقوام سے ایک معاہدہ بین الاقوامی اصول پر کیا جائے تاکہ نسل اور مذہب کا اختلاف قومیت کی وحدت سے مبدل ہو جائے اور سب کو تمدن و تہذیب میں ایک دوسرے سے اعانت ملتی رہے۔

معاہدہ یہود

سب سے پہلے یہود کے ساتھ معاہدہ ہوا اور وہ حسب ذیل ہے:

”یہ تحریر محمد ﷺ کی طرف سے مسلمانوں کے درمیان جو قریش یا یثرب کے باشندے ہیں۔ اور ان لوگوں کے ساتھ جو کاروبار میں ان کے شریک ہیں۔ یہ سب لوگ ایک ہی سمجھے جائیں گے۔ بنی عوف کے یہودی اور مسلمان ایک قوم ہیں۔ جو ان معاہدہ کرنے والی قوموں کے ساتھ جنگ کرے گا مسلمان ان کی مدد کریں گے۔ مسلمانوں کے تعلقات اپنی معاہد قوموں کے ساتھ خیر خواہی، خیر اندیشی اور فائدہ رسانی کے ہوں گے، ضرر اور گناہوں کے نہ ہوں گے۔ جنگ کے دنوں میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہودی مسلمانوں کے ساتھ مصارف میں شامل رہیں گے۔ یہودیوں کی دوست دار قوموں کے حقوق یہودیوں کے برابر سمجھے جائیں گے۔کوئی اپنے معاہد کے ساتھ مخالفانہ کارروائی نہ کرے گا۔مظلوم کی امداد اور نصرت کی جائیگی۔ مدینہ کے اندر کشت وخون کرنا اس معاہدہ کی رو سے سب پر حرام ہوگا۔ہمسائے بھی معاہد قوموں جیسے سمجھے جائیں گے۔ اوراس معاہدہ کی قوموں کے اندر اگر کوئی ایسی نئی بات یا جھگڑا پیدا ہوجائے جس میں فساد کا خوف ہوتو اس کا فیصلہ اللہ اوراس کے رسول محمد ﷺ کے مطابق سلجھایا جائے گا۔''[1]

اس معاہدہ پر مدینے کی تمام آباد قوموں کے دستخط ہوں گے۔ اور حضور ﷺ نے گرد و نواح کے بہت سے قبائل کو بھی اس معاہدہ میں شامل کرلیا، اورانھوں نے بھی دستخط کر دیے۔ جس سے حضور ﷺ کو دو فائدے مقصود تھے، جو یہ ہیں:

معاہدہ یہود کے فوائد

1. جو خانہ جنگی قبائل کے درمیان ہمیشہ جاری رہتی ہے اور خلق خدا کے خون سے اللہ کی زمین ہمیشہ رنگین رہتی ہے اس کا انسداد ہو جائے گا۔
2. قریش مکہ ان لوگوں کو جن سے معاہدہ ہوجائے گا مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ نہ کر سکیں گے۔

یہ اوراس قسم کے کئی معاہدے ہیں، جو حضور ﷺ نے ایک حکمران ہونے کی حیثیت سے ہمسایہ قوم یا سلطنتوں سے کیے اور وہ سب بجائے تلوار چلانے کے صلح پھیلانے اور امن قائم کرنے کے لیے تھے۔

---

[1] سیرت ابن ہشام: 2/147-148.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا؟

کہاں ہیں وہ مستشرقین اور عیسائی جو کہتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا، وہ آئیں اور حضور ﷺ کے ان معاہدات کو پڑھیں اور پھر متی باب 15 ورس 34 پر قول مسیح ''مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں'' کو بھی غور سے دیکھیں اور پھر انصاف سے کہیں کہ امن پھیلانے والا کون تھا؟

آپ ﷺ کی سادگی

شاہ عرب نہیں بلکہ شاہِ دوجہان ہونے کے باوجود بھی نبی ﷺ کی طبیعت میں اس قدر سادگی تھی کہ جب آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھے ہوتے تو کوئی پہچان نہ سکتا تھا کہ ان میں بادشاہ کون ہے اور دربان کون؟ آپ ﷺ نے دربار عام میں بیٹھنے کے لیے کوئی خاص نشست گاہ نہ بنا رکھی تھی کہ جس سے امتیاز ہوسکتا۔ نہ تخت تھا نہ کرسی تھی، نہ پلنگ تھا نہ قالین تھا۔ نہ کوئی الگ تھلگ ایوان یا ہاؤس تھا، جیسا کہ بڑے حکمرانوں اور بادشاہوں کے ہوتے ہیں۔ بلکہ عام طور پر حضور ﷺ فرش ہی پر تشریف رکھ لیا کرتے تھے۔ یا جہاں آپ ﷺ کے دوست بیٹھے ہوتے وہیں بیٹھ جاتے۔ اور اسی جگہ مقدمات سنتے، اسی جگہ فیصلے دیتے، وہیں درس ہوتا، وہیں اصلاح اخلاق پر لیکچر ہوتے، وہیں فوجیں مرتب ہوجاتیں۔ وہیں سے حکومتوں کے ساتھ نامہ و پیام جاری ہوتے۔ نہ الگ الگ کمرے تھے۔ نہ دفتر تھے، نہ محکمے تھے۔ صرف ایک ہی مسجد تھی، وہ بھی ٹوٹی پھوٹی اور کچی، جو ایوان صدر اور پارلیمنٹ ہاؤس کے سب کام دیتی تھی۔

مگر بایں ہمہ سادگی پسند، ہستی کے رعب داب کا یہ عالم تھا کہ مخالفین جب حضور ﷺ کے سامنے آتے تو کانپ جاتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کچھ جھجک سا گیا۔ حضور ﷺ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا:

''ڈرو نہیں! میں ایک غریب قریشی عورت کا بیٹا ہوں، جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔''[1]

سواری کے لیے بھی کوئی خاص اہتمام نہ تھا۔ ایک گدھا تھا جس کی لگام کھجور کے چھلکوں کی تھی، بس یہ تھی شہ دو جہاں ﷺ کی عام سواری۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن جو پالان آپ کے اونٹ پر تھا۔ اس کی قیمت زیادہ سے زیادہ ایک درہم ہوگی۔[2]

ذرا غور کرو یہ اس شاہ عرب کی شاہی سواری ہے جو فاتح عرب وعجم اور دنی و دنیا کا حکمران اور سردار ہے۔

آپ ﷺ عام طور پر اپنے ہاتھ میں جو عصا رکھا کرتے تھے وہ کھجور کا ہوتا تھا۔[3]

لباس بھی آپ ﷺ کا نہایت سادہ اور معمولی قیمت کا ہوتا تھا۔ صرف تین کپڑے تھے۔ عمامہ عام طور پر سیاہ رنگ کا باندھا کرتے تھے۔[4] جب کوئی کپڑا پھٹ جاتا تو اسے پیوند لگا لیتے۔ اور اس میں کسی قسم کی عار نہ سمجھتے تھے۔

الغرض آپ ﷺ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ کوئی غیر شخص آپ ﷺ کو دیکھ کر پہچان نہ سکتا تھا کہ عرب کے فاتح یہی ہیں یا کوئی اور ہے۔

پھر لطف یہ کہ اس سادگی کے باوجود تمام بادشاہ و امراء آپ کی عظمت اور بزرگی کے قائل تھے اور آپ ﷺ کے ماتحت رہنے کو باعث فخر سمجھتے تھے۔

---

(1) سنن ابن ماجه، الاطعمة، باب القديد، حديث: 3312. (2) شمائل جامع الترمذي، حديث: 317 وفي نسخة: 333. (3) صحيح البخاري، حديث: 125، و صحيح مسلم، حديث: 2794.
(4) صحيح مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير احرام، حديث: 1359-1385.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہمارا دعویٰ ہے کہ اتنا سادہ، اتنا بارعب، اتنا عظیم اور اس قدر ہمہ صفت موصوف حکمران آج تک کوئی آیا ہے نہ آئندہ آ سکتا ہے۔ آپ کی ذات اقدس اس لائق ہے کہ ہمارے حکمران اور ہمارے ارباب سیاست آپ ﷺ سے طریقہ حکمرانی و جہانبانی اور صاف وکھری سیاست سیکھیں۔ یہ باتیں بارگاہ نبوی کے علاوہ اور کہیں نہیں مل سکتیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آنحضور ﷺ ایک زاہد کی حیثیت میں

اس میں کوئی کلام نہیں کہ اہل اسلام کی ابتدائی زندگی نہایت عسرت و تنگ دستی میں گزری۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ عسرت جلد ہی غنا اور فراخی میں تبدیل ہوگئی۔ اور حضور ﷺ کی زندگی ہی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت کچھ سے کچھ ہوگئی۔ اور وہ جو بھوکے اور مفلس تھے لکھ پتی بلکہ کروڑ پتی بن گئے۔ جو بالکل بے یارومددگار تھے، صاحب جائیداد ہوگئے۔ جو ایک فٹ زمین نہیں رکھتے تھے وہ بڑے باغات وقطعات کے مالک بن گئے اور جن کے سامنے بھوک ناچتی تھی وہ ممتاز تاجر اور بزنس مین ہوگئے۔ چنانچہ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، اور زبیر رضی اللہ عنہ اور دیگر بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں صحابہ کرام دولت مند اور بڑی جائیداد کے مالک بن گئے تھے۔[1]

[1] اس تفصیل کے لیے دیکھیے ہماری کتاب دولت مند صحابہ رضی اللہ عنہم مسلم پبلی کیشنز۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ بھی اگر چاہتے تو لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کے مالک ہو سکتے تھے اور عیش و عشرت سے زندگی بسر کر سکتے تھے۔ مگر آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا ہے۔ اور قدرت و طاقت کے باوجود اگر نمونہ پیش کیا ہے تو وہ جو آج تک کوئی پیش نہ کر سکا۔

آپ ﷺ کا زہد و ورع

آپ ﷺ کے زہد و ورع اور قناعت وتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ گھر میں فراخی ہو یا تنگدستی، کیفیت یکساں ہی رہتی تھی اور آپ کے زہد میں کسی حالت میں بھی فرق نہ آتا تھا۔

1. حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

«يَا رَبِّ اَجُوْعُ يَوْمًا، وَاَشْبَعُ يَوْمًا، فَاَمَّا الَّذِيْ اَجُوْعُ فِيْهِ، فَاَتَضَرَّعُ اِلَيْكَ وَاَدْعُوْكَ، وَاَمَّا الَّذِيْ اَشْبَعُ فِيْهِ فَاَحْمَدُكَ وَاُثْنِيْ عَلَيْكَ»

''الٰہی! میں ایک دن بھوکا رہوں، ایک دن کھانے کو ملے۔ بھوک میں تیرے سامنے گڑگڑایا کروں اور تجھ سے مانگا کروں۔ اور پیٹ بھر کر تیری حمد وثنا کیا کروں۔'' [1]

2. حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ اور کبھی کسی سے فاقہ کا شکوہ بھی نہیں کیا۔ [2]

3. حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ اکثر فاقہ پر فاقہ کیے جاتے تھے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ بھوک کی وجہ سے آپ ﷺ کو رات بھر نیند نہ آتی۔ مگر اگلے دن آپ ﷺ پھر روزہ رکھ لیتے تھے۔ میں حضور ﷺ کے فاقہ کی حالت کو دیکھ کر رو پڑا

[1] جامع الترمذي، الزهد، باب ماجاء في الكفاف، حديث: 2347 الفاظ میں فرق کے ساتھ والشفا: 141/1۔ [2] صحيح البخاري، الأطعمة، باب ما كان النبي ﷺ و أصحابه يأكلون، حديث: 5461، و صحيح مسلم، الزهد، حديث: 2970، 2971، 2972.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرتی، اور کہا کرتی:

”واری جاؤں!! دنیا میں سے اتنا تو قبول کر لیجیے جو جسمانی طاقت کے قائم رکھنے کو کافی ہو۔“

آپ ﷺ جواب میں فرماتے: عائشہ! مجھے دنیا سے کیا کام! میرے بھائی اولوالعزم رسول تو اس سے بھی زیادہ سخت حالت پر صبر کیا کرتے تھے۔ وہ اسی حال پر چلے اور خدا نے ان کا اکرام کیا۔ اب اگر میں آسودگی کو پسند کروں تو مجھے شرم آتی ہے کہ اس صفت میں کل ان سے کم رہ جاؤں گا۔ [1]

4 صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے مدینہ میں آ کر (جب کہ سب مسلمانوں کی حالت بہتر سے بہتر ہو چکی تھی) برابر تین دن تک گیہوں کی روٹی کبھی نہیں کھائی۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جو کی روٹی بھی متواتر دو روز تک نہیں کھائی۔ [2]

5 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ متواتر مہینہ مہینہ بھر ہمارے چولہے میں آگ روشن نہ ہوتی تھی۔

پوچھا گیا: ”پھر آپ کا گزارا کس طرح ہوتا تھا۔“

فرمایا: ”سارا کنبہ پانی اور کھجور پر گزران کر لیتا تھا۔“ [3]

پیٹ پر پتھر

6 ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بھوک کی

---

[1] کتاب الشفاء: 1/142-143. [2] صحیح البخاری، الاطعمۃ، باب ما کان النبی ﷺ و اصحابہ یا کلون، حدیث: 5461، و صحیح مسلم، الزھد، حدیث: 2970، 2971، 2972. [3] صحیح البخاری، الاطعمۃ، باب ما کان النبی ﷺ و أصحابہ یا کلون، حدیث: 5461 مسلم، الزھد حدیث: 2970-2971-2972.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شکایت کی اور دامن اٹھا کر دکھایا کہ پیٹ پر پتھر باندھا ہوا ہے۔

جناب رسالت مآب ﷺ نے ہماری تسکین کے لیے اپنا دامن اٹھایا تو ہم نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے اپنے شکم مبارک پر دو پتھر باندھے ہوئے تھے۔[1]

آپ ﷺ کا بستر

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر جو آپ ﷺ کے گھر میں تھا، ایک ٹاٹ تھا۔ ہم اس کو دوہرا کر دیتے تھے۔ بس آپ ﷺ اس پر سو رہتے تھے۔ سو ایک بار ہم نے اس کو آپ ﷺ کے لیے چوہرا کر دیا۔ جب آپ نے صبح کی تو فرمایا: ''تم نے آج کی رات میرے نیچے کیا بچھا دیا تھا؟''

ہم نے عرض کیا: ''وہی ٹاٹ تھا مگر چوہرا کر دیا تھا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے ویسے ہی کر دو جیسے پہلے تھا کیونکہ اس کی نرمی نے آج مجھے شب کی نماز سے روک لیا۔''[2]

8 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار آپ ﷺ ایک ایسی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے جس سے کروٹ لینے پر آپ ﷺ کے بدن مبارک پر اس کے نشان پڑ گئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر حضور ﷺ ارشاد فرمائیں تو ہم نرم بستر لے آئیں۔ مگر آپ ﷺ نے فرمایا:

''نہیں نہیں! مجھے اس دنیا سے کیا کام؟ میں تو اس مسافر کی طرح ہوں جو راستہ میں چلتے چلتے کسی درخت کے سایہ میں آرام کر لے۔''[3]

---

[1] جامع الترمذی، الزهد، باب ماجاء فی معیشة أصحاب النبیﷺ، حدیث :2371. [2] شمائل الترمذی، حدیث :312 وفی نسخة :328. [3] جامع الترمذی، الفتن، باب :33، حدیث :2377، و سنن ابن ماجه، الزهد، باب مثل الدنیا، حدیث :4109.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کا جبرائیل علیہ السلام کو جواب

9 ایک حدیث میں وارد ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ ﷺ پر اللہ عزوجل سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ

''تمھیں منظور ہے کہ ہم پہاڑوں کو تیرے لیے سونا کر دیں؟ تا کہ تو اپنی ضرورتوں میں انھیں لا سکے۔''

آپ ﷺ نے سر جھکا لیا اور فرمایا: اے جبرائیل علیہ السلام! یہ دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو۔ اور یہ مال اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو۔ اور اس کو وہی جمع کرتا ہے جس میں عقل نہ ہو۔[1]

اس پر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: بے شک اے محمد ﷺ! اللہ نے آپ کو ثبات اور استقلال بخش دیا ہے۔

10 صحیح بخاری میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نبی ﷺ کے ساتھ باہر کی طرف نکل گیا۔ سامنے احد پہاڑ تھا۔ آپ نے احد پہاڑ کو دیکھ کر فرمایا:

''اے ابوذر رضی اللہ عنہ! اگر میرے پاس اُحد جتنا سونا ہو تو میں یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ تین دن سے زائد میرے پاس جمع رہے۔ ہاں! اگر ایسا ہو تو میں اپنے قرضہ کے مطابق (جو لوگوں کو دینا ہے) رکھ لوں اور باقی سب کا سب بانٹ دوں۔''[2]

11 صحیح مسلم میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ مجھ سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نقل کیا: جب ہمارے پاس بہت سا دنیوی مال جمع ہو گیا تھا۔ اس وقت بھی آنحضرت ﷺ کی یہ کیفیت تھی کہ آپ دن کو بھوک سے مضطرب ہو جایا کرتے

---

[1] كتاب الشفاء: 141/1، و اتحاف السعادة للمتقين: 275/9. [2] صحيح البخاري، الرقاق، باب قول النبي ﷺ مايسرني ان عندي الخ، حديث: 6444.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ اور ایسے خشک چھوہارے کھا کر پیٹ بھرتے تھے کہ جنھیں (بوجہ تمول کے) کوئی بھی کھانا پسند نہ کرتا تھا۔[1]

⓬ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ ﷺ کا زہد صرف اپنی ذات تک محدود نہ تھا بلکہ جو بھی آپ ﷺ سے محبت کرتا تھا آپ ﷺ اسے دنیوی عیش سے بے رغبتی کی ایسی ہی تعلیم فرماتے تھے۔[2]

خصوصاً اپنے اہل وعیال کو تو ہر حالت میں اپنے ساتھ شریک رکھتے، چنانچہ اکثر طور پر آپ کی یہ دعا ہوا کرتی تھی:

«اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ كِفَافًا»

''اے اللہ! آل محمد ﷺ کو روزی بقدر کفاف (یعنی قوت لایموت) کر دے۔ جس سے صرف زندگی قائم رہے۔''[3]

حضور ﷺ کے دولت کدہ کا حال

⓭ جب نبی ﷺ نے انتقال فرمایا تو اس وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس بغرض غلہ رہن رکھی ہوئی تھی۔[4] اور یہ وہ زمانہ تھا جب اسلام اور مسلمان بام عروج پر پہنچ چکے تھے۔

⓮ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب آنحضرت ﷺ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے تو ہمارے گھر اتنا خرچ بھی نہ تھا کہ چراغ کے لیے قیمتاً تیل منگوا لیتے۔ میں نے ایک

① صحيح مسلم، كتاب الزهد، حديث: 2978-224/1، والترغيب والترهيب: 191/4.
② صحيح البخاري، حديث: 6416. ③ مشكوٰة، كتاب الرقاق، حديث: 5164 واللفظ له واصل الحديث متفق عليه باللفظ قوتا بدون اللفظ كفافا انظر صحيح البخاري، حديث: 6460 و صحيح مسلم، حديث: 1055. ④ صحيح البخاري، الجهاد، باب ما قيل في درع النبي ﷺ، حديث: 2961، و صحيح مسلم، المساقاة، باب الرهن و جوازه حديث: 1603.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پڑوسن سے تیل مانگ کر دیا روشن کیا۔ اور وہ آنحضرت ﷺ کی روانگی کا آخری وقت تھا۔[1]

⑮ ام المومنین حضرت جویریہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے انتقال کے وقت نہ کوئی درہم چھوڑا نہ دینار، نہ لونڈی نہ غلام، صرف ایک سفید خچر تھی جس پر آپ ﷺ سواری فرمایا کرتے تھے اور تھوڑا سا سامان حرب تھا جو جہاد میں کام آتا تھا اور ایک زمین کا ٹکڑا تھا جو مسافروں کے لیے وقف کر رکھا تھا۔[2]

اللہ اکبر! یہ ایک اولوالعزم پیغمبر، فاتح عرب اور دونوں جہانوں کے سردار کا اثاثہ ہے جو 63 سالہ زندگی گزارنے کے بعد دنیا سے وداع ہو رہا ہے اور یہ فرما رہا ہے:

«اِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَآءِ لَا نَرِثُ، مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ»

''ہم انبیاء نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں، نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے: ہم جو چھوڑ کر جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔''[3]

آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی دنیا کے سامنے زہد و ورع کی ایک زندہ مثال پیش کر رہا ہے۔

آپ ﷺ کا زہد اضطراری نہ تھا اختیاری تھا

یاد رہے کہ یہ اس وقت کے حالات ہیں جب نبی ﷺ کا حکم تمام عرب میں نافذ تھا۔ جب بحرین سے حبش تک حضور ﷺ کا کلمہ پڑھا جاتا تھا۔ آپ ﷺ کا یہ زہد (ہمارے آج کل کے زاہدوں کی طرح) کچھ اضطراری نہ تھا، بلکہ اختیاری تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہی زہد صحیح معنوں میں زہد کہلا سکتا ہے جو ہر قسم کا سامان ہونے کے باوجود اختیار کیا جائے۔

---

[1] المعجم الكبير للطبراني: 198/6، و صحيح الترغيب و الترهيب، حديث: 927. [2] صحيح ابن خزيمة، حديث: 2489 عن جويرية، وصحيح البخاري، الوصايا، باب الوصايا، حديث: 2739 میں حضرت جویریہ کے بھائی عمرو بن حارث سے مروی ہے۔ [3] مسند أحمد: 463/2 والنسائي في الكبرىٰ: 64/4 اصل الحديث متفق عليه بلفظ: «لا نورث ماتركنا صدقة».

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے کوئی حکمران، عالم، درویش جو آپ کے طریقے پر چلے؟ اور آپ ﷺ کے زہد کو اپنا کر رب کا قرب حاصل کرے؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آنحضور ﷺ ایک عابد کی حیثیت میں

حضور ﷺ باوجود کثیر المشاغل ہونے کے جب عبادت کے لیے کھڑے ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ شاید بجز عبادت کے آپ کا کوئی کام ہی نہیں ہے۔ دن بھر تو بوجہ دیگر مشاغل کے آپ ﷺ کو تنہائی کا موقع بہت ہی کم ملتا۔ مگر رات کو تھوڑا سا آرام فرمانے کے بعد قریباً قریباً آپ ﷺ اپنا سارا وقت عبادت ہی میں صرف کر دیتے۔

❶ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ اکثر گیارہ رکعتیں تہجد پڑھا کرتے تھے اور یہ نماز آپ ﷺ کی اتنی لمبی ہوتی تھی کہ ایک ایک سجدہ پچاس پچاس آیتوں کے بقدر کرتے۔[1] یعنی اتنی دیر سجدے میں پڑے رہتے تھے جتنے میں کوئی پچاس آیتیں پڑھ لے۔

آپ ﷺ کی عبادت کا نقشہ

❷ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک رات میں نبی ﷺ

[1] صحیح البخاری، الوتر، باب ماجاء فی الوتر، حدیث:994.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے پاس سویا۔ ابھی تھوڑی رات گزری تھی کہ حضور ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے، وضو کیا، نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے اس نماز میں اپنے قیام اور رکوع وسجود کو بہت دراز کیا۔ پھر سو گئے۔ یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے یعنی میٹھی نیند سو گئے۔ آپ ﷺ پھر اٹھے وضو کیا اور اسی طرح نماز پڑھی اور پڑھ کر پھر سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر اٹھے اور اسی طرح نماز پڑھی۔[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ رات میں تین بار اٹھے اور نماز پڑھی۔ جیسے کوئی زیادہ سونے سے بیزار ہوتا ہے اور نماز سے تسکین حاصل کر کے پھر سو جاتا ہے۔ اگرچہ آپ ﷺ کا سونا بھی عبادت تھا۔ مگر پھر بھی یہ سب کچھ امت کو سکھلانے کے لیے تھا تا کہ ان میں بھی عبادت کا ذوق وشوق پیدا ہو جائے۔ اور وہ بھی تہجد گزار بن کر نالہ نیم شبی کا لطف حاصل کریں۔

3 ایک شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کی عجیب بات جو آپ نے دیکھی ہو، سنائیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

”آپ کی کون سی بات عجیب نہ تھی۔“ پھر فرمایا: ”ایک شب آپ اٹھے اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ پھر فرمانے لگے: میں رب تعالیٰ کی عبادت کے لیے جاتا ہوں، چنانچہ آپ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اور رونا شروع کیا۔ یہاں تک کہ آنسو سینہ مبارک تک بہنے لگے۔ پھر رکوع فرمایا، اس میں بھی روتے رہے۔ پھر کھڑے ہوئے۔ اس میں اسی طرح روتے رہے۔ اور اسی طرح آپ کی نماز جاری رہی۔ یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان دی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ!

[1] صحیح البخاري، الاذان، باب یقوم عن یمین الامام، حدیث: 697، و صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب صلاة النبي ﷺ و دعائه باللیل، حدیث: 763.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ اتنا روتے ہیں، حالانکہ آپ معصوم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام گناہ بخش دیے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا؟»

"کیا میں رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟"[1]

یہ ہے اس ہستی کی عبادت و ریاضت کا حال، جو سردارِ دو جہاں بن کر تشریف لائی۔ غور کریں وہ لوگ کہ جو ذرا سی دولت، مصروفیت اور عہدہ ملنے سے نوافل تو دور کی بات ہے، فرائض تک سے بے پروا ہو جاتے ہیں۔

4 حضرت عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آنحضرت ﷺ کے ہمرکاب تھا۔ آپ ﷺ نے مسواک کی، وضو فرمایا: اور نماز میں کھڑے ہو گئے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فاتحہ کے بعد سورہ بقرہ شروع کی۔ جو آیت رحمت کی آتی، آپ ﷺ اس جگہ دیر تک رحمت کی دعا مانگتے رہتے۔ اور جو آیت عذاب کی آتی، آپ اس جگہ دیر تک مغفرت اور عذاب سے پناہ کی دعا مانگتے رہتے۔ یہاں تک کہ پوری سورت ختم ہو گئی۔ پھر رکوع کیا، اور اتنا لمبا رکوع کیا کہ جتنی دیر قیام فرمایا تھا۔ اور رکوع میں:

«سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْعَظَمَۃِ»[2]

پڑھتے جاتے، پھر اتنا ہی لمبا سجدہ کیا، پھر دوسری رکعت میں سورہ آل عمران پڑھی۔ اور اسی طرح ایک ایک رکعت میں ایک ایک سورت پڑھتے رہے۔[3] (اسی طرح

---

[1] صحیح البخاری، التفسیر، سورۃ الفتح، باب: 2، حدیث: 4837، و صحیح مسلم، صفات المنافقین، باب إكثار الاعمال، حديث: 2820. [2] قوت، بادشاہت، کبریائی اور عظمتوں کا مالک پاک ہے۔ [3] أبوداود، الصلاۃ، باب مایقول الرجل فی رکوعه حدیث: 873.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چار رکعتوں میں سوا چھ پارے پڑھے)۔

بعض مرتبہ آپ ﷺ نے ایک رکعت میں بقرہ، آل عمران اور نساء تین سورتیں پڑھیں۔ [1]
(جو سوا چھ پاروں پر مشتمل ہیں۔)

حضور اقدس ﷺ کا اتنا طویل قیام اس لیے ہوتا تھا کہ اس میں آپ ﷺ پر ایک کیف طاری ہو جاتا تھا۔ اور آپ ایک خاص حظ محسوس فرماتے تھے۔ اتنا حظ اور لطف شاید آپ ﷺ کسی دوسری چیز میں نہ پاتے تھے۔

حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کبھی اپنے اہل و عیال میں مشغول ہوتے۔ اور اذان شروع ہو جاتی تو فوراً اس وقت سب کو چھوڑ چھاڑ کر نماز کے لیے چلے جاتے، جیسے کسی سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

یہ تھی آپ کی نگاہ میں نماز کی اہمیت اور عبادت کا مقام۔ کیا آج ہم لوگ سیرت النبی ﷺ کے اس پہلو سے کوئی سبق لیں گے؟ اور آپ ﷺ کے اتباع کی کوشش کریں گے؟

مقام افسوس ہے کہ زیادہ مسلمان نوافل تو رہے الگ فرائض تک کی ادائیگی میں غفلت برتتے ہیں۔ اور جو فرائض ادا کرتے ہیں وہ خشوع، خضوع، طمانیت اور اعتدال، غرض کسی بات کا خیال نہیں رکھتے۔ اور نماز کے سنت طریقے سے استغناء برتتے ہیں۔

5 صحیح مسلم میں حضرت ابو عبداللہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ بقرہ شروع کی۔ میں نے خیال کیا کہ سو آیت پڑھ کر رکوع کریں گے مگر آپ ﷺ پڑھتے گئے اور سورہ بقرہ ختم کر کے سورہ نساء شروع کر دی، پھر میں نے خیال کیا کہ شاید یہ سورہ ختم کر کے رکوع جائیں گے مگر آپ ﷺ نے نساء ختم کر کے سورہ آل عمران

[1] صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القراءۃ ..... الخ، حدیث: 772.

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شروع کر دی۔ آپ ﷺ قرآن مجید نہایت ٹھہر ٹھہر کر ترتیل سے پڑھتے تھے۔
جس آیت میں تسبیح کا ذکر ہوتا تسبیح کہتے۔ جہاں سوال یا دعا کا موقع ہوتا دعا مانگتے۔
سورہ آل عمران ختم کرنے کے بعد آپ ﷺ نے رکوع کیا اور اس خشوع سے کیا کہ وہ رکوع بھی قیام کی مثل ہو گیا۔ پھر

«سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ»

کہا اور رکوع کی طرح دیر تک قیام کیا۔ اس میں دعائیں پڑھتے رہے پھر سجدہ کیا۔
آپ ﷺ کا سجدہ بھی قیام کی طرح طویل تھا۔[1]

الغرض! یہ ہے مختصر نقشہ آپ ﷺ کی نماز اور عبادت کا۔ کیا اب آپ ایسا عابد ہے جو حضور ﷺ کی عبادت کا نمونہ پیش کر سکے؟ اور ایک ایک رکعت میں پانچ پانچ، چھ چھ پارے تلاوت کرے؟ اور رکوع و سجود بھی اس خشوع و خضوع سے کرے کہ ان کی طوالت بھی قیام ہی کی مثل ہو جائے۔

حضور ﷺ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ

6 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے قیام فرمایا کہ میں گھبرا گیا اور کچھ اور ہی ارادہ کرنے لگا۔
لوگوں نے پوچھا: ''وہ کیا؟''
آپ نے فرمایا:
''بیٹھ جاؤں یا آپ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ جاؤں۔''[2]

[1] صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القرآءۃ ..... الخ، حدیث: 772.
[2] صحیح البخاری، التہجد، باب طول القیام فی صلاۃ اللیل، حدیث: 1135، و صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القرآءۃ ..... الخ، حدیث: 773.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ اکبر! ایک جلیل القدر صحابی حضور ﷺ کے مجاہدہ وریاضت کی تاب نہیں لا سکتا اور چاہتا ہے کہ میں حضور کو چھوڑ کر الگ نماز پڑھ لوں تاکہ تھک نہ جاؤں، مگر آپ ﷺ ہیں کہ کھڑے ہیں۔ نہ تھکاوٹ محسوس ہوتی ہے نہ گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے!! مالک حقیقی کے ساتھ راز و نیاز میں مصروف ہیں اور عبادت کے مزے لے رہے ہیں۔

7 حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ رات کو اس قدر قیام فرماتے کہ آپ ﷺ کی پنڈلیوں پر ورم ہو جاتا۔ جب آپ ﷺ سے اس بارے میں عرض کیا جاتا کہ آپ ﷺ کیوں اس قدر مشقت فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جنت کی بشارت اور حوض کوثر کی خوش خبری سنا دی ہے۔ تو آپ فرماتے:

«اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا»

''کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''[1]

رمضان المبارک کی عبادت

8 اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہوتا تو آپ ساری ساری رات عبادت کرتے رہتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی بیدار کرتے اور ''تہ بند مضبوط باندھ کر'' (کمر کس کے) عبادت میں مشغول ہو جاتے۔[2]

عبادت کی ترغیب

9 حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات حضور ﷺ ان کے گھر میں تشریف لے گئے

[1] صحيح البخاري، التهجد، باب قيام النبي ﷺ الليل، حديث: 1130، و صحيح مسلم، صفات المنافقين، باب إكثار الاعمال، حديث: 2819. [2] صحيح البخاري، فضل ليلة القدر، باب العشر الاواخر من رمضان، حديث: 2024، و صحيح مسلم، الاعتكاف، باب الاجتهاد فى العشر الاواخر، حديث: 1174.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور میاں بیوی (علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا) سے فرمایا کہ تم نماز (تہجد) نہیں پڑھتے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ (جو عین عالم شباب میں تھے) کہنے لگے:

''حضور ﷺ ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں جب وہ اٹھانا چاہے گا اٹھا دے گا۔''

آپ ﷺ یہ سن کر واپس لوٹ گئے اور ناراضگی کی وجہ سے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا آپ ﷺ یہ آیت پڑھتے تھے اور ران مبارک پر ہاتھ مارتے جاتے تھے جیسے کوئی بہت افسوس کرتا ہے۔

﴿وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾

''انسان اکثر باتوں میں مباحثہ و مجادلہ کرتا ہے۔''[1]

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نہ صرف خود ہی عبادت میں مصروف رہتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی عبادت کی ترغیب دلاتے رہتے تھے۔ اللہ کرے ہمیں بھی حضور ﷺ کی سی عبادت کا ذوق وشوق پیدا ہو جائے تاکہ ہم بھی نفلی نماز کی حلاوت سے آشنا ہو جائیں۔

حضور ﷺ کا عکس صحابہ رضی اللہ عنہم میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم ﷺ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کی عبادت کو دیکھ کر انھوں نے عبادت شروع کر دی۔ ان کی عبادت میں بھی غایت درجہ کا خشوع تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جب قیام کرتے تو انھیں دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ رہتی۔ بقول محمد بن المنکدر وہ اتنا طویل قیام کرتے کہ لکڑی معلوم ہوتے۔[2] یعنی آپ نماز میں اس قدر منہمک ہو جاتے کہ آپ کو دنیا کی کچھ خبر نہ رہتی۔

---

[1] صحيح البخاري، التهجد، باب تحريض النبي ﷺ على قيام الليل، حديث: 1127، و صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الحث على صلاة الليل، حديث: 775. [2] حلية الاولياء: 335/1.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کا قریب قریب یہی حال تھا۔ کتب حدیث میں ان کی عبادت کا حال مذکور ہے۔

بیہقی اور ابوداود میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ ایک جگہ قیام کیا اور فرمایا کہ آج کی شب کون پہرہ دے گا؟ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نے یہ ذمہ لیا۔ دونوں نے آدھی آدھی رات بانٹ لی۔ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے جاگنے کی باری تھی اس نے نماز کی نیت باندھ لی۔ دشمن نے دور سے تیر پھینکا، جو انھیں لگا۔ مگر نماز جاری رکھی، پھر دوسرا، پھر تیسرا تیر آیا۔ اور جسم میں پیوست ہو گیا۔

آپ رضی اللہ عنہ ہاتھ سے تیر نکالتے رہے مگر نماز نہ توڑی۔ اور اپنے وقت پر اطمینان سے نماز ختم کی۔ ساتھی بھی بیدار ہو گیا۔ اسے بہت رنج ہوا۔ اور کہا تم نے مجھے کیوں نہ جگایا؟

انھوں نے کہا: میں نے ایک سورت شروع کر رکھی تھی۔ میرا جی نہ چاہا کہ اسے ختم کرنے سے پہلے رکوع کروں۔ (وہ سورہ کہف تھی) اور میں نے اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے نماز ختم کی ہے۔ ذمہ داری کا خیال نہ ہوتا تو اور دراز کرتا۔ [1]

یہ تھا حضور انور ﷺ کی عبادت کا عکس، جو آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی بدرجہ کمال نظر آتا تھا۔

درمنثور میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی آنکھ میں پانی اتر آیا۔ جسے ہمارے اطباء ''نزول الماء'' کہتے ہیں۔ طبیب آئے اور علاج کرنا چاہا۔ اور کہا کہ پانچ روز تک آپ کو رکوع اور سجدہ سے پرہیز کرنا ہوگی بصورت دیگر علاج مشکل ہے۔

آپ نے فرمایا: یہ کبھی نہیں ہو سکتا! میں نہ نماز ترک کروں گا نہ سجدہ اور رکوع۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو جان بوجھ کر ایک نماز بھی ترک کرے گا وہ اللہ تعالیٰ

[1] أبوداود، الطهارة، باب الوضوء من الدم حديث: 198 والبيهقي في الكبرى: 1/140.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے اس طرح ملے گا کہ حق تعالیٰ شانہ اس پر ناراض ہوگا، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے علاج چھوڑ دیا مگر نماز ترک نہ فرمائی۔[1]

مختصر یہ کہ جس طرح حضرت رسول اکرم ﷺ حد درجہ کے عبادت گزار تھے اسی طرح آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی انتہائی درجہ کے شب زندہ دار تھے، اور ائمہ کرام رحمہم اللہ اور اولیائے عظام بھی اسی روش پر چلے۔

آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر سخت ذمہ داری کس کی ہوسکتی ہے؟ اور آپ ﷺ سے زیادہ مصروف کون ہوسکتا ہے؟ لیکن جملہ ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ برابر عبادت میں منہمک رہتے تھے۔ ایک لحہ کے لیے بھی غافل نہ ہوتے تھے۔ اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے احسانات وعنایات کا شکریہ ادا کرتے رہتے تھے۔ (وصلى اللّٰه عليه و آله و اصحابه و بارك وسلم)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضور اکرم ﷺ جیسی پر سکون اور قابل رشک نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

---

① درمنثور: 298/2، والحاکم: 546/3.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نواں باب

آنحضور ﷺ ایک عابد کی حیثیت میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دسواں باب

آنحضور ﷺ ایک جج کی حیثیت میں

حق تعالیٰ نے جہاں حضور ﷺ کو اور بہت سی خصوصیتوں سے سرفراز فرمایا تھا، وہاں آپ ﷺ کو عدل و انصاف اور قوت فیصلہ کا وہ بے نظیر ملکہ بھی عطا کر دیا تھا کہ جس کی مثال کسی دوسری جگہ ملنا دشوار ہے۔

جو مسائل بڑے بڑے دماغ حل نہ کر سکتے تھے، آپ ﷺ نے معمولی توجہ سے باتوں ہی باتوں میں طے کر دیے۔ الجھے ہوئے معاملات اور باہمی اختلافات کا تصفیہ اس خوب صورتی سے فرماتے کہ ہر فریق مطمئن اور مسرور ہو کر واپس جاتا۔

ایک جج کے لیے ضروری باتیں

ہر عادل اور منصف جج کے لیے ضروری ہے کہ وہ:

- ذاتی اغراض سے بے نیاز ہو کر فریقین سے حسن سلوک کا برتاو کرے۔
- کسی کی ناجائز جانب داری نہ کرے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۞ اہل معاملہ بلا امتیاز مذہب وملت وقوم ونسل اس پر اعتماد کریں۔

۞ وہ قرائن وشواہد اور استنباط سے خوب کام لے۔

۞ واقعات کو کھوج کھوج کر نکالے۔

۞ گواہوں اور قسموں سے مقدمات کی صورت متعین کرے اور ان میں وضاحت پیدا کرے۔

۞ اپنی محنت اور کوشش سے بینات بہم پہنچائے۔

۞ اپنی معاملہ شناس طبیعت سے مقدمات حل کرے۔

۞ فیصلہ کے وقت اپنی طبیعت کو جوش اور غصہ سے الگ رکھے۔

اگر یہ جملہ اوصاف کسی جج میں موجود ہوں تو یقیناً وہ جج کہلانے کا مستحق ہے۔ ورنہ بصورت دیگر وہ صحیح معنوں میں جسٹس، جج، حاکم یا قاضی نہیں کہلا سکتا۔

حضور ﷺ کا عدل وانصاف

مذکورہ بالا اوصاف کی بنا پر جب ہم حضور ﷺ کی زندگی پر ایک نگاہ ڈالتے ہیں، تو معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف حضور ﷺ ایک کامل جج ہی کی حیثیت سے مبعوث ہوئے ہیں، بلکہ ایک جج ساز کی حیثیت میں تشریف لائے ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ، آپ ﷺ کے عدل وانصاف اور آپ ﷺ کے فیصلہ جات کو دیکھ دیکھ کر سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں آدمی جج ہو گئے۔ اور آج تاریخ اسلام ان پر نازاں ہے کہ عدل وانصاف کے جو نمونے ہمارے ججوں نے پیش کیے ہیں، اس مہذب اور متمدن دنیا کا کوئی اور جج ایسا نمونہ پیش نہ کر سکا اور نہ ہی قیامت تک پیش کر سکے گا۔

کفار ومشرکین کا اعتراف

حضرت نبی کریم ﷺ نبوت سے پیشتر ہی مکہ میں جج تسلیم کیے جا چکے تھے۔ آپ ﷺ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو امین اور صادق کا خطاب مل چکا تھا۔ عرب کا بچہ بچہ جانتا تھا کہ محمد ﷺ جو کچھ کہتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے وہ بالکل صحیح ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ابوجہل جیسا مخالف بھی نبوت سے قبل آپ ﷺ کی ان خوبیوں کا معترف رہا اور نبوت کے بعد بھی وہ آپ ﷺ کی ذات سے پرخاش نہ رکھتا تھا بلکہ اس چیز سے دشمنی رکھتا تھا، جو حضور ﷺ پیش کرتے تھے، چنانچہ یہ آیہ مبارکہ اسی شان میں نازل ہوئی:

﴿إِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ﴾

''وہ تجھ کو تو نہیں جھٹلاتے لیکن ظالم آیات الٰہی سے انکار کرتے ہیں۔''[1]

ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں بھی نبی ﷺ حَکَم (ثالث) بنائے جاتے تھے اور آپ کے پاس فیصلے آیا کرتے تھے۔ اور آپ کے فیصلے تمام قبائل میں بنظر استحسان دیکھے جاتے تھے۔

حجر اَسود کا فیصلہ

❶ چنانچہ دوسرے چھوٹے چھوٹے مقدمات کے علاوہ حجر اَسود کا وہ اہم مقدمہ بھی حضور ﷺ ہی کے ہاتھوں فیصل ہوا جس کی وجہ سے تمام قبائل میں عداوت کی آگ مشتعل ہو گئی تھی۔ اور قریب تھا کہ اس معاملے پر وہ جنگ وجدل ہوتا کہ خون کی ندیاں بہہ جاتیں اور کشتوں کے پشتے لگ جاتے، مگر جب انھوں نے حضور ﷺ پر یہ فیصلہ ڈال دیا تو آپ ﷺ نے ایک قطرہ خون گرائے بغیر اس خوبی سے اس جھگڑے کو چکا دیا کہ مخالفین بھی اس کی داد دیے بغیر نہ رہ سکے۔

واقعہ یہ تھا کہ حضور ﷺ کی بعثت سے 5 سال قبل بیت اللہ شریف کی چھت کو آگ لگ گئی۔ جس سے وہ مسمار ہو گیا۔ اور عربوں نے باہم مل کر از سر نو اس کو بنانا چاہا۔ جب حجر اسود

[1] سورة الانعام 6:33.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو نصب کرنے کا وقت آیا، تو یہ سوال اٹھا کہ اس متبرک خدمت کو کون سر انجام دے۔ ہر ایک کی دلی خواہش یہی تھی کہ یہ کام میرے سپرد ہو اور میں ہی اس متبرک خدمت کو سرانجام دوں، چنانچہ ہر ایک نے اپنے اپنے استحقاق پر زور دیا۔ اور یہاں تک کہہ دیا کہ اگر میرے سوا کوئی اور حجر اسود کو ہاتھ لگائے گا تو اسے اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ اس جھگڑے نے یہاں تک طول پکڑا کہ تمام قبائل بگڑ گئے۔ اور ایک دوسرے کے مقابلہ پر ڈٹ گئے۔

مدبرین نے ہزار چاہا کہ یہ معاملہ کسی طرح نمٹ جائے۔ اور تمام قبائل کسی ایک شخص پر متفق ہو جائیں، مگر ایسا نہ ہوا۔ کئی بہتر سے بہتر تجویزیں پیش کی گئیں مگر سب ناکام ثابت ہوئیں۔ بالآخر سبھی نے مل کر حضور ﷺ کی طرف رجوع کیا۔[1] اور بہ یک آواز کہا:

«هٰذَا اَمِيْنٌ هٰذَا اَمِيْنٌ»

ہاں، ہاں! یہ منصف منظور ہے، کیونکہ ہم سب سے زیادہ سچا اور سب سے بڑا امین ہے۔ آپ ﷺ نے ان سب سے پوچھا کہ میں جو فیصلہ کروں گا کیا تم سب کو منظور ہے؟

انھوں نے کہا: ''ضرور''

آپ ﷺ نے ان تمام قبیلوں میں سے ایک ایک نمائندہ منتخب فرمایا اور خود حجر اسود اٹھا کر ایک مضبوط چادر پر رکھ دیا اور ان مندوبین سے کہا کہ ''سب چادر کے کونے پکڑ کر اٹھا لو اور اسے کعبہ شریف کے پاس لے چلو، چنانچہ انھوں نے ایسے ہی کیا۔ جب انھوں نے

[1] رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع اس طرح ہوا کہ قبائلی زعماء بیت اللہ میں بیٹھے اس سلسلے میں بات کر رہے تھے۔ انھوں نے باہم یہ طے کر لیا کہ جو شخص ابھی اس راستے سے سب سے پہلے نمودار ہوگا وہی ہمارا فیصل ہوگا، چنانچہ سب سے پہلے آپ ﷺ ہی تشریف لائے۔ اور سب نے آپ کو فیصل مان لیا۔ سیرت کی اردو کتب کے اندر اس بارے میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ کل صبح سویرے جو شخص بیت اللہ میں سب سے پہلے داخل ہوگا وہ فیصلہ کرے گا۔ یہ بات سیرت کے کسی مرجع میں نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ اس طرح تو ممکن تھا کہ کئی لوگ سب سے پہلے داخل ہونے کے چکر میں رات ہی کو آ جاتے اور فیصلہ پہلے سے بھی زیادہ سنگین ہو جاتا۔ (ن۔ف)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کعبہ کے پاس جا کر چادر رکھ دی تو آپ نے اپنے بابرکت ہاتھ سے اٹھا کر حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اس طرح آپ ﷺ نے ان کے اس خطرناک نزاع کو حل کر دیا۔ [1]

آپ ﷺ نے اپنے زمانہ حکومت میں بہت سے قاضی مقرر کر رکھے تھے جو مختلف محلوں میں رہتے تھے۔ اور اپنے اپنے حلقہ کے جھگڑے وہیں نمٹا دیا کرتے تھے۔ اگر کوئی اہم مقدمہ ہوتا تو وہ حضور ﷺ کے پاس بھیج دیا جاتا۔ یا کسی فیصلہ کی اپیل کرنی ہوتی تو وہ حضور ﷺ کی عدالتِ عالیہ میں پیش ہوا کرتی۔

عدل کی لافانی مثال

2 ایک دفعہ ایک یہودی اور مسلمان کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے کہا: چلو محمد ﷺ سے اس کا فیصلہ کرالیں۔ (چونکہ یہود جانتے تھے کہ آپ ﷺ اعلیٰ درجہ کے منصف ہیں اس لیے وہ اپنے اکثر مقدمات حضور ﷺ ہی کے پاس لایا کرتے تھے) مسلمان چونکہ جھوٹا (منافق) تھا، اس لیے وہ حضور ﷺ کے سامنے آنے سے ہچکچاتا تھا۔ کہنے لگا: چلو تمھارے یہودی سردار کعب بن اشرف کے پاس مقدمہ لے چلیں۔ وہ قریب بھی ہے اور تمھارا ہم مذہب بھی ہے۔

یہودی جانتا تھا کہ وہ رشوت خور ہے۔ جو زیادہ رشوت دیتا ہے، وہ اسی کے حق میں فیصلہ صادر کرتا ہے۔ اس لیے اس نے حضور ﷺ ہی کے پاس مقدمہ لے جانے پر اصرار کیا، چنانچہ مجبوراً مسلمان کو ماننا پڑا۔ مقدمہ پیش ہوا، شہادتیں لی گئیں اور حضور ﷺ نے فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔

باہر نکل کر ''مسلمان'' نے یہودی سے کہا: آخر حضور ﷺ بھی تو انسان ہی ہیں، ممکن ہے کہ غلطی کھا گئے ہوں۔ چلو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کچہری بھی راستہ ہی میں ہے، ان سے بھی

---

[1] سیرۃ ابن ہشام: 1/204-210.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ لیتے چلیں۔

جب وہاں پہنچے اور مقدمہ پیش ہوا تو یہودی نے پچھلی سرگزشت سنا دی اور کہا: بڑی کچہری یعنی حضرت محمد ﷺ کا فیصلہ میرے حق میں ہو چکا ہے اور چونکہ اسے اس پر اطمینان نہیں ہے، اس لیے اب یہ جناب کی طرف مقدمہ لایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے، اندر گئے اور تلوار لا کر اس مسلمان کا سر تن سے جدا کر دیا اور فرمایا:

''جسے حضور ﷺ کے فیصلے پر اعتماد نہیں ہے، اس کی سزا یہی ہے۔''

یعنی وہ واجب القتل ہے۔ اور مرتد کے حکم میں ہے۔

یہ ایک آئینی غلطی تھی جو اس منافق سے ہوئی کہ عدالت اعلیٰ کی اپیل عدالت ماتحت میں کی۔ اس گستاخی کی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

جب اس قتل کی اطلاع حضور ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

''تم نے یہ کیا کیا؟''

اتنے میں وحی الٰہی نغمہ بار ہوئی [1] جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی تصدیق فرمائی اور اسی دن سے آپ کو ''فاروق'' کا عظیم لقب عطا ہوا۔ [2]

حضور ﷺ کی عدالت تکلف سے مبراء تھی

آپ ﷺ کے پاس جو مقدمات آتے تھے وہ فوراً فیصل ہو جاتے تھے۔ نہ تاریخیں پڑتی

---

① اس موقع پر حسب ذیل آیت کے نزول کا ذکر ملتا ہے۔ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ ''پس تیرے رب کی قسم! وہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے باہمی اختلافات میں آپ ﷺ کو حکم (ثالث) نہ مان لیں۔ پھر آپ نے جو فیصلہ صادر کیا ہے اس بارے میں کوئی تنگی بھی دل میں رکھیں اور اسے خوش دلی سے قبول نہ کریں۔'' (النساء 4 : 65)

(ن۔ف) ② تفسیر ابن أبی حاتم: 994/3 ودر منثور: 2/189-180 وغیرهما کتب التفسیر۔ یہ روایت ثابت نہیں ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھیں، نہ کچھ خرچ ہوتا تھا۔ اگر شاہد موجود ہوتے تو مدعی سے فوراً طلب کیے جاتے۔ اگر اس معاملہ پر کوئی عینی شاہد نہ ہوتا تو مدعا علیہ پر یمین (قسم) ڈال دی جاتی۔ اوراس کے بعد مقدمہ کے مالہ و ماعلیہ یعنی پوری تفصیلات پر غور کر کے فیصلہ صادر کر دیا جاتا۔

جب تک مسلمانوں میں یہ اصول قائم رہا، مسلمان صحیح معنوں میں حاکم اور جج بنے رہے۔ مگر جونہی انھوں نے دوسروں کی دیکھا دیکھی تکلفات سے کام لینا شروع کیا عدل و انصاف کم ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ آج جو کچھ ہم عدالتوں میں دیکھ رہے ہیں وہ انصاف نہیں بلکہ ظلم ہے۔ جسے عدل کا جامہ پہنا دیا گیا ہے۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

آپ ﷺ کی کچہری میں کسی قسم کا کوئی تکلف نہ ہوتا تھا، نہ دربان ہوتا نہ پہرہ دار، نہ وکیل ہوتے نہ محرر، نہ رشوت جیسی منحوس چیز کا کوئی تصور تھا نہ سفارش کا کوئی امکان۔ آپ ﷺ مسجد کے بوریے پر بیٹھ جاتے۔ مدعی اور مدعا علیہ بھی اسی چٹائی پر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ جاتے۔ آپ ﷺ ایک ایک کی بات سنتے۔ اس کے بعد اگر شاہدوں کی ضرورت ہوتی تو گواہ طلب کرتے اور وہیں بیٹھے بیٹھے ان پر بحث بھی ہوجاتی اور فیصلہ بھی صادر ہوجاتا۔ تاریخیں ملتیں نہ مہینے سال لگتے۔ بغیر کسی لمبی چوڑی تاریخ کے فیصلہ ہوجاتا۔

لطف یہ کہ بایں ہمہ آپ ﷺ کا فیصلہ کبھی غلط نہ ہوتا۔ اور آپ کو فیصلہ صادر کرنے میں کسی تکلف سے کام نہ لینا پڑتا۔

عدل و مساوات کا روح پرور واقعہ

❸ ایک دفعہ شرفائے قریش کی ایک عورت فاطمہ بنت اسد چوری کے جرم میں پکڑی گئی۔ مقدمہ پیش ہوا، ثبوت بہم پہنچ جانے پر حضور ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا۔ عمائدینِ قریش نے شرافتِ نسب کی وجہ سے اس سزا کو باعث عار سمجھ کر کوشش

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی کہ کسی طرح آپ ﷺ فاطمہ کو بری کر دیں۔ اس کام کی تکمیل کے لیے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو آپ ﷺ کے پاس سفارشی بنا کر بھیجا گیا۔ حضور ﷺ نے خفگی کے لہجہ میں اسامہ رضی اللہ عنہ (جن سے حضور ﷺ بہت محبت فرمایا کرتے تھے) سے فرمایا:

اے اسامہ! اللہ کی مقرر کردہ سزا میں سفارش کو دخل دیتے ہو؟ (خبردار! آئندہ ایسی غلطی کا ارتکاب نہ کرنا۔)

اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ سب کو مسجد میں جمع کرو۔ جب لوگ آگئے تو آپ ﷺ نے ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس کا ایک حصہ یہ تھا:

«إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الحَدَّ، وَأَيْمُ اللّٰهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰه عليه وسلم سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا»

''تم سے پہلی قومیں اس لیے ہلاک ہوگئیں کہ جب کوئی بڑا آدمی جرم کا ارتکاب کرتا تو اسے رہا کر دیتے اور غریبوں کو سزا دیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی ضرور کاٹ دیتا۔''[1]

کیا ایسا عدل و انصاف اور ایسی مساوات کا ثبوت کوئی دوسرا آج بھی پیش کر سکتا ہے؟ یقیناً تاریخ عالم ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

آپ ﷺ کی تحقیق و تفتیش کا نمونہ

4 ایک دفعہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری میں کھیت کے پانی پر جھگڑا ہو گیا۔ انصاری کہتا تھا: پہلے میں اپنے کھیت کو پانی دوں گا۔ اور زبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ پہلے میں دوں

[1] صحيح البخاري، الحدود، باب كراهية الشفاعة فى الحد، حديث: 3475 و 6788، و صحيح مسلم، الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره، حديث: 1688.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گا۔ مقدمہ حضرت ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ ﷺ نے مقام متنازعہ کا نقشہ طلب کیا تو معلوم ہوا کہ اس پانی کے قریب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا کھیت ہے اور اس کے بعد انصاری کا کھیت ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے فیصلہ یہ دیا کہ ''پہلے زبیر رضی اللہ عنہ اپنے کھیت کو پانی لگا لیں اور اس کے بعد انصاری کو دے دیں۔''

انصاری یہ سن کر جز بز ہوا اور کہنے لگا: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے رشتہ دار ہیں اس لیے آپ ﷺ نے ان کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔

حضور ﷺ کو اس کی یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ فرمایا: اے نادان! اگر میں نے انصاف نہ کیا تو پھر کون انصاف کرے گا؟ واللہ! جس نے جانبداری سے کام لیا اور انصاف کو چھوڑ دیا وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔[1]

ایک مسلمان اور یہودی میں فیصلہ کی نظیر

5 ایک دفعہ ایک مسلمان اور یہودی میں تکرار ہوگئی۔ مسلمان نے اپنی گفتگو میں اس طرح قسم کھائی کہ ''قسم ہے اس اللہ کی جس نے محمد ﷺ کو سب سے افضل پیدا کیا۔'' یہودی نے بھی جواب میں اسی طرح قسم کھائی کہ ''قسم ہے اس اللہ کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سب سے افضل پیدا کیا۔''

اس پر مسلمان نے غصہ میں آکر یہودی کے طمانچہ مار دیا۔ معاملہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا۔ جھگڑا تو معمولی سی بات پر تھا، جسے آپ ﷺ نے وہیں سلجھا دیا۔ رہا طمانچے کا معاملہ اس پر آپ نے مسلمان کو خوب ڈانٹا اور زجر و توبیخ کی کہ جب اس نے یہ کہہ ہی دیا تھا تو تمھیں خاموش ہو جانا چاہیے تھا۔ موسیٰ علیہ السلام میرے بھائی ہیں۔ جب بصورت مقابلہ

[1] صحیح البخاری، المساقاۃ، باب سکر الانہار، حدیث:2359-2360، و صحیح مسلم، الفضائل، باب وجوب اتباعہ ﷺ، حدیث :2357.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میری بڑائی بیان ہوگی تو یقیناً اس میں ان کی تحقیر ہو گی۔ اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی نبی کی تحقیر کرے۔ پس خبردار! آئندہ مجھے کسی نبی پر ترجیح نہ دینا خصوصاً اس حیثیت میں جبکہ دو کا مقابلہ ہو۔[1]

سبحان اللہ! کیا انصاف ہے کہ غیروں کے سامنے اپنوں کو ڈانٹا جاتا ہے۔ کیا جانبداری سے کام لینے والے منصف، جسٹس اور مجسٹریٹ، اس سے کچھ سبق لیں گے؟

نیز حضور ﷺ کی تعریف میں دیگر انبیاء کو حضور ﷺ کا خادم ٹھہرانے والے مسلمان اس حدیث پر غور فرمائیں کہ مجھے دیگر انبیاء کے مقابلہ میں بڑا نہ کہو کہ کہیں ان کی تحقیر نہ ہو۔

محاصرہ طائف کا واقعہ

❻ طائف کے محاصرہ پر جس رئیس (صخر) نے طائف کی حصار بندی کی تھی۔ اس نے طائف والوں کو اتنا دبایا کہ وہ عاجز آ کر مصالحت پر اتر آئے۔ صخر نے ان کی بہت سی اشیاء پر قبضہ کرلیا۔ جب امن و امان قائم ہو گیا۔ تو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے حاکم طائف صخر کے خلاف حضور ﷺ کی عدالت میں دعویٰ دائر کردیا کہ اس نے ہمارے چشمہ پر ناجائز قبضہ جمالیا، نیز میری پھوپھی کو بھی بند کر رکھا ہے۔

حضور ﷺ نے صخر کو بلا کر جواب طلب کیا۔ اور کوئی معقول وجہ نہ پا کر اس کی پھوپھی کو واپس کرادیا۔ اور چشمۂ بنوسلمہ، جو حکومت کے لیے از بس مفید اور ضروری تھا، واپس دلا دیا، حالانکہ صخر نے یہ ہر دو اشیاء اس وقت قبضہ میں کی تھیں جبکہ اہل طائف ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے۔[2]

---

① ماخوذ از صحیح البخاری، الخصومات، باب مایذکر فی الاشخاص و الخصومة، حدیث: 2411، و صحیح مسلم، الفضائل، باب من فضائل موسی علیه السلام حدیث: 2373. ② أبو داود، الخراج، باب فی اقطاع الارضین، حدیث: 3067.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس واقعہ سے یہ اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس وقت لوگ حکومت کے خلاف بھی بڑے بڑے سرداروں، رئیسوں اور حاکموں پر دعویٰ دائر کردیا کرتے تھے۔ کیونکہ انھیں عدالت عالیہ سے یہ توقع ہوتی تھی کہ وہاں ضرور انصاف ہوگا اور ''حق بہ حقدار رسید'' والا معاملہ ہوگا۔

قبیلہ بنو ثعلبہ کا فیصلہ

❼ ایک دفعہ قبیلہ بنو ثعلبہ کے چند افراد مدینہ منورہ آئے تو ایک انصاری نے ان پر دعویٰ دائر کردیا۔ اور عرض کیا کہ حضور ﷺ! ان کے مورث اعلیٰ نے ہمارے خاندان کے ایک شخص کو قتل کیا تھا، اس کے بدلے میں ان کا ایک آدمی قتل کرا دیجیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''ایسا نہیں ہوسکتا! ''کرے کوئی اور بھرے کوئی'' قتل تو کرے مورث اعلیٰ اور پکڑا جائے آنے والی نسلوں کو، باپ کا بدلہ بیٹے سے نہیں لیا جاسکتا۔''

انصاری جو پہلے بہت جوش میں بھرا ہوا بیٹھا تھا۔ حضور ﷺ کی یہ تقریر سن کر ٹھنڈا ہو گیا۔ اور اس نے اپنا دعویٰ واپس لے لیا۔ کیونکہ وہ تو زمانۂ جاہلیت کے خیال پر تھا۔ اسے اسلامی اخوت اور اسلامی قانون کا ابھی علم نہ ہوا تھا کہ اسلام کا اصول ہے:

﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾[1]

''ایک شخص کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جاتا۔''[2]

---

[1] الانعام 164:6. [2] دار قطنی : 3/39-40، حدیث : 2957، و حاکم : 611/2. اس حوالے سے آپ ﷺ کا واضح فرمان بھی موجود ہے: «أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلٰى نَفْسِه، لَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلٰى وَلَدِه، وَلَا مَوْلُودٌ عَلٰى وَالِدِه» ''سن لو! کسی بھی مجرم کا جرم اسی کے ذمے ہوگا۔ والد اپنی اولاد کے جرم کا ذمہ دار ہوگا اور نہ بچہ اپنے والد کے کیے کی سزا بھگتے گا۔'' (سنن ابن ماجه، الديات، باب لا يجني احد على احد، حديث : 2669 صحیح) (ن۔ف)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الغرض حضور ﷺ کے بے شمار فیصلوں کی نقلیں کتب احادیث وسیر میں بھری پڑی ہیں۔ یہاں تو بطور نمونہ صرف چند ایک نقل کردی گئی ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گیارھواں
باب

آنحضور ﷺ ایک طبیب کی حیثیت میں

غالباً یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ آنحضرت ﷺ جیسے روحانی طبیب ہیں ویسے جسمانی بھی ہیں۔ اور جس طرح آپ ﷺ نے افرادِ انسانی کی بہبودی کے لیے ہماری روحانی (غیر محسوس) بیماریوں کی تشریح فرمائی ہے، اسی طرح آپ ﷺ نے جسمانی بیماریوں کی تشریح اور علاج میں اپنے قواعد اور بنیادی اصول ارشاد فرمائے ہیں کہ وہ نہ تو حکمائے یونان کو سوجھے تھے اور نہ ہی آج کل کے ترقی یافتہ سائنس دان ڈاکٹر اس تحقیق تک پہنچ سکے ہیں۔

اصولِ حفظانِ صحت

حضور ﷺ نے حفظانِ صحت کے جو اصول وضع فرمائے پہلے ان کی تشریح ملاحظہ ہو۔ پھر حضور ﷺ کے وہ واقعات پیش کیے جائیں گے جو آپ کی طبی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔

❶ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور ﷺ مسواک سے بہت محبت رکھتے تھے۔ جب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ وضو کرتے مسواک ضرور کرتے۔ ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب جبرائیل علیہ السلام آتے ہیں، مجھے مسواک کا حکم ضرور دیتے ہیں۔''[1] عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ حضور ﷺ اتنی مسواک کرتے کہ ہمیں ڈر رہتا کہیں حضور ﷺ کے مسوڑھے چھل نہ جائیں۔[2] یعنی آپ احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے بکثرت مسواک کرتے تھے۔

دانتوں کی صفائی

آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرماتے کہ مسواک ضرور کیا کرو۔ اس سے روحانی فائدے بھی حاصل ہوتے ہیں اور مادی بھی۔ مادی یہ کہ تمھاری صحت اچھی رہے گی، معدہ کو تقویت پہنچے گی، دماغ صاف اور روشن ہوگا، بصارت بڑھے گی اور روحانی یہ کہ جس وضو میں مسواک کی جائے گی اس نماز کا اجر دوسری نماز سے ستر گنا زیادہ ملے گا۔[3]

بے شک مسواک کو ایک ظاہر بین انسان معمولی تصور کرتا ہے مگر جب اس کے روحانی فوائد کے علاوہ طبی فوائد پر نظر کرتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ دانت، مسوڑھے، زبان، دماغ، حلق وغیرہ جملہ اعضاء کے فضلات کو جس خوبی اور آسانی سے مسواک دور کر سکتی ہے اور کوئی چیز بھی ان فضلات کی مضر تاثیرات سے انسان کو نہیں بچا سکتی۔

پیلو کی لکڑی، دانتوں اور مسوڑھوں کی حفاظت اور ان رطوبات فاسدہ کو خارج کرنے کے لیے طبی طور پر ایک نہایت اچھی دوا ہے۔ جب اسے بطور مسواک استعمال کیا جائے۔ گندہ دہنی (منہ کی غلاظت) کو دور کرتی ہے۔ رطوبات فاسدہ کا اخراج کرتی ہے۔ جبکہ اسے پانچ دفعہ پابندی سے استعمال کیا جائے تو یقیناً یہ (ہوا سے اڑ اڑ کر) دانتوں اور منہ میں پہنچنے والے ذروں، مادوں اور جراثیم سے حفاظت کا ایک قطعی بیمہ ہے۔ اس خوشبودار

---

(1) سنن ابن ماجه، الطهارة، باب السواك، حديث: 289. (2) سنن ابن ماجه، حديث: 289. (3) بيهقي في شعب الإيمان: 2773، ومسند أحمد: 272/6. روایت ضعیف ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لکڑی کی مسواک سے آلاتِ چشم پر بھی عمدہ اثر پڑتا ہے اور قیامِ بصارت میں بھی بہت مدد ملتی ہے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے ہندو اور سکھ بھی داتن کرتے ہیں۔ یہ انھیں کوئی مذہبی حکم نہیں بلکہ طبی طریق پر اس کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ ڈاکٹر بھی دانتوں کے مریضوں کو اکثر برش کی تلقین کرتے ہیں اور اب تو عام انگریز بھی برش کی ضرورت کو محسوس کرنے لگے ہیں۔

طب مغربی اور طب نبوی

نئی طبی تحقیقات نے دانتوں کی اس بیماری کا، جسے طب قدیم ''گندہ دہنی'' اور گوشت خور (پائیوریا) کے نام سے صدیوں پہلے جانتی تھی، نہایت شدومد سے نشر کیا ہے۔ اور قرار دیا ہے کہ یہ بیماری انسان کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ معدہ کی خرابی سے یہ بیماری پیدا ہوتی ہے اور معدہ کی تباہی اس بیماری کا نتیجہ ہوا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ تپ دق کا مرض اس سے پیدا ہوتا ہے لیکن یہ حضور ﷺ کا کام تھا کہ ساڑھے تیرہ سو سال پہلے اس حقیقت کو واشگاف کردیا، اور قبل اس کے کہ تمدن و تہذیب کی ترقی عالمگیر طور پر اس مرض کو پیدا کرتی، اس کی پیدائش کو بند کرنے کا طریقہ بھی بتلا دیا۔ اور پھر طریقہ کیسا؟ بالکل سادہ، نہایت سستا، اور ہر شخص کے لیے عملی، جو ہر جگہ میسر آسکے اور بلا تکلف بہم پہنچ سکے۔

ایک شخص جو ضرورت سے زیادہ اپنے معدے پر غذا کا بوجھ نہیں ڈالتا (اور یہ عادت ٹھیک سنت نبوی کا اتباع ہے) اور اس وجہ سے اس کے معدے میں خراب گیس اور خراب بخارات نہیں اٹھتے۔ نہ خون میں وہ خرابی پیدا ہوتی ہے جو گوشت خورہ اور پائیوریا کو پیدا کرے۔ اس کے ساتھ وہ پانچ دفعہ دن رات میں دانتوں اور مسوڑھوں کو خراب رطوبتوں، مادوں اور جراثیم سے پاک صاف کرتا رہتا ہے، اس کو یہ بیماری پیدا نہ ہوگی۔ اگر پیدا ہو جائے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو قبل اس کے کہ وہ ایسی ترقی کرے کہ دانت اکھڑوانے اور اس طرح آلاتِ انہضام کی اولین پوزیشن کو تباہ و برباد کرنے کے غیر قدرتی فعل کا ارتکاب کرے، وہ اس بیماری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ کسی ہسپتال میں جا کر نہیں، یورپ کے کسی ماہر فن کی فیس ادا کر کے نہیں، دانت اکھڑوا کر اور چہرہ بگڑوا کر نہیں، بلکہ محض ایک معمولی لکڑی سے اور محض دنیا کے طبیب اعظم (فداہ ابی وامی وروحی وجسدی) ﷺ کے ایک بتائے ہوئے اصول حفظانِ صحت پر عمل کر کے۔ یعنی وہ پانچ نمازوں کے وقت تازہ اور صاف مسواک کرلیا کرے۔ جملہ امراضِ دندان سے نجات مل جائے گی۔

دانتوں کی صفائی کے فوائد

تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ مسواک کی مداومت سے منہ اور معدہ کی تمام بیماریاں دور ہوجاتی ہیں، نزلہ وزکام سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ بینائی و حافظہ بڑھ جاتا ہے۔ سل اور دق کا اندیشہ تک نہیں رہتا، قبض جیسا نامراد مرض اس سے دور ہو جاتا ہے، بشرطیکہ اس کا عمل روزانہ ہوتا رہے۔

مسواک نیم، کیکر، الائچی، پھلاہی اور شیشم کی بھی بہت مفید ہے مگر پیلو کی تازہ شاخ تو سب پر فضیلت رکھتی ہے۔ مسواک جتنی صاف اور ستھری ہو اتنی ہی منفعت بخش ثابت ہوتی ہے۔

وضو کا صحت پر اثر

2 حضور ﷺ نے ہر نماز کے لیے اپنی امت کو جو وضو کی تعلیم دی ہے اگر سوچا جائے تو علاوہ روحانی فوائد کے اس میں بہت سے طبی فوائد بھی مضمر ہیں۔

ہوا اور پانی پر انسان کی زندگی کا دارومدار ہے۔ اور پانچ دفعہ کا یہ غسل معدہ کے ذریعہ سے نہیں، بلکہ مسامات کے ذریعہ سے بقائے زندگی کی اس چیز (پانی) کا ضروری حصہ قدرتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طور پر جسم انسان کے اندر پہنچتا ہے۔ اس کیساتھ وہ جسم کے کھلے ہوئے اعضاء کی کثافتوں کو پانچ دفعہ دور کرتا رہتا ہے۔ سائنس کی نئی تحقیق بتاتی ہے کہ ہوا کے ذرات میں مل کر اڑنے والے اربوں جراثیم ہیں جو اندر پہنچ کر فنا ہوجاتے ہیں۔ اور بہت سے ہیں جو اندر پہنچنے کے راستوں میں رہ جاتے ہیں۔ لیکن وضو میں تین دفعہ صاف پانی سے کلی اور غرغرہ کیا جاتا ہے۔ جس سے منہ اور حلق کو پاک وصاف کردیا جاتا ہے۔ تین دفعہ ناک کے پورے بانسے کو دھو کر صاف کیا جاتا ہے اور جراثیم کے اندرونِ جسم میں داخل ہونے کے ان راستوں کو قدرتی اور سادہ طریقہ سے صفائی (ڈس انفکٹ) کردی جاتی ہے۔ اور منہ پر کپڑا باندھنے کے (جیسا کہ بعض ہندو خصوصاً جین ازم والے کرتے ہیں) غیر قدرتی عمل کی بجائے اس قدرتی طریقۂ صفائی سے حفاظتِ جراثیم کا مقصد بھی پورا ہوجاتا ہے اور نَفَس (سانس) کی آمد و شد اور تازہ اور زندگی بخش ہوا کے بلا روک ٹوک اندر جانے، پیٹ کی خرابی اور گیس کے باہر خارج ہونے میں کوئی مزاحمت بھی نہیں ہوتی۔ اور اس عمل کی 24 گھنٹے میں 5 دفعہ تکرار اچھی طرح سے اس کے ظاہری طبی مقصد کو بھی پورا کر دیتی ہے۔

رات بھر کی نیند کے بعد جبکہ انسان سوئے ہوئے ''بدل ما یتحلل'' تھکے ماندے اعضائے بدن کے لیے حاصل کرلیتا ہے اور بیکار اجزاء مسامات کے ذریعے خارج ہوتے رہتے ہیں۔ اور جسم کے کھلے ہوئے اعضاء پر جو مادہ یا حسب تحقیقات جدید ''جراثیم'' جمع ہوجاتے ہیں۔ تو مسلمان رفع ضروریات کے بعد پہلا کام یہ کرتا ہے کہ پاک وصاف پانی سے (وضو کے لیے شرعاً ضروری ہے کہ پانی پاک وصاف ہو) اپنے تمام کھلے ہوئے اعضاء کی تین دفعہ شست وشو (صفائی) کرتا ہے اور رات بھر میں جمع ہونے والی کثافتوں کو دور کرتا ہے۔ طلوع آفتاب سے پہلے تازہ پانی سے بذریعہ مسامات جدید تغذیہ بھی حاصل کرتا ہے۔ اور اعضاء پر جو مادے یا جراثیم رات بھر میں جمع ہوگئے تھے ان کو بھی دور کردیتا ہے۔ پھر نصف دن گزر جانے کے بعد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جبکہ آفتاب کی حرارت سے (یا سرد ممالک میں کاروبار زندگی کی تکان سے) وہ خستہ اور ماندہ ہوجاتا ہے، اسے یہ مفرح اور زندگی بخش غسل کرایا جاتا ہے۔ جس سے کثافتوں اور جراثیم کا بھی ازالہ ہوجاتا ہے اور اس غسل سے تازگی بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ اس کے 3 یا 4 گھنٹے بعد جبکہ اس وقفہ میں کاروبار کی محنت دن کے پہلے نصف حصہ سے زیادہ تھکا دینے والی ہوتی ہے، وہ پھر اس غسل کی تکرار کرتا ہے اور اس کے فوائد معلومہ کو حاصل کرتا ہے۔ پھر غروب آفتاب کے وقت جبکہ عصر و مغرب کے اس درمیانی حصہ میں تحلیل اجزاء، دن کے تمام حصوں سے زیادہ ہوگئی ہے، وہ پھر اس زندگی بخش غسل سے تازہ دم ہوتا ہے۔ مغرب کے بعد عشاء کا وقت ہے جو دن بھر کے کاروبار کے بعد رات کے آرام کو شروع کرنے کا اور بستر خواب پر جانے کا ٹائم ہے، اب ضرورت ہے کہ وہ بستر پر اس حالت میں جائے کہ پاک و صاف حالت میں ہو اور تازہ دم ہو، تاکہ گہری اور آرام کی نیند سے فائدہ اٹھا سکے۔ اس لیے آخری دفعہ وہ ایک تہائی رات گزر جانے کے بعد اب پانچویں دفعہ اس فائدہ بخش غسل کا نفع حاصل کرتا ہے۔

روزانہ اس پانچ بار کے غسل (وضو) کے جسمانی فوائد اور طبی منافع پر غور کیجیے کہ وہ کس قدر بیّن اور ظاہر ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھیے کہ یہ طریق مشرق و مغرب کے گرم اور ٹھنڈے ملکوں کے لیے کس قدر آسان اور یکساں طور پر مفید ہے جو حضور ﷺ نے اپنی امت کے لیے جاری کردیا ہے۔ پورے غسل کی طرح اس میں کوئی دشواری بھی نہیں جو ٹھنڈے ملکوں یا قلتِ آب کے مقامات پر پیش آتی ہے۔ یہ تو حفظانِ صحت کا ایک سادہ اور عملی طریقہ ہے جو ہر جگہ ہر شخص کے لیے مفید بھی ہے اور آسان بھی ہے۔

غسل کے طبی فوائد

❸ پھر حضور ﷺ نے بطور حفظ ماتقدم اپنی امت کے لیے پورا غسل بھی ضروری ٹھہرا دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دن کے اس پانچ مرتبہ غسل کے علاوہ پورے بدن کا غسل یوں تو جب کوئی چاہے کرے اور جتنی بار چاہے کرے مگر حضور ﷺ نے اسے ہر جمعہ کے دن ضروری قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

«اِذَا جَآءَ اَحَدُکُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ»

''جب کوئی جمعہ کے لیے آئے تو غسل کرے۔''①

پھر ارشاد فرمایا:

«غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ. اَیْ بَالِغٍ»

''ہر بالغ پر جمعہ کا غسل فرض ہے۔''②

اور متاہل (شادی شدہ) آدمی پر مجامعت کے بعد جو غسل قرار دیا ہے۔ اس میں بھی یہی حکمت ہے کہ چونکہ مجامعت کا فعل جسم کے مادوں کو مساماتِ جسم کی طرف متحرک کر دیتا ہے، اس لیے تمام جسم کو خوب دھویا جائے۔ اور ایک بال برابر جگہ بھی خشک نہ چھوڑی جائے تاکہ کثیف مادے ہر مسامِ جسم سے خارج ہو جائیں اور بدن تازہ پانی سے بذریعہ مسامات نیا تغذیہ بھی حاصل کرے۔ اور فعل مجامعت سے جو تکان پیدا ہوتی ہے اس سے تحلیل اجزاء جسم ہوتی ہے تو اس طرح جسم کو ایک حد تک اس کا معاوضہ حاصل ہو جائے۔

نماز پنجگانہ کے طبی فوائد

❹ اسی طرح ہمیں نماز پنجگانہ کا حکم، جو درحقیقت بہت سے باطنی اور روحانی فوائد حاصل کرنے کے لیے دیا گیا تھا، اپنے اندر کئی جسمانی اور طبی فائدے بھی رکھتا ہے۔ اگر اس

① صحيح البخاري، الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة، حديث: 877، و صحيح مسلم، الجمعة، باب كتاب الجمعة، حديث: 844. ② صحيح البخاري، الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة، حديث: 879، و صحيح مسلم، الجمعة، حديث: 846.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے روحانی فوائد سے قطع نظر کر کے سطحی نظر سے دیکھا جائے تو نماز سے پانچ دفعہ دن اور رات میں تمام جسم میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے، جو قوی اور کمزور، جوان اور بوڑھے، عورت اور مرد سب کے لیے بہترین طبی منافع کی ضمانت ہے۔ اس سے زائد رطوبات جسمیہ کی تحلیل ہوتی ہے۔ اس سے آلات انہضام کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور فعل ہضم کے درست اور باقاعدہ ہونے پر ایک طرح کی مدد مل جاتی ہے۔ نیز اس عبادت سے اعضائے رئیسہ پر خوشگوار اثر پڑتا ہے جس کے نتیجے میں پورا جسم چاق و چوبند اور نشاط انگیز ہو جاتا ہے۔ اور دن اچھا گزرتا ہے۔

روزے کے جسمانی فوائد

5 اسی طرح روزہ کو دیکھ لیجیے جو اپنے مہتم بالشان روحانی فوائد کے ساتھ ساتھ ایسے بہترین جسمانی فوائد انسان کو پہنچاتا ہے جو کسی دوسرے طریقہ سے ممکن نہیں۔ روزہ ضبط نفس کی عادت پیدا کرتا ہے اور ضبط نفس سے اعلیٰ کریکٹر پیدا ہوتا ہے۔ روزہ مصائب کے وقت انسان کو صبر و برداشت کے ساتھ مشکلات و مصائب کے ہجوم میں سے کامیابی کی راہ نکالنے کی عادت سکھاتا ہے۔ روزہ سے امیروں کو غریبوں کی بھوک اور پیاس کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ اور اس طرح خدمت عوام اور خدمت غرباء کی عالمگیر تحریک کو مدد ملتی ہے۔ اس کے علاوہ روزہ میں ہر امیر و غریب اور گورے کالے کے لیے بہترین طبی منافع ہیں کہ سال بھر میں جتنے فاسد مادے جسم میں جمع ہو جاتے ہیں روزہ کی حرارت ان کو سادہ اور قدرتی طور پر فنا کر دیتی ہے، اخلاط کی تعدیل کرتی اور مزاج کو صحیح اور روح کو طاقتور بناتی ہے۔

کم خوری کے طبی فوائد

6 معدہ اطباء کے نزدیک ایک چکی ہے جو غذا کو پیس پیس کر رقیق القوام بناتا ہے۔ اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معتدل و مصفٰی کر کے جگر کو پہنچا دیتا ہے اور جگر میں اس کا صالح خون بن کر بذریعہ قلب تمام جوارح اور عروق میں پہنچتا اور بدل لا تحلل ہوا کرتا ہے۔ چکی کا قاعدہ ہے کہ اگر رات دن چلتی رہے تو جلد خراب ہو جاتی ہے۔ البتہ ایسی چکی جو چند دن چلے اور کچھ دن بند رہے، وہ عرصہ تک کام دیتی ہے کہ روزہ دار اور کم کھانے والے اشخاص کی عمر ہمیشہ شکم سیر لوگوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے اور صحت بھی قابل رشک ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور ﷺ ماہ رمضان کے روزوں کے علاوہ، سال بھر میں عموماً اور بھی روزے رکھا کرتے تھے۔ ہر مہینے میں (ایام بیض چاند کی 13,14,15 کے) تین روزے تو خصوصیت سے رکھا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن افطار کرنے کا بھی ذکر ملتا ہے۔[1] اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی یہی تعلیم دیا کرتے تھے۔ اور جب کھاتے تھے تو شکم سیر ہو کر نہ کھاتے تھے بلکہ بہت تھوڑی غذا کھاتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمھیں معدہ کے تین حصے کر لینے چاہئیں۔ ایک غذا کے لیے اور ایک حصہ پانی کے لیے اور ایک حصہ یادِ حق[2] کے لیے۔[3]

اندروں از طعام خالی دار
تا دراں نورِ معرفت بینی[4]

حضور ﷺ کا حکیمانہ ارشاد

حضور ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے کہ جب تک بھوک خوب نہ لگے، کھانا نہ کھاؤ اور ابھی

---

[1] أبو داود، الصوم، باب فی صوم الثلاثة، حدیث: 2450 وجامع الترمذی، الصوم، باب ماجاء فی صوم یوم الجمعة، حدیث: 742. [2] مولف رحمہ اللہ نے (وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ) کے معنی "یادِ حق" کیے ہیں۔ جبکہ اس کے حقیقی معنی سانس کے ہیں۔ شاید مولف نے سانس اور یادِ حق کو لازم ملزوم قرار دے کر مجازاً یہ معنی کیے ہیں۔ (ن۔ف) [3] جامع الترمذی، الزهد، باب ماجاء فی كراهية كثرة الاكل، حدیث: 2380. [4] مطلب یہ کہ اپنے پیٹ کو زیادہ خوراک سے نہ بھرو تا کہ نورِ معرفتِ حق کا مشاہدہ کر سکو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بھوک باقی ہوتو کھانے سے ہاتھ اٹھالو۔[1]

یہ حفظان صحت کا وہ سب سے بڑا اصول ہے جسے آج دنیا تسلیم کر چکی ہے۔ جب تک مسلمان اپنے ہادی ﷺ کی اس تعلیم پر عامل رہے وہ بہت ہی کم حکیموں اور ڈاکٹروں کے محتاج ہوئے۔ مگر جونہی انھوں نے اس عادت کو چھوڑا وہ مختلف امراض کے شکار بن گئے۔

ایک تاریخی واقعہ

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ صدر اول میں ایک بادشاہ نے مسلمانوں کی خدمت کے لیے اپنا ایک خاص طبیب بھیجا جو ایک عرصہ تک مدینہ منورہ میں بیکار بیٹھا رہا اور اس کے پاس کوئی بیمار نہ آیا۔ بالآخر تنگ آکر اس نے پوچھا:

اس کی کیا وجہ ہے کہ اتنے بڑے شہر میں آج تک ایک مریض بھی علاج کے لیے میرے پاس نہیں آیا؟

اسے بتایا گیا کہ مسلمانوں کو ان کے طبیب اعظم ﷺ نے صحت اور تندرستی کے متعلق ہدایات دے رکھی ہیں۔ اور جب سے مسلمان ان پر عامل ہیں وہ صحت اور تندرستی کے لحاظ سے دنیا کی جملہ اقوام پر سبقت لے گئے ہیں۔

وہ طبیب یہ سن کر حیران رہ گیا۔ اور مدینہ منورہ چھوڑ کر چلا گیا۔ کہ جو قوم اپنے معدہ کی نگہداشت رکھتی ہے وہ کبھی بیمار نہیں ہوسکتی۔ اور معدہ کی نگہداشت یہی ہے کہ اس پر زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے اور ہلکی اور زود ہضم غذا استعمال کی جائے۔

اطباء کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ ''پرہیز و احتیاط'' دوا اور علاج سے بہتر ہے۔ قدرت کے اس اٹل اصول کی روزہ اور فاقہ میں جس قدر عملی اور کامل تعلیم ہے کسی اور تدبیر میں نہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ روزہ اور اس کے فلسفہ اور اس کے لاثانی طبی منافع یہ ایک تنہا شے اس

---

[1] جامع الترمذی، الزھد، باب ماجاء کراھیۃ کثرۃ الاکل، حدیث: 2380۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حقیقت کو ''سائنٹیفک طریقہ'' پر ثابت کرنے کے لیے موجود ہے کہ اسلام ہی دین فطرت ہے۔ اسلام ہی اصل قوانین فطرت کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور اسلام ہی میں یہ طاقت ہے کہ ایسا نظام دنیا کے روبرو پیش کرے، جو وحشی اور مہذب، غریب و امیر، اسود و احمر کے لیے یکساں طور پر مفید ہو۔ اور ایک عالمگیر عملی نظام ثابت ہو۔

آپ بے شک اسلام کی ایک ایک تعلیم اور ایک ایک اصول کو طبی نقطۂ نگاہ سے دیکھیں، یقیناً اس میں آپ کو بے شمار فوائد نظر آئیں گے۔

سادہ خوراک کی ہدایت

7 صحت و تندرستی قائم رکھنے کے لیے جہاں آپ ﷺ نے سیر شکمی کی بجائے قلیل غذا کو ترجیح دی ہے، وہاں انواع و اقسام کے پر تکلف اور مرغن کھانوں سے سادہ کھانوں کو افضل قرار دیا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ ﷺ جو کے آٹے یا سادے آٹے کو جس میں چھان بورا بھی موجود ہوتا تھا۔ زیادہ پسند فرمایا کرتے تھے۔[1] سادے آٹے کی خوبیاں معلوم کرنا ہوں تو جرمن ڈاکٹروں کا صرف ایک ہی قول سن لو۔ وہ لکھتے ہیں کہ ''چھان بورا سل اور دق نہیں ہونے دیتا۔''

چھان بورا کے فوائد

یونانی طب میں ''چھان بورا'' بطور دوائی کے کئی جگہ استعمال ہوتا ہے۔ زکام میں اس کا جوشاندہ مفید ہے۔ خفقان میں اس کا خیساندہ[2] موجب تسکین ہے۔ نمک کے ساتھ گرم کر کے ٹکور کرنا ہر جگہ درد کو آرام دیتا ہے۔ آٹے میں ملا کر کھانے سے قبض مطلقاً نہیں ہونے

---

[1] صحیح البخاری، الاطعمة، باب النفخ فی الشعیر، حدیث: 5410-5414. [2] خیساندہ: کسی چیز کو بغیر جوش دیے پانی میں بھگو دینا تاکہ اس کے اثرات پانی میں آ جائیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیتا اور معدہ طاقتور ہو جاتا ہے۔ امعا (انتڑیوں) کی رطوبتیں جذب ہو جاتی ہیں۔ اور تمام اندرونی بیماریوں کو نافع ہے۔

پانی پینے میں ہدایات

8 کھانے کے بعد پانی کا درجہ ہے۔ آپ ﷺ نے پانی میں بطور حفظ ماتقدم تعلیم دی ہے اور فرمایا ہے کہ پانی بیٹھ کر پینا چاہیے۔ اور یکدم ایک ہی سانس میں نہیں پینا چاہیے بلکہ تین سانس لے کر پینا چاہیے۔[1] اس میں یہ فائدہ ہے کہ آدمی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ مجھے کتنی پیاس ہے۔ اور اپنی پیاس کے موافق پانی پیے گا۔ اور اس طرح ویسے بھی کم پانی پیا جائے گا۔ ایک ہی بار پینے سے آدمی زیادہ پانی پیتا ہے جو اس کے لیے تکلیف دہ ثابت ہوتا اور بعض صورتوں میں خطرناک ہوتا ہے۔

داڑھی اور مونچھوں کے احکام

9 داڑھی اور مونچھوں کے متعلق جو آنحضرت ﷺ نے حکم دیا ہے اگر بغور دیکھا جائے تو مذہبی شعار کے علاوہ اس میں بھی ہمارا ہی فائدہ ہے، جو حضور ﷺ نے طبی نقطۂ نگاہ سے پیشگی حفاظت کے لیے ہمیں بتادیا ہے۔ فرمایا:

«وَفِّرُوا اللُّحٰی وَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ»

''داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔''[2]

یہ الگ بات ہے کہ آج ہم حضور ﷺ کے اس ارشاد کا الٹ کر رہے ہیں۔ داڑھی منڈاتے ہیں اور مونچھیں بڑھاتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ہمارا یہ فعل ہمارے ہی لیے

---

[1] مسلم، الاشربة، باب في الشرب قائما، حديث: 2024-2028. [2] صحيح البخاري، اللباس، باب تقليم الاظفار، حديث: 5892، و صحيح مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، حديث: 259.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مضر ہے۔ اور اس میں سراسر ہمارا ہی نقصان ہو رہا ہے نہ صرف روحانی بلکہ جسمانی بھی۔
مونچھوں کے لمبے بال جس قدر ہمارے لیے مضر اثرات پیدا کر سکتے ہیں وہ ایک سطحی نظر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ناک کے ذریعے سے معدہ، قلب، دماغ بلکہ تمام بدن کے بخارات متعفنہ اور رطوبات لزجہ دفع ہوتی ہیں۔ اور مونچھوں کے بال سب سے پہلے ان سے متاثر ہو کر زہریلا اثر پیدا کرتے ہیں۔ اس لیے ان کو اس قدر کٹوانے کا حکم ہوا ہے کہ وہ ہماری خورد و نوش کی چیزوں میں نہ ڈوب سکیں اور نہ ہی انسانی خوراک ان کے ملنے سے زہریلا اثر قبول کر سکے۔

اسی طرح داڑھی کے متعلق بھی اب ڈاکٹروں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ دراصل قدرت نے یہ ہمارے جبڑے اور دانتوں کی حفاظت کے لیے پیدا کر رکھی ہے۔ یہ ایک مفید چیز ہے جس سے ہم جبڑے اور دانتوں کی اکثر تکالیف سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

ڈاکٹر میکڈانلڈ کی جدید تحقیقات

واشنگٹن کے مشہور ڈاکٹر اے میکڈانلڈ نے اپنی جدید تحقیقات کی بنا پر لکھا ہے کہ میں نے اس جانچ کے لیے 35 مضبوط اور تندرست آدمیوں پر تجربہ کیا ہے۔ جن کی عمریں 25 سے 40 سال کے درمیان تھیں پہلے وہ داڑھی رکھتے تھے۔ بعد میں منڈوانی شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے صرف 14 آدمی صحیح و سلامت رہے اور باقی سب آدمی دانتوں اور جبڑے کی شکایت میں مبتلا ہو گئے۔

پھر یہی ڈاکٹر لکھتا ہے:

> ''داڑھی والے لوگوں کو بہت ہی کم پھیپھڑے کی شکایت ہوتی ہے۔ نیز تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ داڑھی متواتر منڈوانے سے انسان کی عمر کم ہو جاتی ہے۔ اور وہ قبل از وقت راہی ملک عدم ہو جاتا ہے۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

المختصر حضور ﷺ کے ہر ایک حکم میں بہت سے طبی فوائد مضمر ہیں۔ آپ ﷺ نے ناخن ترشوانے، بغلوں کے بال اتروانے اور زیر ناف بال لینے کے متعلق جو ارشاد فرمایا ہے اور اسے اپنی سنت و امور فطرت سے ٹھہرایا ہے۔[1] اس میں بھی یہی حکمت مضمر ہے۔

بینائی کے بارے میں حضور ﷺ کی ہدایات

10 قوت بینائی کو بحال رکھنے کے لیے آپ ﷺ نے بطور حفظ ماتقدم ہمیں سرمہ استعمال کرنے کی تلقین فرمائی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور ﷺ روزانہ رات کو اچھی قسم کا سرمہ استعمال فرمایا کرتے تھے۔[2]

عرب میں ایک عورت زرقاء نامی گزری ہے۔ وہ اپنی تیزی بصارت کی وجہ سے بہت مشہور تھی۔ یہاں تک کہ وہ تین دن کے راستے تک دیکھ سکتی تھی۔ ڈاکٹروں نے جب اس کی بینائی کی تحقیق کی تو سوائے سیاہ رگوں کے اور کچھ نہ دکھائی دیا۔ اس سے پوچھا گیا تو اس نے جواب میں کہا:

''میں صرف کھجور اور مکھن کھاتی ہوں۔''

ڈاکٹروں نے تسلیم کر لیا کہ یہی وجہ ہے کہ اس کی نگاہ اس قدر تیز واقع ہوئی ہے۔ اب بھی جو پرانے لوگ موجود ہیں، ہماری بہ نسبت ان کی نظریں بہت تیز ہیں۔ اور اس کی یہی وجہ ہے کہ وہ سرمہ اور مقوی دماغ چیزیں استعمال کرتے ہیں۔ اور ہم بجائے سرمہ اور مقوی

---

1. صحیح البخاری، اللباس، باب تقلیم الاظفار، حدیث: 5890-5891، و صحیح مسلم، الطھارۃ، باب خصال الفطرۃ، حدیث: 257-261۔ 2. جامع الترمذی، اللباس، باب ماجاء فی الاکتحال، حدیث: 1757، و سنن ابن ماجه، الطب، باب من اکتحل وترا، حدیث: 3499. اسی طرح آپ ﷺ نے ''اثمد سرمے'' کے متعلق ارشاد فرمایا: «عَلَيْكُم بِالْإِثْمِدِ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ» ''اثمد سرمے کا استعمال لازمی کیا کرو کیونکہ وہ نظر تیز کرتا اور پلکوں کے بال اگاتا ہے۔'' (سنن ابن ماجه، الطب، باب الکحل بالإثمد، حدیث: 3495) (ن۔ف)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دماغ چیزوں کے عینک لگاتے ہیں۔

ذرا غور کرو حضور سرور عالم طبیب اعظم ﷺ کے ان ارشادات پر!! جو بظاہر ہمیں مسئلے کی شکل میں معمولی نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں وہ اپنے اندر کس قدر طبی فوائد رکھتے ہیں کہ ہماری صحت و تندرستی کا انحصار انھی پر موقوف ہے۔

حضور ﷺ کے معالجات

حضور ﷺ نے جہاں ہمیں حفظانِ صحت کے اصول سکھائے وہاں عند الضرورت بعض مریضوں کو علاج بھی بتائے۔ تاکہ آنے والی نسلیں اصول علاج سے بھی آگاہ ہو جائیں۔ آپ نے علم طب کسی استاد سے حاصل نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس کے متعلق کسی سے نسخے دریافت کیے، بلکہ یہ فن وہبی طور پر آپ ﷺ کو عطا کیا گیا تاکہ آپ ساری دنیا کے استاد بن جائیں۔

کتب احادیث و سیر میں اس باب کے متعلق آپ ﷺ کے بہت سے واقعات درج ہیں۔ مگر ہم بطور نمونہ ''مشتے از خروارے صرف''[1] چند ایک نقل کیے دیتے ہیں۔

شہد کے فوائد

❶ شہد ایک نہایت مفید چیز ہے۔ جس کے متعلق اطبائے یونان نے بہت کچھ لکھا ہے۔ مگر حدیث میں وارد ہے کہ حضور ﷺ شہد کو بہت پسند فرماتے تھے۔[2] اور اکثر اس کا استعمال کیا کرتے تھے بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تندرست آدمی مہینے میں تین دفعہ بقدر اشتہاء (چاہت) شہد استعمال کر لیا کرے تو ہمیشہ ہی تندرست رہ سکتا ہے اور جملہ

---

[1] ''ڈھیر سے ایک مٹھی'' یا ''دیگ سے چند چاول'' [2] صحیح البخاری، الطلاق، باب ﴿لم تحرم .... ﴾ حدیث: 5268.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امراض کے حملوں سے بچ سکتا ہے۔[1]

کسی کو بدہضمی کے اسہال آرہے تھے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ نے بطور علاج "شہد" بتایا۔ مگر اس کے استعمال کرنے سے اسہال زیادہ ہوئے۔ بیمار کی طرف سے شکایت پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی استعمال کرو۔ چنانچہ پھر استعمال کیا گیا تو فوراً آرام ہو گیا۔[2] اصل بات یہ تھی کہ آپ ﷺ نے سمجھ لیا تھا کہ اس کے بدن میں ردی مواد جمع ہو گئے ہیں۔ جب تک وہ پورے طور پر نہیں نکلیں گے، آرام نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

عودِ ہندی اور عودِ بحری سے علاج

2. ایک عورت کا بچہ بیمار ہو گیا۔ کسی نے کہا "مالش کرو!" مالش کرنے سے اس کی شکایت اور بڑھی۔ اور حضور ﷺ کے پاس پہنچی۔ آپ نے فرمایا:

"مالش سے اسے دکھ نہ دو، عودِ ہندی کا سفوف دو۔"

اس نے یہی کیا۔ اور بچے کو آرام آ گیا۔[3]

3. ایک شخص کو ذات الجنب (پسلی کا درد) تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عودِ بحری اور روغن زیتون کا استعمال کرو۔[4] عودِ بحری ایک ایسی سیاہ رنگ کی لکڑی ہے کہ پانی میں فوراً ڈوب جاتی ہے۔ مزہ میں تلخ اور رنگت میں بھوری یا سیاہ ہوتی ہے۔ عود البحر کا کچھ کرشمہ دیکھنا ہو تو اسے پیس کر قدرے سنبل الطیب اور لونگ ملا کر شہد میں لوگی بناؤ اور کھاؤ پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارے آقائے نامدار ﷺ کی منتخب کردہ دوائی کیا چیز ہے!!

---

[1] سنن ابن ماجه، الطب، باب العسل، حديث: 3450. [2] صحيح البخاري، الطب، باب الدواء بالعسل، حديث: 5684، و صحيح مسلم، السلام، باب التداوي بسقي العسل، حديث: 2217.
[3] صحيح البخاري، الطب، باب اللدود، حديث: 5713، و صحيح مسلم، السلام، باب التداوي بالعود الهندي، حديث: 2214. [4] جامع الترمذي، الطب، باب ماجاء في دواء ذات الجنب، حديث: 2078، و سنن ابن ماجه، الطب، باب دواء ذات الجنب، حديث: 3467.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سنا مکی سے علاج

4 عرب میں چونکہ گرم آب و ہوا کی وجہ سے صفراوی یا خونی بخار ہوتا تھا۔ اور وہاں کا مقامی مروجہ علاج شبرم سے کیا جاتا تھا۔ جو سخت گرم اور زہریلے دانے ہوتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے اس کی اصلاح کر کے یوں فرمایا:

''سنا مکی استعمال کرو۔''[1]

مکہ کے علاوہ ہندوستان یا دوسرے پہاڑی علاقوں میں جو سنا ہوتی ہے اس میں وہ فوائد نہیں جو مکے کی سنا مکی میں موجود ہیں۔ اگر ہیں بھی تو بہت کمزور مقدار میں۔ مکے کی سنا چھوٹی پتی والی اور لطیف ہوتی ہے، اور دوسرے علاقوں کی سنا سبز، مائل بہ سپیدی ہوتی ہے اور پتی بھی کرخت اور غلیظ (موٹی) دکھائی دیتی ہے۔

سنا مکی انسانی جلد کو صاف کرتی ہے۔ صفراوی خارش کی عمدہ دوا ہے۔ مختصر یہ کہ لائق طبیب سنا اور سنا کے مرکبات سے تمام بیماریوں کا علاج کر سکتا ہے۔ اس میں بڑی خوبی یہ ہے کہ باوجودیکہ مسہل ہے پھر بھی معدہ کو تقویت دیتی ہے۔ اور بدن میں چستی پیدا کرتی ہے۔ اس کے استعمال کرنے والے کے بدن میں کبھی ردی مواد جمع نہیں ہوتے اور نہ وہ موذی بیماریوں سے نڈھال ہوتا ہے۔

کلونجی سے علاج

5 آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''شونیز (کلونجی) تمام بیماریوں کی دوا ہے۔''[2] کلونجی ایک گرم وخشک دوائی ہے۔ دانے چھوٹے چھوٹے اور تیز ہوتے ہیں سرد مزاج والوں کے

---

[1] جامع الترمذی،الطب، ماجاء فی السناء، حدیث :2081، و سنن ابن ماجه، الطب، باب دواء المشی، حدیث :3461. [2] صحیح البخاری، الطب، باب الحبة السوداء ، حدیث :5688، و صحیح مسلم، السلام، باب التداوی بالحبة السوداء ، حدیث :2215.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیے نہایت مفید ہے۔ گرم مزاج والوں کو سرکہ کے ساتھ استعمال کرنی چاہیے۔ سرکہ میں ملانے سے خارش کے لیے بھی فائدہ مند ہو جاتی ہے۔ بلغمی اور صفراوی بخاروں کو دور کرتی ہے۔ معدہ و امعاء، دماغ اور ناک اس کے استعمال سے صاف رہتے ہیں۔ اس کے اور بھی بہت سے فوائد ہیں جو اطباء سے مخفی نہیں۔

بخار کا علاج

6 بخار کا ذکر ہو رہا تھا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''(صفراوی یا وبائی) بخار دوزخ کی گرمی سے ہے۔ اسے پانی سے سرد کرو۔''[1]

بقول اطباء جسے بخار آتا ہو وہ صبح سویرے اٹھے اور کسی نالہ یا نہر پر چلا جائے، جو مغرب کو بہہ رہی ہو۔ مشرق کو منہ کر کے جدھر سے پانی آرہا ہو (غسل کرے) ان شاء اللہ دو تین روز ہی میں آرام ہو جائے گا۔

یہ وہ علاج ہے جس پر جرمن کے ڈاکٹر آج نازاں ہیں کہ بغیر دوائی کے علاج کیا جاتا ہے۔ انھوں نے ٹب تیار کر رکھے ہیں۔ ان میں بیمار کو بٹھا کر غسل دیتے ہیں، چند دن کے بعد وہ اچھا ہو جاتا ہے۔

فسادِ خون کا علاج

عرب میں اگر کسی کا خون خراب ہو جاتا تو وہ لوہا تپا کر اسے داغ دیا کرتے تھے۔ جس سے انسان کو نہایت تکلیف ہوا کرتی تھی۔ آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا: ایسی صورت میں بجائے داغ دینے کے تمھیں پچھنے لگوا دینے چاہئیں۔[2]

---

[1] صحیح البخاری، الطب: باب الحمٰی من فیح جهنم، حدیث :5723-5724، و صحیح مسلم، السلام، باب لکل داء دواء، حدیث :2209-2212. [2] صحیح البخاری، الطب، باب الشفاء فی الثلاث، حدیث :5680-5681.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس کے بعد جب کسی کو کوئی خون کی بیماری ہوتی، تو پچھنے لگوا کر کچھ خون نکلوا دیتا۔ جس سے اسے آرام ہو جاتا۔

آج کل پچھنے کی بجائے عام طور پر جونکیں لگوا دی جاتی ہیں۔[1] مگر بات ایک ہی ہے۔

سرکہ انگوری کے منافع

8 سرکہ انگوری کے متعلق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سب سے عمدہ خوراک ہے۔ کھانا ہضم کرتا ہے۔[2] بدن کی گرمی توڑتا ہے۔ ہیضہ کی حتمی دوا ہے۔ متلی، قے اور ضعف معدہ کے لیے نافع ہے۔ آپ ﷺ کو ذاتی طور پر بھی سرکہ مرغوب الطبع تھا۔ آپ ﷺ اکثر اس کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔

ماء الشعیر کے فوائد

9 حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دفعہ بیمار ہو گئے۔ بخار اتر چکا تھا مگر نقاہت باقی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ماء الشعیر (جو کا پانی) پیا کرو۔ اس سے قوت جلد بحال ہو جائے گی۔[3]

مُنشّی اور مُسکر اشیاء کے نقصانات

10 آپ ﷺ نے منشی اشیاء سے سب کو منع کر دیا تھا۔ اور دواء کے طور پر بھی اس کا استعمال جائز نہیں رکھا تھا۔ فرمایا:

---

[1] اب ہمارے ملک میں سینگی لگوانے یعنی ''الحجامۃ'' کے ذریعے علاج کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور کئی شہروں میں ''الحجامۃ سنٹر'' کھل چکے ہیں۔ یہ طب نبوی کے فروغ کی ایک عملی صورت ہے۔ (ن۔ف) [2] صحیح مسلم، الأشربة، باب فضيلة الخل، حديث: 2052-2053. [3] ابوداود، الطب، باب في الحمية، حديث: 3856، وجامع الترمذي الطب، باب ماجاء في الحمية، حديث: 2037، و سنن ابن ماجه، الطب، باب الحمية، حديث: 2442.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''ہر مسکر (نشہ آور چیز) حرام ہے اور کسی مسکر میں اللہ تعالیٰ نے شفا نہیں رکھی۔''①

شراب کو اُم الخبائث کا درجہ دیا گیا۔ اور بتایا گیا ہے کہ یہ

''دل و دماغ وجگر کو تباہ کر دیتی ہے۔ پھیپھڑوں کو برباد کر دیتی ہے اور جسم کی معنوی اندرونی قوت (رُوح) کو خراب کر دیتی ہے۔''

جدید سائنٹیفک تحقیقات

اب تو جدید سائنٹیفک تحقیقات نے شراب (اور دیگر مسکرات) کی برائیوں کو سائنس کی روشنی میں بالکل بے نقاب کر دیا ہے۔ عام سلطنتیں ممانعتِ شراب کو اپنا ضابطہ اور قانون قرار دے رہی ہیں۔ اور امریکہ میں ڈاکٹروں کی مجلسیں اس کے بطور دوا استعمال کرنے کے فوائد کا بھی علانیہ انکار کر رہی ہیں۔

① صحیح مسلم، الاشربۃ، باب فضیلۃ الخل، حدیث: 2052.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بارھواں
باب

آنحضور ﷺ ایک سخی کی حیثیت میں

حضور ﷺ کے زہد و تقویٰ کا ذکر تو آپ پڑھ چکے، مگر اب ذرا حضور ﷺ کی سخاوت کا نقشہ بھی دیکھ لیجیے۔ تاکہ آپ کو ایک زاہد اور سخی میں نمایاں فرق نظر آ جائے۔

سخی اور زاہد میں فرق

ایک سخی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ زاہد بھی ہو، نفس کش بھی ہو، مجاہدہ اور ریاضت میں زندگی بسر کرتا ہو، بلکہ سخی خود کھاتا ہے، دوسروں کو کھلاتا ہے، خود پہنتا ہے اور دوسروں کو پہناتا ہے۔ یعنی اگر اسے خدا نے دولت دی ہے تو وہ اس دولت سے ہر طرح کا فائدہ اٹھاتا ہے اور اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس سے متمتع ہو۔

اسی طرح زاہد کے لیے بھی ضروری نہیں کہ وہ سخی ہو۔ بلکہ زاہد تو صرف وہ ہے کہ مل گیا کھا لیا۔ نہ ملا تو صبر کیا۔ جمع کرنے سے اسے نفرت ہوتی ہے اور ہر آن اسے مالک پر پورا اعتماد اور توکل رہتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ سخی بھی تھے اور زاہد بھی

حضور ﷺ زاہد بھی تھے اور سخی بھی تھے۔ مگر زاہد ایسے کہ زہد و ورع آپ ﷺ ہی پر ختم ہے اور سخی ایسے کہ جو آیا دے دیا۔ اپنے لیے کچھ بھی نہ رکھا اور نہ ہی رکھنے کا کبھی خیال آیا۔ جودوسخا کی یہ صفت جو حضور ﷺ میں پائی جاتی تھی، گو امت میں سے بہت ہی کم افراد ایسے ہیں جو اس سے متصف ہو سکتے ہیں۔ مگر تاہم اس سے ہمیں یہ سبق ضرور ملتا ہے کہ عند الضرورت جب کوئی ایسی قومی، ملکی، مذہبی خدمت پیش آ جائے، تو پھر دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ پوری سخاوت سے کام لینا چاہیے۔ کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

''مومن کبھی بخیل نہیں ہوتا''[1] اور جو بخیل ہے وہ مومن نہیں ہوسکتا۔

عظیم ترین صفت

اخلاق فاضلہ میں سے سخاوت ہی ہے جو سب سے بڑی صفت ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے خصوصیت سے توجہ دلائی ہے اور فرمایا:

«مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ»

''خیرات سے انسان کا مال کم نہیں ہوتا۔''[2]

بلکہ جتنا وہ دیتا ہے اتنا ہی اللہ اسے اور دے دیتا ہے۔

آپ ﷺ کی زبانِ اقدس پر کبھی نہ نہیں آیا

1 حضرت انس رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے الگ الگ روایت ہے کہ نبی ﷺ سے کسی سائل

[1] جامع الاحادیث للسیوطی: 273/17، حدیث: 18154 اور دیکھیے: کنز العمال: 196/30 الفاظ یہ ہیں: «لَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالإِيمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا» ''ایمان اور بخل بندہ مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔'' (ضعیف) [2] جامع الترمذی، الزھد، باب ماجاء مثل الدنیا الخ، حدیث: 2335. اور دیکھیے: صحیح مسلم، البر والصلة، باب استحباب العفو، حدیث: 2588.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے سوال نہیں کیا اور آپ ﷺ نے اسے نفی میں جواب دیا ہو۔ اور اسے کچھ نہ کچھ دے نہ دیا ہو۔[1] اسی لیے کسی نے کہا:

نہ رفت کلمہ ''لا'' بر زبانِ اُو ہرگز
مگر بہ اشہد ان لا الہ الا اللہ

یعنی حضور ﷺ کی زبان اقدس پر بجز کلمہ شہادت کے ''لا'' (نہیں) نہیں آیا۔ مطلب یہ کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی کو ''نہ'' نہیں کہا۔

2 حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار ایک سائل نے حضور ﷺ سے سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے اتنی بکریاں دیں کہ وہ گنی نہ جاتی تھیں اور دو پہاڑوں کے درمیان جو جگہ تھی وہ سب ان سے بھری ہوئی تھی۔[2] یعنی سائل کو بکثرت بکریاں دیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہر سائل کو اس کی حاجت کے مطابق عطا فرمایا کرتے تھے۔ اور اس سخاوت میں مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز نہ فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی سائل جسے اس کی ساری قوم کے لیے اتنی بکریاں دے دی گئیں، ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ وہ جب اپنی قوم میں پہنچا تو ان کو بکریاں دکھا کر بھوک کی آگ سے نجات دلوائی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ

«يَا قَوْمِ! اَسْلِمُوْا فَإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِيْ عَطَآءَ مَنْ لَا يَخْشَى الْفَقْرَ»

''اے میری قوم! مسلمان ہو جاؤ کہ محمد (ﷺ) اس شخص کی مثل عطا کرتا ہے، جس کو فقر کا کچھ خوف نہیں ہوتا۔''[3]

[1] صحيح البخاري، الأدب، باب حسن الخلق، حديث: 6034، و صحيح مسلم، الفضائل، باب في سخائه ﷺ، حديث: 2311. [2] صحيح مسلم، الفضائل، باب في سخائه ﷺ، حديث: 2312.
[3] صحيح مسلم، الفضائل، باب في سخائه، حديث: 2312.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سخاوت کا بحرِ بے کراں

3 غزوہ حنین میں 6 ہزار قیدی، 24 ہزار اونٹ، 40 ہزار بکریاں اور 4 ہزار اوقیہ چاندی غنیمت میں حاصل ہوئی تھی۔ نبی ﷺ نے ان میں سے ایک چیز کو بھی نہیں چھوا، سب کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیا۔ اور خود خالی واپس تشریف لائے۔[1]

4 ایک دفعہ بحرین سے خراج کا مال آیا اور صحن مسجد میں زر وسیم کا انبار لگ گیا۔ حضور ﷺ نماز صبح کے لیے تشریف لائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے اس ڈھیر کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ نماز سے فارغ ہوئے تو اس انبار کے پاس آ بیٹھے اور تقسیم فرمانے لگے اور جو آتا اسے بے حساب دیتے، تھوڑی دیر میں سب ختم ہو گیا۔ اور دامن جھاڑ کر خالی ہاتھ تشریف لے گئے۔[2]

ان روایات سے نہ صرف حضور ﷺ کی سخاوت کا پتہ چلتا ہے۔ بلکہ آپ کی استغنا، بے نفسی اور ایثار کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیا کرتے تھے۔

5 ایک دفعہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک سوالی آیا۔ آپ ﷺ کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ فرمایا: بیٹھ جا! رب دے گا۔ پھر دوسرا آیا، پھر تیسرا آیا۔ حضور ﷺ نے سب کو بٹھا لیا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے چار اوقیہ چاندی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ حضور ﷺ نے ایک ایک اوقیہ تو ان تینوں میں تقسیم فرما دیا۔ اور ایک اوقیہ کی بابت اعلان کر دیا کوئی اور ضرورت مند ہو تو آ کر لے لے۔ مگر کوئی لینے والا نہ اٹھا۔ رات ہوئی تو حضور ﷺ نے وہ اپنے سرہانے رکھ لی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ حضور ﷺ

[1] دیکھیے: صحیح البخاری، المغازی، باب غزوۃ الطائف، حدیث: 4337. [2] صحیح البخاری، الصلاۃ، باب القسمۃ و تعلیق القنو، حدیث: 421.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو نیند نہیں آتی۔ اٹھتے ہیں اور نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ پھر تھوڑا لیٹ کر اٹھتے ہیں اور نماز پڑھنے لگتے ہیں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ''حضور ﷺ کو آج کوئی تکلیف ہے؟''

فرمایا: ''نہیں''

انھوں نے پھر پوچھا: کیا کوئی اللہ تعالیٰ کا خاص حکم آیا ہے جس کی وجہ سے یہ بیزاری ہے؟

فرمایا: ''نہیں!''

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر حضور ختمی مرتبت ﷺ آرام کیوں نہیں فرماتے؟

تب حضور ﷺ نے وہ چاندی نکال کر دکھائی اور فرمایا: یہ ہے جس نے مجھے بے قرار کر رکھا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ مبادا یہ میرے پاس ہی ہو اور مجھے موت آجائے۔[1]

6 ایک دفعہ فدک سے غلہ کے چار اونٹ آئے جو آتے ہی حضور ﷺ نے تقسیم کرنے شروع کر دیے۔ یہاں تک کہ کوئی لینے والا باقی نہ رہا اور غلہ بچ رہا۔ شام ہوگئی۔ مگر حضور ﷺ گھر نہ گئے۔ کسی نے کہا: ''آپ ﷺ تشریف لے چلتے، پھر تقسیم ہو جائے گا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک یہ دنیا کا مال باقی ہے میں گھر نہیں جا سکتا۔

چنانچہ رات مسجد ہی میں بسر فرمائی۔ صبح کچھ حاجت مند آئے اور آپ ﷺ ان میں سارا غلہ تقسیم کر کے پھر گھر تشریف لائے۔[2]

7 ایک دفعہ حضور ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ تکبیر ہو چکی تھی۔ مگر آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہیں چھوڑ کر گھر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آئے اور نماز

---

[1] اعلام النبوۃ للماوردی: 268/1. اس مفہوم کی حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مسند أحمد: 293/6 میں مختصراً مروی ہے۔ [2] أبو داود، الخراج، باب في الإمام يقبل هدايا المشركين، حديث: 3055.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پڑھائی۔ کسی نے اس بے وقت گھر جانے کی وجہ پوچھی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا:
''گھر میں ایک سونے کا ٹکڑا پڑا رہ گیا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو وہ گھر میں پڑا رہے اور میں چل بسوں۔''[1]

8 آپ ﷺ جب مرض الموت میں بستر پر لیٹے ہوئے تھے تو کسی نے چند اشرفیاں لا کر دیں۔ آپ نے فرمایا: ''انھیں خیرات کردو۔ یہ زیبا نہیں کہ محمد ﷺ اپنے خالق کی بارگاہ میں جائے اور اس کے گھر میں اشرفیاں پڑی ہوں۔''

اہل بیت رضی اللہ عنہم کو جود و سخا کی تلقین

9 ایک دفعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک سونے کا ہار بنوا دیا۔ جو انھوں نے گلے میں پہنا ہی تھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے، دیکھا کہ بیٹی کے گلے میں طلائی زنجیر ہے۔ آپ ﷺ ناراضگی سے اٹھے اور فرمایا:
''میں مناسب نہیں سمجھتا کہ مسلمان حاجت مند ہوں اور میری بیٹی! سونے کا ہار پہنے۔''
سعادت مند بیٹی نے اسی وقت ہار اتارا اور فروخت کر کے اللہ کی راہ میں دے دیا۔[2]

10 ایک دفعہ ایک سائل آیا حضور ﷺ کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ گھر میں پیغام بھیجا۔ کچھ ہو تو اسے دے دو۔
جواب آیا کہ صرف تھوڑا سا آٹا ہے، جو رات کے لیے رکھا ہے۔ کہلا بھیجا: ''سائل کو دے دو، یہ بھوکا ہے۔''

---

① صحیح البخاری، الاذان، باب من صلی بالناس فذکر حاجتہ، حدیث: 851 لیکن اس میں سلام پھیرنے کے بعد جانے کا ذکر ہے۔ واللہ اعلم ② نسائی، الزینۃ، باب الکراھیۃ للنسآء فی اظھار الحلی، حدیث: 5143. اس حدیث میں آپ ﷺ کے الفاظ اس طرح ہیں: «یَا فَاطِمَۃُ! اَیَغُرُّکِ اَنْ یَّقُولَ النَّاسُ ابْنَۃُ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ وَفِی یَدِھَا سِلْسِلَۃٌ مِّنْ نَّارٍ».

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے وہ آٹا سائل کو دے دیا اور خود ساری رات فاقہ میں بسر کی۔[1]

سخاوت کی انتہا

⓫ ایک دفعہ ایک شخص نے آ کر سوال کیا، فرمایا: میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے۔ تم میرے نام پر قرض لے لو، پھر میں اسے اتار دوں گا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی پاس ہی بیٹھے تھے، کہنے لگے:

حضور ﷺ! خدا نے آپ ﷺ کو یہ تکلیف نہیں دی کہ قدرت سے بڑھ کر کام کریں۔ حضور ﷺ یہ سن کر چپ ہو گئے۔ ایک انصاری نے پاس سے کہا:

یا رسول اللہ ﷺ! خوب دیجیے، رب العرش مالک ہے۔ تنگدستی کا کیا ڈر ہے!! نبی ﷺ ہنس پڑے۔ اور چہرہ مبارک پر خوشی کے کچھ آثار نمایاں ہوئے۔ پھر فرمایا: ''ہاں مجھے یہی حکم ملا ہے۔''[2]

⓬ ایک اور موقع پر ایک حاجت مند آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اتفاقاً اس وقت بھی آپ کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ آپ ﷺ نے ایک شخص سے نصف وسق غلہ قرض لیا اور اسے دے دیا۔ تھوڑی دیر بعد قرض خواہ تقاضا کرنے لگا۔ تو آپ ﷺ نے اسے ایک وسق عطا فرمایا۔ اور کہا کہ آدھا قرض ہے اور آدھا عطا۔[3]

آپ ﷺ قبل از بعثت بھی سخی تھے

⓭ حضور ﷺ کی جود و سخا کا یہ عالم زمانۂ نبوت کے ساتھ ہی مختص نہ تھا۔ بلکہ قبل از بعثت بھی آپ ﷺ ایسے ہی سخاوت فرمایا کرتے تھے اور جو کچھ کماتے تھے وہ سب غربا و مساکین

① مسند احمد: 297/6. ② شمائل ترمذی، حدیث: 338. ③ بیهقی فی الکبریٰ: 351/5.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ورقہ بن نوفل کہتے ہیں کہ قبل از نبوت آپ ﷺ کی کمائی اور دولت صرف اپنے ہی لیے نہ ہوا کرتی تھی بلکہ ہر عیال دار اور ناتواں شخص کے بوجھ کے متحمل بھی آپ ﷺ ہی ہوا کرتے تھے۔ آپ ﷺ صرف اپنے لیے مال نہ کماتے تھے۔ بلکہ محتاجوں، مفلسوں اور تہی دستوں کے لیے کمایا کرتے تھے۔[1] اور بوقت ضرورت آپ ان پر خرچ کرتے تھے۔

14 صفوان بن امیہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ قبل از بعثت میں نے حضور ﷺ سے کچھ اونٹ مانگے۔ آپ ﷺ نے ایک سو اونٹ مجھے دے دیے۔ میں نے اور مانگے۔ آپ ﷺ نے ایک سو اونٹ اور دے دیے۔ میں نے مزید کے لیے درخواست کی آپ ﷺ نے ایک سو اور دے دیے۔[2] ان واقعات سے صاف عیاں ہے کہ آپ ﷺ کا بحر سخا ایسا بحر ناپیدا کنار تھا کہ جس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ آپ جیسا سخی دنیا میں ہوا ہے نہ ہوگا۔

اس واقعہ سے جہاں حضور ﷺ کی دریا دلی کا پتہ چلتا ہے، وہاں ساتھ ہی ہمیں حضور ﷺ کی دولت مندی اور مال داری کا پتہ بھی چل جاتا ہے کہ آپ ﷺ اس وقت تجارت سے کس قدر روپیہ کمایا کرتے تھے!!

آپ ﷺ کا سحابِ سخاوت سب پر برستا تھا

15 معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک طباق میں کچھ تازہ کھجوریں اور چند چھوٹے چھوٹے روئیں دار کھیرے بطور ہدیہ لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش

---

(1) كتاب الشفاء : 1/112-113. اس بارے میں ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی گواہی بھی ہے: «وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ» ''اور آپ نادار لوگوں کو کما کر دیتے تھے۔'' (صحيح البخاري، بدء الوحي، حديث : 3)
(ن۔ف) (2) كتاب الشفاء : 1/112.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ تو آپ ﷺ نے واپسی پر مجھے ایک تھیلا بھر کر درہم و دینار کا عطا فرمایا۔ جس میں کچھ زیور بھی شامل تھے۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی سخاوت و سماحت صرف مساکین اور سائلین ہی پر موقوف نہ تھی۔ بلکہ دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی یہی حال تھا۔ جسے آپ ﷺ ذرا پتلی اور خستہ حالت میں دیکھتے کسی نہ کسی طریقہ سے اس کی معاونت فرما دیتے۔

16 حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میری حالت نرم ہوگئی تھی۔ حضور ﷺ نے مجھے کچھ دینا چاہا۔ میں نے عرض کیا: ''مجھ سے زیادہ محتاجوں کو دیجیے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

«خُذْهُ، فَتَموَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ، فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ»

''تو اس کو لے کر رکھ لے اور جہاں چاہے خرچ کر دے۔ جو چیز بغیر طلب کے آئے اسے لے لینا چاہیے اور جو نہ آئے اس کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے۔'' [2]

17 ایک دفعہ آپ ﷺ نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ جتنا سونا چاہیں اٹھالیں۔ انھوں نے اس خیال سے کہ میں کہیں زیادہ نہ اٹھا لوں، عرض کیا: ''آپ ﷺ خود ہی دے دیں۔'' آپ ﷺ نے انھیں اتنا سونا دیا کہ وہ اکیلے اسے اٹھا نہ سکے۔ [3]

18 ایک دفعہ آپ ﷺ کی خدمت میں نوے ہزار درہم لائے گئے۔ اور ایک بوریہ پر ڈال دیے گئے۔ آپ ﷺ نے انھیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمانا شروع کر دیا۔ جس نے سوال

---

[1] كتاب الشفاء: 1/114-115. [2] صحيح البخاري، الزكاة، باب من اعطاه الله، حديث: 1473، و صحيح مسلم، الزكاة، باب إباحة الاخذ لمن اعطى الخ، حديث: 1045. [3] صحيح البخاري، الصلاة، باب القسمة وتعليق القنو، حديث: 421. یہاں کچھ تفصیل ہے۔ اور ''سونے'' کا نہیں بلکہ مال کا ذکر ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا اس کو بھی دیا اور جس نے سوال نہ کیا، اس کو بھی دیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ اس کی تقسیم سے فارغ ہو گئے اور آپ ﷺ کے پاس ان میں سے ایک درہم بھی باقی نہ رہا۔[1]

19 آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص مقروض مرجائے اور کوئی ورثہ نہ چھوڑے تو ہم اس کا قرضہ ادا کریں گے۔[2] اور اگر کوئی ورثہ چھوڑ کر مرے تو وہ ورثہ وارثوں کو دے دیا جائے۔ مگر قرضہ ہم ادا کریں گے۔

گداگری کی کراہت وحرمت

20 آپ ﷺ گو بہت سخی تھے۔ مگر ہر سائل کو اس کی ضرورت کے مطابق دیا کرتے تھے۔ اور اسی سائل کو دیتے تھے جو مستحق ہوتا تھا۔ ہماری طرح بلا دیکھے سمجھے نہ دیا کرتے تھے، جو ضعیف، بیمار، کمزور یا معذور ہوتا اس کو دیتے۔ اور جو تندرست، توانا اور جوان ہوتا اسے گداگری سے منع فرماتے۔ کسب حلال کی تلقین کرتے۔ اور دربدر مانگتے پھرنے سے روکتے، اور نرمی سے سمجھاتے کہ یہ کام تیری شان کے لائق نہیں ہے۔

ایک دفعہ ایک سائل آپ ﷺ کے پاس آیا وہ جوان اور تندرست آدمی تھا۔ آپ ﷺ نے اسے سمجھایا کہ طاقت والے کے لیے مانگنا حلال نہیں ہے۔ جو شخص اپنی روزی پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے لیے سوال کرنا حرام ہے۔

پھر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تیرے گھر میں کچھ ہے؟''

کہا: ''ہاں! ایک کملی ہے اور ایک پیالہ۔''

فرمایا: ''جا لے آ۔''

[1] کتاب الشفاء: 113/1، ومدارج النبوۃ: 75/1. [2] صحیح البخاری، الکفالۃ، باب الدین، حدیث: 2298، و صحیح مسلم، الفرائض، باب من ترك مالا فلورثته، حدیث: 1619.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب لایا تو انھیں ہاتھ میں لے کر فرمایا: ''ان کو کون خریدتا ہے؟''
ایک شخص نے کہا: ''میں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔''
آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی اس سے زیادہ دیتا ہے۔''
ایک شخص نے کہا: ''میں دو درہم میں لیتا ہوں۔''

چنانچہ آپ ﷺ نے وہ دونوں چیزیں اسے دے کر دو درہم اس سے لے لیے اور سائل کو دے کر فرمایا: ''ایک درہم کی تو ضروریات خرید کر گھر میں اپنے اہل و عیال کو دے دے اور دوسرے درہم کا ایک کلہاڑا خرید کر میرے پاس لے آ۔''

تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ایک لکڑی اس میں ٹھونک دی اور فرمایا:
''کہ جا لکڑیاں جمع کر اور بیچ اور پندرہ دن کے بعد آنا۔''

وہ لکڑیاں جمع کرتا اور بیچتا رہا۔ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ تو دس درہم اس کے پاس جمع تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس کا تو کپڑا اور غلہ خرید لے۔ اور آئندہ بھی اسی طرح قوت بازو سے کام لے یہ تیرے لیے سوال کرنے سے بہت ہی بہتر ہے۔''[1]

آپ ﷺ نے اپنی امت کو سوال کرنے سے سخت منع فرمایا ہے۔

مشکوٰۃ میں ہے:

''جو شخص مال جمع کرنے کے لیے لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے گویا وہ آگ کی چنگاریاں مانگتا ہے۔ چاہے اسے کم ملے یا زیادہ۔''[2]

پھر فرمایا:

---

[1] أبو داود، الزكاة، باب ما تجوز فيه المسألة، حديث :1641، و سنن ابن ماجه، التجارات، باب بيع المزايدة، حديث : 2198. [2] صحيح مسلم، الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، حديث : 1041.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''جس شخص کے پاس حسب حاجت کچھ ہو، پھر باوجود اس کے وہ سوال کرے، تو گویا وہ آگ جمع کرتا ہے۔''[1]

پھر فرمایا:

''سوال کرنا صاحب حیثیت کے لیے حلال نہیں ہے، نہ توانا اور تندرست آدمی کے لیے حلال ہے۔ البتہ سوال ایسے شخص کے لیے جائز ہے جو اس درجہ محتاج ہو گیا ہو کہ مارے فاقوں کے زمین پر گر گیا ہو۔ یا اس پر اس قدر قرضے کا بار ہو کہ وہ اس کو ادا نہ کر سکتا ہو اور اس کی وجہ سے وہ خلقت میں رسوا ہو گیا ہو۔ اس کے سوا جو شخص مال جمع کرنے کے لیے سوال کرتا ہے (جیسا کہ آج کل عام گداگر کرتے پھرتے ہیں) اس کا منہ قیامت کے دن کھرچا ہوا ہو گا اور نارِ جہنم کے گرم گرم پتھر وہ کھاتا ہو گا۔''[2]

اسوۂ رسول ﷺ

اگرچہ بیان اس وقت ہمارے موضوع سے خارج ہے، تاہم حضور ﷺ کی سخاوت کے ساتھ اس کا ذکر ضروری تھا کہ جو لوگ حضور ﷺ کے ارشاد پر جود و کرم سے کام لیں، وہ کم از کم یہ ضرور دیکھ لیں کہ وہ کہاں دے رہے ہیں۔ اگر مستحق کو دیں گے تو یقیناً اجر پائیں گے۔ اگر آنکھیں کھولے بغیر دیتے جائیں گے تو ملک میں گداگروں کی تعداد بڑھائیں گے اور گناہ گار ہوں گے۔ کیونکہ سخاوت کے ساتھ انسداد گداگری بھی تو ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ گداگری کی روک تھام بھی اسوہ رسول ﷺ میں داخل ہے۔

---

[1] أبو داود، الزكاة، باب من يعطى الصدقة، حديث: 1629. [2] جامع الترمذي، الزكاة، باب ماجاء من لا تحل له الصدقة، حديث: 653.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تیرھواں باب

آنحضور ﷺ ایک شہری کی حیثیت میں

جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ حضور ﷺ اپنے وقت کے حاکم بھی ہیں، قاضی بھی، امام بھی ہیں، پیر بھی (یہاں پیر سے مراد عالم رنگ و بو کی عظیم ترین شخصیت ہے نہ کہ ہمارے رواجی پیر) وہ کبھی یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ آپ ﷺ ایک شہری ہونے کی حیثیت سے تمام اہل شہر سے مساویانہ سلوک بھی روا رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ یہاں جس شخص کو ایک معمولی سا عہدہ مل جاتا ہے اس کا دماغ ثریا پر چڑھ جاتا ہے۔ اور مساویانہ برتاو تو ایک طرف رہا وہ عوام الناس کے ساتھ بیٹھنے کو عار سمجھتا ہے۔ اور جب تک اسے اپنے لگے یا رتبے کی سوسائٹی نہ ملے وہ غربا سے بات بھی نہیں کرنا چاہتا۔ مگر حضور ﷺ کا عمل اس کے بالکل خلاف تھا۔ آپ ﷺ تمام کام اپنے اپنے وقت معینہ پر کیا کرتے تھے۔ عدالت کا وقت ہوتا تو عدالت کرتے تھے۔ رشد و ہدایت کا موقع ہوتا تو وعظ و تلقین فرماتے، جنگ کا موقع ہوتا تو سپہ سالار بن جاتے، نماز کا وقت ہوتا تو امامت فرماتے۔ مگر جب عام مسلمانوں میں آتے تو ان کے حقوق کی نگہداشت فرماتے۔ محلّہ داروں سے ملتے، یتیموں اور بیواوں کی خبر گیری کرتے، ہمسایوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے ان کی ضروریات دریافت کرتے، بیماروں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے، اگر کوئی جنازہ ہو جاتا، تو اس میں شرکت فرماتے۔ حالی مرحوم نے اسی لیے کہا تھا:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ

آپ ﷺ کے تعلقات کی وسعت

آپ ﷺ بحیثیت ایک شہری ہونے کے تمام اہل شہر سے یکساں تعلقات رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ یہود سے بھی آپ کا میل جول رہتا۔ اور اکثر ان سے لین دین بھی ہوتا رہتا۔ بارہا آپ ﷺ کو یہود سے قرضہ لینے کا بھی اتفاق ہوا۔ یہاں تک کہ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس بطور رہن پڑی تھی۔[1]

❶ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی لڑکا رہتا تھا جو آپ سے بہت محبت رکھتا تھا۔ ایک دفعہ وہ بیمار ہو گیا تو آپ ﷺ اس کے مکان پر عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اور اس کے سرہانے بیٹھ کر تشفی آمیز کلمات ارشاد فرماتے رہے اور اس کے ماں باپ بھی دیر تک باتیں کرتے رہے۔[2]

[1] صحیح البخاری، الجھاد، باب ماقیل فی درع النبی ﷺ، حدیث: 2916، و صحیح مسلم، المساقاۃ، باب الرھن و جوازہ، حدیث: 1603. [2] صحیح البخاری، المرضیٰ، باب عیادۃ المشرك، حدیث: 5657.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❷ آپ ﷺ نے ایک دفعہ ایک یہودی سے قرضہ لیا۔ اس نے میعاد مقررہ سے قبل ہی ادائیگی کا مطالبہ شروع کر دیا۔ ایک دن تو اس کا مطالبہ حد سے بڑھ گیا۔ اور اس نے آپ ﷺ کی چادر کو پکڑ کر سخت سست کہنا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابھی میعاد مقررہ میں تین دن باقی ہیں!

اتنی دیر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے انھوں نے جو یہ دیکھا تو اس یہودی پر ہاتھ اٹھایا۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو روکا اور فرمایا:

''عمر! تمھارا یہ حق نہ تھا کہ اسے مارتے۔ ہاں! اتنا کہہ سکتے تھے کہ ابھی میعاد مقررہ سے پہلے مطالبہ صحیح نہیں ہے، اور مجھ سے یہ کہتے کہ آپ جہاں تک ہو سکے جلد ادائیگی قرض کی فکر کریں۔''

یہودی نے جب آپ ﷺ کی یہ نرمی اور خلق دیکھا تو اسی وقت دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا۔[1]

اس واقعہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کے تعلقات اہل شہر سے کیسے تھے۔ اگر آپ ﷺ بحیثیت حاکم ہونے کے چاہتے تو اسے کڑی سزا دے دیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کو اشارہ کر دیتے۔ مگر ایسا نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ نے اخلاق حمیدہ سے کام لیا۔ اور بعد میں معلوم ہوا کہ یہودی نے اس حرکت شنیعہ کا ارتکاب بھی محض اس لیے کیا تھا کہ تجربہ کرے کہ حضور ﷺ کے اخلاق کیسے ہیں۔

ہمسایہ اقوام سے تعلقات

❸ ایک دفعہ ایک یہودی عورت نے عرض کیا: ''میری دعوت قبول فرمایئے!''

(آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جو امیر سے امیر یا غریب سے غریب آپ ﷺ کو

[1] مدارج النبوۃ: 57/1.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دعوت دیتا آپ منظور فرمالیا کرتے کہ کہیں اس کی دل شکنی نہ ہو۔) چنانچہ آپ ﷺ نے اس یہودیہ زینب کی دعوت بھی منظور فرمالی۔ جب کھانا کھانے بیٹھے اور ابھی پہلا ہی لقمہ اٹھایا تو آپ ﷺ کو معلوم ہوگیا کہ اس کھانے میں زہر ملا دیا گیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ اور آپ ﷺ کا ایک دوست جو آپ کے ساتھ ہی کھانا کھا رہا تھا، اسی اثر سے (بعد میں) شہادت پا گیا۔

زینب پر مقدمہ چلایا گیا۔ مگر اس نے یہ کہہ کر جان بخشی کی درخواست کی کہ مجھے محض اس تجربہ کے لیے اکسایا گیا تھا کہ دیکھیں آپ ﷺ دعوت منظور بھی کرتے ہیں یا نہیں؟ نیز کھانے میں زہر اس لیے ڈلوایا گیا تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہوں گے تو آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اس حرکت کا پتہ چل جائے گا۔ اور اگر نعوذ باللہ دعویٰ نبوت جھوٹا ہے تو اس زہر کے اثر سے فوت ہوکر دنیا کو اس جھگڑے سے آزاد کردیں گے۔ [1]

زینب کی یہ حرکت چونکہ ایک سازش کے ماتحت تھی اور وہ کٹھ پتلی کے طور پر کام کر رہی تھی۔ اور اس نے معافی کی درخواست بھی پیش کردی تھی۔ اس لیے آپ ﷺ نے اپنی رحمۃ للعالمینی سے کام لیتے ہوئے اسے معاف کردیا۔

اس واقعہ سے ہمیں کئی ایک سبق ملتے ہیں اور بالخصوص حضور ﷺ کے شہری تعلقات، جو آپ ﷺ ہمسایہ اقوام سے روا رکھتے تھے، بالبداہت (کھلے طور پر) ثابت ہو رہے ہیں۔

4 ایک منافق، جس سے حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت اذیتیں پہنچی تھیں، مرتا ہے اور اس کا بیٹا آپ ﷺ سے خواہش کرتا ہے کہ آپ ﷺ اس کے جنازہ کی نماز پڑھائیں۔ آپ تیار ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کے رفیق، جن کو اس سے دکھ پہنچا تھا، عرض کرتے ہیں: ”آپ ﷺ ایسا نہ کریں۔“ اس کے ساتھ ہی وہ آیت یاد دلاتے

[1] ماخوذ از صحیح البخاری، الطب، باب ما یذکر فی سم النبیﷺ، حدیث: 5777 و مسند أحمد: 305/1.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں، جس میں ارشاد ہوا ہے کہ اگر آپ منافقوں کے لیے ستر بار دعا کریں گے تو بھی خدا ان کو نہ بخشے گا۔[1]

اس کے جواب میں آپ ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ستر بار فرمایا ہے تو میں ستر سے زیادہ بار دعا کروں گا تاکہ اللہ بخش دے۔ الغرض! نہ صرف یہ کہ آپ ﷺ اس کے جنازہ میں شریک ہوئے بلکہ اسے کفن کے لیے اپنا بابرکت کرتہ بھی عنایت فرمایا۔[2]

اللہ اکبر! کیا شان رحیمی ہے کہ ایک دشمن اور کھلے دشمن کے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا جا رہا ہے کہ جس کی نظیر نہ صرف محال بلکہ ناممکن ہے۔

غیر مسلموں کی میزبانی

آپ ﷺ ایک شہری ہونے کی حیثیت سے ہر ایک شخص کے ساتھ خواہ وہ کسی مذہب اور مشرب کا کیوں نہ ہو نیکی کا حکم دیا کرتے تھے۔ غیر مذاہب کے بزرگوں کو عزت کی نگاہوں سے دیکھا کرتے اور کبھی کسی کی دل آزاری اور دل شکنی روا نہ رکھتے تھے۔ اور غیر مسلموں سے داد وستد (تحفہ تحائف بھیجنے) کے تعلقات کے علاوہ ان کی میزبانی بھی کیا کرتے تھے۔[3]

5 ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں زمانہ کفر میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ ﷺ کا مہمان ہوں۔ آپ ﷺ نے خندہ پیشانی سے میرا استقبال کیا۔ اور

---

[1] وہ آیت یہ ہے: ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ ”آپ ان (منافقین) کے لیے بخشش طلب کریں یا نہ کریں (برابر ہے۔) اگر آپ ان کے لیے ستر مرتبہ بھی بخشش مانگیں تو اللہ انھیں ہرگز معاف نہیں کرے گا۔“ (التوبة 9:80) [2] صحيح البخاري، التفسير، سورة التوبة، باب: 12، حديث: 4670-4672، و صحيح مسلم، صفات المنافقين، حديث: 2774 و في فضائل عمر ﷺ، حديث: 2400. [3] صحيح البخاري، التفسير، سورة التوبة باب: 12، حديث: 4670-4672، و صحيح مسلم، صفات المنافقين، حديث: 2774 و في فضائل عمر، حديث: 2400.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مجھے گھر لے گئے۔ کھانے کو کچھ موجود نہ تھا۔ آپ ﷺ نے بکری کا دودھ دوہا اور مجھے دیا۔ میں سارا پی گیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا: اور چاہیے؟

میں نے کہا: ''ہاں!''

آپ ﷺ نے دوسری بکری کا دودھ نکالا۔ میں وہ بھی پی گیا۔ پھر تیسری کا نکالا، پھر چوتھی کا اسی طرح آپ نے ساتوں بکریوں کا دودھ دوہا اور میں سب کا سب پی گیا۔''[1]

یہاں تک کہ کاشانہ نبوت کے سب آدمی اس دن فاقہ میں رہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ میرے اس رویہ سے حضور ﷺ کے ماتھے پر شکن ہے یا نہیں؟ مگر اللہ کی قسم! حضور ﷺ کشادہ دلی سے دودھ لا رہے تھے اور جی میں خوش ہو رہے تھے کہ مہمان راضی ہوگیا۔

6 اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی مورخین نے لکھا ہے کہ ایک یہودی مہمان حضور ﷺ کے ہاں آیا۔ اور اس نے دیدہ و دانستہ اتنا کھانا کھایا کہ اہل بیت کے لیے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اسے بدہضمی کے اسہال شروع ہو گئے، یہاں تک کہ بستر بھی ناپاک ہو گیا۔ صبح حضور ﷺ اٹھے بستر دیکھا۔ تو اسے خود اپنے دست مبارک سے دھونے لگے۔ خادموں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ ہم حاضر ہیں آپ تکلیف نہ فرمائیں۔ ہم خود دھوئیں گے۔ مگر حضور ﷺ نے یہ کہہ کر انھیں روک دیا: مہمان میرا تھا اس لیے میرا ہی حق ہے کہ میں اس کی خدمت بجالاؤں۔[2]

ان واقعات سے جہاں حضور ﷺ کی مہمان نوازی کا علم ہوتا ہے، وہاں حضور ﷺ کے ان تعلقات کا بھی پتہ چلتا ہے جو حضور ﷺ نے ایک شہری ہونے کی حیثیت سے دنیا کے

---

[1] صحیح مسلم، الاشربة، باب المومن یاکل فی معی واحد، حدیث: 2063. [2] اس مفہوم کی روایت فتح الباری میں موجود ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سامنے پیش کیے ہیں۔

❼ ایک دفعہ شاہ حبش کے بھیجے ہوئے سفیر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ بذات خود ان کی مہمانی اور مدارات میں مصروف ہو گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ ﷺ تشریف رکھیں ہم خدمت کے لیے حاضر ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان حبش گئے تھے تو ان لوگوں نے ان کی خدمت کی تھی۔ اس لیے میرا فرض ہے کہ میں بھی ان کی خدمت کروں۔''[1]

بیماروں کی بیمار پرسی

❽ آپ ﷺ جب سن لیتے کہ فلاں محلّہ میں فلاں مسلمان بیمار پڑا ہے تو اس کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ اور بیمار پرسی میں کسی امیر یا غریب میں کوئی تفریق نہ کرتے۔ بلکہ چھوٹے چھوٹے آدمیوں کی بھی عیادت کرتے اور جن بیماروں کی حالت نازک دیکھتے انھیں اپنے مکان کے قریب لے آتے تاکہ بار بار ان کی عیادت کر سکیں، چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب غزوہ احزاب میں زخمی ہوئے تو ان کا خیمہ مسجد میں لگوا دیا۔ تاکہ آپ ﷺ ہر وقت ان کی خبر گیری کر سکیں۔[2]

خادم مسجد کی نماز جنازہ

❾ ایک شخص مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا وہ بیمار ہوگیا۔ حضور ﷺ کو پتہ چلا تو کئی دفعہ اس کے مکان پر عیادت کے لیے تشریف لے گئے حالانکہ وہ بہت ہی غریب اور کسمپرسی کی حالت میں تھا۔ ایک دن اتفاقاً وہ رات کو فوت ہوگیا۔ لوگوں نے اس کا جنازہ پڑھ کر

① ایک روایت کے مطابق شاہ حبش کا سفیر راستے میں سمندر میں غرق ہوگیا تھا۔ دیکھیے: تاریخ الطبری: 131/2، و الکامل فی التاریخ: 93/2. ② صحیح البخاری، الصلاة، باب الخیمة فی المسجد، حدیث: 463، و صحیح مسلم، الجهاد، باب جواز قتال من نقض العهد، حدیث: 1769.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رات ہی کو دفن کر دیا۔ صبح حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: ''اس کا کیا حال ہے؟'' عرض کیا گیا: ''وہ تو فوت ہوگیا۔ رات کا وقت تھا۔ ہم نے جناب کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا اور دفن کر دیا۔''

آپ ﷺ ان سے ناراض ہوئے۔ مجھے پتہ دینا چاہیے تھا میں ضرور اس کے لیے جنازہ میں شریک ہوتا۔ چنانچہ آپ ﷺ اٹھے اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور قبرستان جا کر ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ [1]

آپ خیال فرمایئے کہ اس سلوک سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں پر کس قدر اثر ہوا ہوگا؟ اور مرحوم کے وارث حضور ﷺ کی اس شفقت سے کس قدر متاثر ہوئے ہوں گے!!

ہمسایوں کی خبر گیری

10 آپ ﷺ اہل شہر، اہل محلّہ اور ہمسایوں کے حقوق الگ الگ ملحوظ رکھتے تھے۔ جو زیادہ قریب ہوتے ان کی زیادہ نگہداشت کرتے۔ جب آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز یا تحفہ آتا، تو آپ ﷺ اپنے ہمسایوں کو بھی ضرور اس سے کچھ نہ کچھ بھیج دیتے۔ اور فرماتے جبرائیل علیہ السلام جب تشریف لاتے ہیں تو مجھے ہمسایوں کی طرف ضرور توجہ دلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ مجھے خیال پیدا ہوگیا کہ کہیں انھیں وارث ہی نہ بنا دیا جائے۔ [2]

11 آپ ﷺ نے ایک دفعہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بہترین شخص وہ ہے کہ جس کا ہمسایہ اس پر خوش ہو۔ اور اس سے اسے کبھی ایذا نہ پہنچے۔ اور اے ابوذر رضی اللہ عنہ! تو حقوقِ ہمسائیگی کو بہت ملحوظ رکھ۔ مثلاً جب تو شوربا پکائے تو اس میں پانی زیادہ ڈال دے تا کہ اپنے

---

(1) صحيح البخاري، الجنائز، باب الصلاة على القبر، حديث: 1337، و صحيح مسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، حديث: 956. (2) صحيح البخاري، الأدب، باب الوصاءة بالجار، حديث: 6014-6015، و صحيح مسلم، البر والصلة، باب الوصية بالجار، حديث: 2624-2625.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہمسایوں کو بھی اس میں سے کچھ دے سکے۔[1]

اس حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے ہمسایوں کو ہر وہ چیز، جس کی ان کو ضرورت ہو اگرچہ وہ سالن ہی کیوں نہ ہو، دینے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اور تلقین فرمائی کہ انھیں بہرصورت خوش رکھنا چاہیے۔ اور ناراضگی کا موقعہ نہ دینا چاہیے۔

⓬ ایک دفعہ آپ ﷺ نے تین بار قسم کے ساتھ ارشاد فرمایا:

«وَاللّٰهِ لَا يُؤمِنُ»

''اس شخص کا ایمان کامل نہیں۔''

لوگوں نے عرض کیا: ''کس کا ایمان کامل نہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَلَّذِي لَا يَأمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ»

''اس شخص کا ایمان کامل نہیں، جس کا ہمسایہ اس کی برائیوں سے محفوظ نہیں۔''[2]

اس حدیث میں بھی آپ ﷺ نے ایک شہری کے لیے یہ واضح کردیا کہ اس پر دیگر اہل شہر کی بہ نسبت ہمسایوں کا حق بہت زیادہ ہے۔

قبائل میں مصالحت

⓭ حضور ﷺ نے ایک شہری ہونے کی حیثیت سے اس چیز کو بھی اپنے فرائض میں داخل کر رکھا تھا کہ اگر کہیں دو شخص یا دو قبیلے لڑ پڑتے، تو آپ ﷺ ان کی صلح کے لیے تشریف لے جاتے اور ہر ممکن کوشش سے ان میں صلح کرا دیتے۔

صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ بنی عمرو اور بنی عوف میں باہم نزاع ہوگیا۔ حضور ﷺ

---

[1] صحیح مسلم، البر والصلة، باب الوصیة بالجار، حدیث: 2625. [2] صحیح البخاری، البخاری، الأدب، باب إثم من لا یا من جاره بوائقه، حدیث: 6016.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کی صلح کے لیے تشریف لے گئے۔ اور ان کی صلح کرانے میں حضور ﷺ کو اتنی دیر ہوئی کہ نماز کا وقت بھی تنگ ہوگیا۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔[1]

دیہاتیوں کا خیال

14 حضور ﷺ نے ایک شہری ہونے کی حیثیت سے ہمیں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ اگر کوئی بدوی یا دیہاتی شہر میں آجائے تو خرید وفروخت میں اس کی معاونت کرنی چاہیے۔[2] کئی بدوی ایسے تھے جن کا حضور ﷺ سے دوستانہ تعلق تھا۔ وہ جب آتے کوئی گاؤں کی چیز حضور ﷺ کے لیے بطور تحفہ لے آتے اور آپ ﷺ واپسی پر کوئی نہ کوئی شہری چیز بطور تحفہ دے دیتے۔ ایسا بھی ہوتا کہ بعض دیہاتی لوگ اس خیال سے کہ دکاندار ہمیں دھوکا نہ دے، جب کچھ خریدنا ہوتا، تو حضور ﷺ کو اپنے ساتھ لے لیتے۔ آپ ﷺ بازار جا کر ان کو سودا خرید دیتے۔ اگر انھوں نے فروخت کرنا ہوتا، تب بھی حضور ﷺ ان کے ساتھ جاتے اور مال فروخت کر دیتے۔

آدابِ مجلس کی تلقین

15 آپ ﷺ نے ایک شہری ہونے کی حیثیت سے ہمیں آدابِ مجلس کی بھی تعلیم دی ہے

---

[1] صحیح البخاری، الاذان، باب من دخل لیؤم الناس، حدیث: 684، و صحیح مسلم، الصلاۃ، باب تقدیم الجماعۃ من یصلی بهم الخ، حدیث: 421. [2] اس بارے میں آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے: «وَلَا یَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ» ”اور کوئی شہری دیہاتی کے لیے خرید وفروخت نہ کرے۔“ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ حدیث روایت کر رہے تھے تو ان کے شاگرد طاؤس نے ان سے سوال کیا کہ اس کا کیا مطلب؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے کہ اس کا مطلب ہے کہ شہری آدمی دیہاتی کے سامان کی فروخت کمیشن ایجنٹ کے طور پر نہ کرے۔ (صحیح البخاری، حدیث: 2158) دراصل کوئی شخص کسی دیہاتی کی ناقص یا عدم معلومات کی وجہ سے سامان کم قیمت میں خرید کر کسی دوسرے کو زیادہ قیمت میں فروخت کر سکتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے اس سے منع فرما کر دیہاتیوں کے حقوق کا تحفظ کیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ مجلس میں نہایت قرینے سے بیٹھو۔ اگر اور آدمی آجائیں تو انھیں جگہ دو۔ اٹھنا ہو تو امیر مجلس کی اجازت سے اٹھو، بولنا ہو تو دوسرے کی بات نہ کاٹو۔ ایک ایک بولو تاکہ شور نہ ہو اور بدنظمی پیدا نہ ہو۔

نو وارد کی تعظیم

آپ ﷺ کی اپنی عادت مبارک یہ تھی کہ اگر کوئی شخص خدمت اقدس میں آتا۔ تو آپ ﷺ اس کی تعظیم بجالاتے۔ اگر آپ ﷺ تکیہ لگائے بیٹھے ہوتے تو تکیہ نکال کر اسے دے دیتے۔ وہ لینے سے انکار کرتا تو آپ ﷺ اصرار فرماتے، اور اگر گنجائش ہوتی تو آپ اسے اپنے ساتھ اپنی مسند پر بٹھا لیتے۔

مصافحہ اور معانقہ

آپ ﷺ مصافحہ کے لیے خود پیش دستی فرماتے۔ اسلام میں مصافحہ بھی محبت و اخلاص بڑھانے کے لیے ایک نیک طریقہ ہے۔ اس لیے آپ ﷺ ہر امیر و غریب سے مصافحہ کے لیے خود ہاتھ بڑھاتے۔ اور جب تک وہ شخص اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا، اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ کھینچتے۔[1] اور باہر سے آنے والوں سے معانقہ فرماتے۔[2]

دوستوں کا خیال

16 آپ ﷺ اپنے دوستوں کا ادب و احترام بھی مساوی درجہ پر فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ ایک صحابی کے ساتھ کنویں پر تشریف لے گئے۔ غسل کا ارادہ تھا۔ سوچا پردہ ہو تو غسل کیا جائے۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ غسل فرمائیں میں چادر کی آڑ کیے دیتا ہوں، چنانچہ انھوں نے چادر سے پردہ کیا اور حضور ﷺ نے غسل فرمایا: جب اس

[1] مسند البزار: 443/2، حدیث: 8548. [2] صحیح الأدب: 379/1، 570.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحابی کی باری آئی تو حضور ﷺ نے فرمایا: اب تم نہاؤ اور میں چادر کی آڑ کیے دیتا ہوں۔خادم نے ہرچند یہ عرض کیا کہ حضور ﷺ تکلیف نہ فرمائیں۔مگر آپ نہ مانے اور جب تک وہ غسل سے فارغ نہ ہوا۔آپ ﷺ پردہ کیے کھڑے رہے۔[1]

یہ اوراس قسم کے بیسیوں واقعات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کا سلوک اپنے دوستوں، پڑوسیوں، محلّہ داروں اور شہر والوں سے کیسا رہا؟ ایک شہری کے لیے سب سے ضروری یہی چیز ہے کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھے، اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے۔اور سب کے حقوق کی جداگانہ نگہداشت رکھے۔جس کا مکمل نمونہ حضور ﷺ کی سیرت طیبہ میں موجود ہے۔

① صحیح مسلم، حدیث: 2169، و السیرۃ الحلبیۃ: 397/1، واقعے میں کچھ فرق ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چودھواں باب

آنحضور ﷺ ایک پیر کی حیثیت میں

آپ متعجب ہوں گے کہ وہ مقدس ہستی جو ایک وقت میں فوجی جرنیل ہو اور دوسرے وقت میں جوڈیشل قاضی کے فرائض بجا لا رہی ہو۔ ایک وقت میں سیاسی لیڈر ہو اور دوسرے وقت میں طبی خدمات بجا لا رہی ہو۔ ایک وقت میں عابد و زاہد کی زندگی بسر کر رہی ہو اور دوسرے وقت میں بین الاقوامی نظام جمہوریت کے صدر کی حیثیت میں دنیا کے سامنے ہو۔ ایک وقت میں معلم اور پروفیسر ہو، اور دوسرے وقت میں تجارتی کاروبار میں مصروف نظر آتی ہو، کس طرح دنیا کے سامنے ایک پیر و مرشد کی حیثیت سے پیش ہو سکتی ہے؟ پیر سے ہماری مراد دنیا کی بزرگ ترین ہستی ہے اور مرشد سے مراد ہدایت کی طرف راہنمائی کرنے والی عظیم ترین شخصیت ہے۔ اور وہ ایک ہی ہو سکتی ہے۔

بے شک آپ کا یہ تعجب اور حیرانی حق بجانب ہوتی، اگر وہ ذات اقدس:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [1]

---

[1] سورۃ الاحزاب 33: 21. ''البتہ تحقیق رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تمھارے لیے بہترین نمونہ ہے۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی حامل نہ ہوتی۔ اور اللہ نے اسے دنیا جہاں کے تمام لوگوں کے لیے اعلیٰ نمونہ اور بہترین اسوہ بنانے کا عہد نہ کیا ہوتا۔

یہ حضور ﷺ ہی کا کام تھا کہ آپ ﷺ تمام کاموں کو الگ الگ اوقات میں سرانجام دے کر ہمارے لیے بہترین نمونہ قائم کر گئے۔ تاکہ ہم میں سے جو شخص کسی لائن کو اختیار کرنا چاہے وہ اس میں کامیابی حاصل کر سکے۔ اور جہالت و لاعلمی سے بھٹک نہ جائے۔

حضور ﷺ کی اس زندگی میں ان تمام لوگوں کے لیے خاص طور پر بڑا سبق اور موعظت ہے، جو پیروں وفقیروں کے بہت قائل ہیں۔ جو کرامات کے معتقد ہیں۔ جو اوراد و وظائف کے دل دادہ ہیں۔ جو طریقت اور شریعت کی بحث میں الجھے رہتے ہیں۔ جو بیعتِ پیر کو فرض عین سمجھتے اور ہاتھ میں ہاتھ دینے پر تلے بیٹھے ہیں۔ وہ آئیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کو ایک پیر و مرشد کی حیثیت میں دیکھیں۔ اور پھر بتائیں کہ کیا دنیا نے آج تک حضور ﷺ سے بڑھ کر بھی کوئی پیر و مرشد پیدا کیا ہے؟

حضور ﷺ سب پیروں کے پیر ہیں

ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر حضور ﷺ کی سب حیثیات کو چھوڑ کر صرف آپ ﷺ کو ایک پیر کی حیثیت سے دیکھا جائے تو یقیناً یہ ماننا پڑے گا کہ حضور ﷺ سب پیروں کے پیر ہیں۔ دنیا میں جس قدر پیر فقیر ہوئے سب آپ ﷺ ہی کی نظر عنایت سے ہوئے۔ آپ ہی کی خاکِ پا سے استفادہ کر کے ان مراتب کو پہنچے۔

اگر آج کوئی دنیا کا پیر اپنا سلسلہ حضور ﷺ سے توڑ کر کسی اور طرف منسوب کرتا ہے تو یقیناً وہ پیر نہیں ہے شیطان ہے۔ وہ ہمارا مرشد نہیں ہے بلکہ ہمارے دین و ایمان کا دشمن ہے۔

صحیح پیر و مرشد

ہم حضور ﷺ ہی کو اپنا پیر سمجھتے ہیں اور حضور ﷺ کے پورے متبعین اور نقش قدم پر چلنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

والے بزرگوں کو ان کا خلیفہ تصور کرتے ہیں۔ اور جو حضور ﷺ کی تعلیم سے ایک انچ ادھر ادھر ہو، اپنے ذاتی خیالات کو تصوف میں دخل دیتا ہو، شریعت کو طریقت کا مخالف سمجھتا ہو اسے لعین اور مردود سمجھتے ہیں:

مپندار سعدی[1] کہ راہِ صفا
تواں یافت جز در پئے مصطفیٰ
خلافِ پیغمبر ﷺ کسے راہ گزید
ہرگز بمنزل نخواہد رسید

حضور ﷺ پیر کامل ہیں

اگر ایک پیر کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ مجاہدہ اور ریاضت سے اپنے نفس پر قابو حاصل کر چکا ہو۔ اور زہد و ورع اور عبادت و تقویٰ میں سب سے بڑھا ہوا ہو، تو پھر حضور ﷺ کے سوا ان اوصاف سے زیادہ متصف اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

اگر ایک پیر کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس سے خرق عادات و کرامات کا ظہور ہو تو حضور ﷺ سے بڑھ کر کرامات اور معجزات کا صدور اور کسی سے نہیں ہوا۔

اگر ایک پیر کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو بیعت کر کے ان کی روحانی اصلاح کرتا ہو، تو پھر حضور ﷺ سے بڑھ کر نہ کسی نے دنیا کی بیعت لی ہے اور نہ عوام الناس کی روحانی اصلاح ہی کی ہے۔

ساری دنیا میں بڑا ہے کون حضرت ﷺ کے سوا؟

اگر ایک پیر کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو رفع حاجات اور رفع مشکلات کے لیے

[1] اے سعدی! یہ خیال مت کر کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طریقے پر چلے بغیر راہ صفا حاصل ہو سکتی ہے۔ جو بھی پیغمبر کے منہج کے خلاف چلے گا کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکے گا۔ (ن۔ف)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اوراد ووظائف کی تلقین کرتا ہو تو پھر حضور ﷺ سے بڑھ کر نہ کسی نے دنیا کو وظیفے بتائے، نہ اوراد سکھلائے، نہ رفع حاجات کے لیے سبق پڑھائے۔

الغرض! آپ جس حیثیت سے بھی دیکھنا چاہیں، دیکھ لیں سرور عالم ﷺ اس میدان میں بھی سب سے پیش پیش نظر آئیں گے۔ یہ بات ہم دعویٰ سے کہتے ہیں:

ساری دنیا میں بڑا ہے کون؟ حضرت ﷺ کے سوا
میرے آقا کے علاوہ، میرے مرشد کے سوا

حضور ﷺ کے زہدو ورع اور عبادات و ریاضت اور کرامات و معجزات کا ذکر تو دیگر ابواب میں آ ہی چکا ہے، اس جگہ ہم صرف حضور ﷺ کی بیعت اور حضور ﷺ کے اوراد ووظائف کا بیان درج کیے دیتے ہیں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ فی الحقیقت حضور ﷺ سب پیروں کے پیر تھے۔ اور یہ طریق اس لیے جاری کر گئے کہ آپ ﷺ کے خلیفے (یعنی آج کل کے پیر) اس پر کاربند ہوں اور صحیح معنوں میں دنیا کو مستفیض کریں۔

حضور ﷺ کی بیعت

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے وقت میں مردوں اور عورتوں سے الگ الگ بیعت لی۔ اور ہزار ہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن نے آپ ﷺ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور صحیح معنوں میں مرید بن کر حضور ﷺ کو اپنا پیر اور مرشد تسلیم کیا۔

حضور ﷺ کی بیعت کا مقصد

مگر حضور ﷺ کی یہ بیعت، یہ پیری مریدی نذرانے لینے اور ٹکے بٹورنے کے لیے نہ تھی۔ بلکہ ان کو جہاد کے لیے تیار کرنے، اپنا قومی نظام استوار کرنے اور ان کی اخلاقی،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مادی اور روحانی اصلاح کرنے کے لیے تھی۔

چنانچہ حضور ﷺ نے اس بیعت کے ذریعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو کچھ کام لیا وہ آج دنیا کے سامنے ہے اور دنیا انگشت بدنداں ہے کہ حضور ﷺ نے صرف ان کے ہاتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لے کر انھیں کیا سے کیا بنا دیا!! اور وہ کون سا فسوں تھا جو پھونکتے ہی ان کی کایا پلٹ دی!!

حضور ﷺ نے عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تو آپ ﷺ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت لیا کرتے تھے۔ مگر عورتوں سے کبھی ایسی بیعت نہیں لی۔ وہ ہمیشہ حضور ﷺ سے پردہ کرتیں۔ اور پردہ ہی میں بیعت ہوا کرتی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی بیعت کا واقعہ ذکر کرتی ہوئی فرماتی ہیں:

«وَاللّٰهِ! مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَامْرَاةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ»

''اللہ کی قسم! حضور ﷺ نے بیعت کے وقت کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں لگایا۔''[1]

فتح مکہ کے دن جب بہت سی عورتوں نے حضور ﷺ کی بیعت کر لی۔ تو کچھ عورتیں ایسی رہ گئیں جو اس وقت بیعت نہ کر سکیں، وہ جمع ہو کر آئیں۔ وہ تعلیم اور الفاظِ بیعت سے تو واقف ہی تھیں، کہنے لگیں:

«يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اُبْسُطْ يَدَكَ نُصَافِحُكَ، فَقَالَ اِنِّيْ لَا أُصَافِحُ النِّسَآءَ»

''حضور ﷺ! ہاتھ دیجیے، ہم آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

[1] صحیح البخاری، التفسیر، سورۃ الممتحنۃ، باب: 2، حدیث :4891.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں عورتوں کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں دیا کرتا۔‘‘(1)

علامہ ابن جریر رحمہ اللہ نے ایک دوسری حدیث میں نقل کیا ہے کہ عورتوں نے سمجھا تھا جس طرح حضور ﷺ مردوں کے ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت لیتے ہیں، اسی طرح ہم سے بھی لیں گے، چنانچہ جب حضور ﷺ نے ان سے چند باتوں کا عہد لے لیا تو انھوں نے حیرت سے کہا:

«أَلَا تُصَافِحُنَا؟ فَقَالَ: اِنِّیْ لَا أُصَافِحُ النِّسَآءَ»

’’کیا آپ ہمارے ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتا۔‘‘(2)

عورتوں کو پردہ میں رہنے کی تلقین

ان روایاتِ صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے کبھی عورتوں کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔ اور نہ ہی انھیں سامنے آنے کے متعلق حکم دیا بلکہ پس پردہ ان سے بیعت لی اور پردے کی ان کو تلقین فرمائی۔

شیطان پیر اور دیوث مرید

اب جو پیر عورتوں کی بیعت ہاتھ میں ہاتھ لے کر کرتے ہیں۔ ان کو سامنے بٹھا کر گھونگٹ اتار دیتے ہیں، ان سے دبواتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ پیر سے پردہ ضروری نہیں، وہ پیر نہیں بلکہ شیطان ہے۔ وہ حضور ﷺ کے خلف نہیں بلکہ ناخلف ہیں۔ عاق ہیں، باغی ہیں اور مستوجب تعزیر وسزا ہیں۔

علیٰ ہذا وہ مرید بھی جو اس بے عزتی کو گوارا کرتے ہیں، مرید نہیں ہیں بلکہ دیوث ہیں،

(1) تفسیر ابن جریر :52/28. (2) مسند احمد :357/6.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بے غیرت ہیں۔ اور حضور ﷺ کی امت سے خارج ہیں۔

غور کرو کہ حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی ذات قدسی صفات نہیں ہوسکتی۔ آپ ﷺ بحکم قرآن اپنی امت کے باپ ہیں۔ اور امت کی تمام عورتیں آپ ﷺ کی بیٹیاں ہیں۔ اگر وہ پردہ اٹھا بھی دیں تو بظاہر کوئی ہرج کی بات نہیں، مگر حضور ﷺ ہیں کہ بایں ہمہ ایک نمونہ قائم کرنے کے لیے انھیں پردہ کی تلقین فرما رہے ہیں۔ اگر وعظ و نصیحت کہتے ہیں تو پردہ میں، بیعت لیتے ہیں تو پردہ میں، رشد و ہدایت فرماتے ہیں تو پردہ میں، غرض یہ کہ کوئی شرعی تعلیم ہو یا روحانی تلقین، حضور ﷺ پردہ کی قید کو نہیں چھوڑتے۔ مگر آج ایک معمولی سا پیر اٹھتا ہے، نہ اس کے زہد و تقویٰ کا اعتبار ہے نہ ریاضت و مجاہدہ کا اعتماد، مگر سب سے پہلے وہ اپنے آپ کو فرشتہ ثابت کرتا ہے اور عورتوں کے جھرمٹ میں بیٹھے رہنا اپنا شیوہ بنالیتا ہے۔

الحذر ازایں گوسفندان الحذر

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کی روایت

بیعت کیا ہے؟ دراصل ایک معاہدہ ہے جو زبانی بھی ہوسکتا ہے، چنانچہ حضور ﷺ عورتوں سے عہد زبانی ہی لیا کرتے تھے۔ مگر علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ

«بَایَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ النِّسَآءَ وَعَلٰی یَدِہٖ ثَوْبٌ قَدْ وَضَعَہٗ عَلٰی کَفِّہٖ»

''حضور ﷺ ایک چادر (کپڑا) اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے اور اس کا دوسرا حصہ عورتوں کی طرف پھینک دیتے۔ وہ سب اس کو ہاتھ میں لے لیتیں پھر آپ ﷺ ان سے یہ عہد لیتے۔''[1]

آپ ﷺ ان سے جو عہد لیتے وہ مختلف روایات سے نمبروار درج ہیں۔ وہ یہ ہیں:

[1] تفسیر ابن کثیر: 4/378.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کا عہد

1. اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی۔ (اگرچہ وہ شرک جلی ہو یا خفی، اعتقادی ہو یا عملی۔)
2. چوری نہ کریں گی۔ (اگرچہ وہ کسی کی ہو یا اپنی، یعنی اپنے ہی گھر سے خاوند کی مرضی اور اجازت کے بغیر کسی چیز کا لینا یا چھپانا بھی چوری ہی میں شامل ہے۔)[1]
3. بدکاری نہ کریں گی۔ (ارتکاب زنا کے علاوہ مبادیاتِ زنا کا اظہار۔ عزیزان سے بچ کر غیر محرموں کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا، یعنی بن ٹھن کر باہر نکلنا اور بے پردہ پھرنا جسے تبرج الجاہلیت کہا گیا ہے، اس میں شامل ہے۔)
4. اولاد کو قتل نہ کریں گی۔ (عرب میں لڑکوں کو زندہ رکھنے اور لڑکیوں کو مار دینے کی رسم تھی اس کو مٹانے کے لیے یہ عہد لیا گیا جیسے آج کل منصوبہ بندی کے مطابق رحم میں ہی بچے کو مار دیا جاتا ہے۔ اگر آج کل کے مطابق تعلیم سے اس کی تاویل کر لی جائے تو نہایت ہی موزوں ہے، یعنی اولاد کو جاہل رکھنا گویا قتل کے مترادف ہے۔ فرمایا:

﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾

”یہ گناہ کے کام کر کے جہنم مول نہ لو۔“[2]

اور وہ احادیث جو تحصیل علم کے متعلق تاکیدی طور پر فرمائی گئی ہیں، قابل توجہ ہیں۔

---

[1] ہاں اگر خاوند کنجوسی کرے اور ضروریات زندگی بھی پوری نہ کرتا ہو تو اس صورت میں کچھ لینا چوری شمار نہیں ہو گا۔ جیسا کہ حدیث ہے: سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہند رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے عرض کرنے لگیں: اللہ کے رسول ﷺ! ابوسفیان رضی اللہ عنہ کھلے دل کے آدمی نہیں ہیں تو اگر میں چپکے سے ان کے مال میں سے کچھ لے لوں تو مجھ پر کچھ گناہ تو نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «خُذِي أَنْتِ وَبَنُوكِ مَا يَكْفِيكِ بِالْمَعْرُوفِ» ”تم اور تمھاری اولاد دستور کے مطابق اتنا کچھ لے سکتی ہو جو (تمھاری ضرورت کے لیے) تمھیں کافی ہو۔“ (صحیح البخاری، البیوع، باب من اجری امر الامصار، حدیث: 2211) (ن۔ف) [2] سورۃ التحریم 66:6.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ کہ اپنی اولاد کو علم وفن اور تہذیب واخلاق سے عاری رکھنا گویا اسے مار دینا ہے۔ مقتول تو ایک بار مرتا ہے مگر ایسا بدنصیب فرد بار بار مرتا رہتا ہے۔ اور علم نہ ہونے کی وجہ سے انجام کار جہالت کی موت مرتا ہے۔

5. کسی پر بہتان نہ لگائیں گی۔ (یعنی کسی پاک دامن مرد کو مطعون یا ذلیل کرنے کے لیے بدنام کرنا اور اس پر افتراء جوڑنا، جسے ایک معمولی چیز سمجھا جاتا ہے، اس سے مکمل گریز کریں گی۔)

6. میری نافرمانی نہ کریں گی۔ (یعنی حضور ﷺ بحیثیت پیر ومرشد اور نبی ہونے کے جو حکم فرمائیں گے اسے قبول کریں گی۔ جس کام سے روکیں گے، اس سے رک جائیں گی۔)

7. بین نہ کریں گی۔

8. بال نہ نوچیں گی۔

9. کپڑے نہ پھاڑیں گی۔

10. سینہ کوبی نہ کریں گی۔ (یعنی جب کوئی عزیز مرجائے تو ایام جاہلیت کی طرح نہ اس پر بے تحاشا روئیں گی نہ چیخیں گی نہ چلائیں گی۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کا شکوہ اور شکایت کریں گی۔ بلکہ اس صدمہ پر صبر کریں گی۔ اور سوائے چند آنسو بہانے کے اور کچھ نہ کریں گی۔)

11. کسی غیر محرم کے ساتھ سفر نہ کریں گی۔ (کیونکہ غیر محرم سے پردہ لازمی ہے۔ اس لیے حضور ﷺ نے خصوصیت سے عورتوں کو یہ حکم دیا کہ وہ کسی غیر محرم کے ساتھ الگ نہ ہوں۔ نہ کسی مکان میں نہ سفر میں کیونکہ تیسرا شیطان ہوگا، جو انھیں ورغلائے گا۔)

12. خاوند کی اطاعت کریں گی۔ (اس کی حکم عدولی نہ کریں گی۔ اس کے گھر کی نگرانی کریں گی۔ اسے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ کریں گی۔ اس کی اولاد کی صحیح طور پر تربیت کریں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گی۔)

یہ اور چند اسی قسم کی اور باتیں تھیں جن کی آنحضور ﷺ بیعت لیا کرتے تھے اور بیعت کے بعد فرماتے تھے:

«فَإِنْ وَفَيْتُمْ فَلَكُمُ الْجَنَّةُ»

''اگر تم نے ان شرائط کو پورا کیا تو جنت مل جائے گی۔''[1]

مردوں کی بیعت

حضور ﷺ قریباً قریباً یہی بیعت مردوں سے بھی لیا کرتے تھے۔ صرف ایک شرط ''جہاد'' کا اضافہ ہوتا تھا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سے نبی ﷺ نے انھی شرائط پر بیعت لی اور فرمایا:

«فَمَنْ وَفَّى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَالِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ»

''اگر تم نے ان شرائط کو پورا کیا تو اللہ تعالیٰ سے اجر ملے گا۔ اور کسی شرط کو توڑ دیا اور اس پر اسے سزا بھی مل گئی تو سزا اس کے لیے کفارہ بن جائے گی۔''[2]

حضور ﷺ کی دعائیں

یہ قاعدہ ہے کہ مرید اپنے پیر کے پاس اکثر دعا کے لیے آیا کرتے ہیں۔ انھیں جب کوئی تکلیف ہو، مرض ہو یا ضرورت ہو تو اپنے پیر سے شکایت کرتے ہیں، اور پیر کو مستجاب الدعوات

[1] تفسیر ابن أبی حاتم: 213/2. [2] صحیح البخاری، التفسیر، سورۃ الممتحنۃ، باب: 3، حدیث: 4894، و صحیح مسلم، الحدود، باب الحدود کفارات لأھلھا، حدیث: 1709.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سمجھ کر دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ حضور ﷺ بھی چونکہ جن و انس کے سب سے بڑے پیر تھے اس لیے لازماً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی آپ ﷺ کے پاس آنا چاہیے تھا چنانچہ وہ آتے اور اس قدر آتے تھے کہ شاید آج دنیا کے کسی پیر کے پاس اتنے لوگ نہ آتے ہوں۔ حضور ﷺ ان کے لیے دعا کرتے۔ برکت کے طور پر ہاتھ پھیرتے اور ان میں سے بے شمار لوگ اپنے اپنے مطالب میں کامیاب ہو جاتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

1 ایک دفعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ، (اُم سلیم رضی اللہ عنہا) اپنے بیٹے (حضرت انس رضی اللہ عنہ) کو، جو ابھی بچے ہی تھے، خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا:

حضور ﷺ! میرا یہ ایک ہی بچہ ہے اس کے لیے دعا فرمایئے۔ آپ ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ مبارک اٹھائے اور فرمایا:

«اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ، وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ»

''الٰہی! اس کے مال میں اور اس کی اولاد میں بہتات دے اور جو کچھ دے اس میں برکت دے۔''[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ میرے ہاں ایک سو بیس بچے پیدا ہوئے۔ اور اللہ نے مجھے وہ فارغ البالی عطا فرمائی کہ وہ کسی کو حاصل نہ ہوئی ہوگی۔ بصرہ میں میرا ایک کھجور کا باغ تھا، جو سال میں دو دفعہ پھلتا تھا اور میری بھیڑ بکریوں کی اتنی تعداد تھی کہ میں خود انھیں شمار نہیں کر سکتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ دس سال تک حضور ﷺ کی خدمت میں رہے۔ ایک سو بیس برس کی

[1] صحیح البخاری، الدعوات، باب الدعاء بکثرۃ المال والولد، حدیث :6378-6379، و صحیح مسلم، الفضائل، باب من فضائل انس بن مالك، حدیث :2481

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عمر میں وفات پائی۔[1]

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

❷ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے لیے برکت کی دعا کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے کاروبار میں اتنی برکت دی کہ جب میں پتھر بھی اٹھاتا، تو اس کے نیچے سونا نکل آتا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے گھر سے سونا کدالوں اور پھاوڑوں سے کھودا گیا۔ یہاں تک کہ کھودنے والوں کے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ ان کی داد و دہش اور بخشش و عطاء کی یہ کیفیت تھی کہ اپنی زندگی میں تیس ہزار غلام آزاد کیے۔ اور آپ کی وراثت عزیزان میں تقسیم کی گئی تو ہر ایک بیوی کو اسی اسی ہزار دینار ورثہ میں ملے۔ پچاس ہزار دینار ان کی وصیت کے مطابق صدقہ میں دے دیے گئے۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کے لیے دعا

❸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری ماں مشرک تھی۔ میں اسے کہا کرتا تھا کہ "تو مسلمان ہوجا" مگر وہ انکار کرتی رہی بلکہ وہ مجھے برا بھلا کہتی اور آنحضرت ﷺ کو بھی کوستی۔ ایک بار اس نے حضور ﷺ کی شان اقدس میں بہت گستاخی کی، میں تاب نہ لا سکا۔ اور رونے لگا۔ روتا روتا حضور ﷺ کے پاس گیا اور عرض کیا: حضور ﷺ! دعا کیجیے کہ میری ماں مسلمان ہو جائے۔

حضور ﷺ نے ہاتھ مبارک اٹھائے اور فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ أَبِیْ هُرَيْرَةَ»

---

① الإصابة: 1/81-82 واصله متفق عليه مختصراً. ② طبقات ابن سعد: 3/137.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''الٰہی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو ہدایت دے۔''

میں جب حضور ﷺ کی خدمت سے واپس گھر آیا تو ماں نہا رہی تھی۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے کہا: ٹھہر جا۔ میں کھڑا رہا۔ اس نے جلدی سے غسل کر کے کپڑے پہنے اور دروازہ کھلتے ہی کہا:

«اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»

میں بے حد خوش ہوا۔ اور حضور ﷺ کے پاس پہنچا۔ ماں کے اسلام لانے کی بشارت دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''الحمدللہ بہت ہی اچھا ہوا۔''[1]

قبیلہ دوس کے لیے دعا

4 یہی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضور ﷺ سے اپنی قوم دوس کے لیے دعا کرائی جو یمن میں آباد تھی۔ حضور ﷺ نے بایں الفاظ دعا فرمائی

«اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ»

''الٰہی! قبیلہ دوس کو ہدایت کر اور ان کو میرے پاس لے آ۔''[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری قوم بھی مسلمان ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔

اہل مدینہ کے لیے دعا

5 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ مکے سے ہجرت کر کے مدینے تشریف لائے تو وہاں ان دنوں بخار کا مرض عام تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

---

[1] صحیح مسلم، الفضائل، باب من فضل ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ حدیث :2491. سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی درخواست میں۔ [2] صحیح البخاری، الدعوات، باب الدعاء للمشرکین، حدیث : 6397، و صحیح مسلم، الفضائل، باب من فضائل غفار و اسلم، حدیث :2523.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور بلال رضی اللہ عنہ بیمار ہوگئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ! دعا کیجیے کہ مدینہ اس مرض (ملیریا) سے نجات پا جائے۔ کیونکہ یہاں کی آب و ہوا بہت خراب ہے۔ سب کو اس تپ میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی اور وہ مرض، جو ایک عام وبا کی حیثیت رکھتا تھا، مدینہ سے دور ہو گیا۔ [1]

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

6 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک دفعہ بیمار ہو گئے اور اتنے بیمار ہوئے کہ بظاہر بچنے کی کوئی توقع نہ تھی۔ حضور ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو انھوں نے اپنی صحت کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ دعا کی:

«اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا»

''اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما۔ اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما۔''

چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ تندرست ہو گئے۔ [2]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعا

7 ایک دفعہ حضور ﷺ وضو کے لیے اٹھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دوڑ کر آپ ﷺ کے لیے پانی لے آئے۔ آپ ﷺ کو ایک بچہ کی یہ خدمت گزاری بہت اچھی معلوم ہوئی۔ اور آپ ﷺ نے اس وقت ان کے لیے یہ دعا کی:

«اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاوِيْلَ»

[1] صحيح البخاري، فضائل المدينة باب: 12، حديث: 1889، و صحيح مسلم، الحج، باب الترغيب في سكنى المدينة، حديث: 1376. [2] صحيح مسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، حديث: 1628.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''الٰہی! اسے دین میں فہم اور قرآن میں سمجھ بوجھ دے۔''[1]

اسی دعا کی برکت تھی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بڑے مفسر، محدث اور فقیہ ہوگئے۔ اور دنیا نے ان کے علم کا اعتراف کیا۔

عروہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

8 عروہ بن الجعد رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے، جو تجارت کا کام کیا کرتے تھے۔ مگر انھیں اس تجارت میں کوئی چنداں نفع نہ ہوتا تھا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دعا کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ وہ کہتے ہیں آپ کی دعا سے میری تجارت اتنی چمکی کہ ملک التجار بن گیا۔ واللہ! میں کوفہ کی منڈی میں سودا کرتا تھا اور ایک ایک دن میں چالیس چالیس ہزار نفع حاصل کر لیتا تھا۔[2]

جلیبیب رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

9 جلیبیب رضی اللہ عنہ بھی ایک غریب صحابی تھے۔ جو مع بیوی حضور ﷺ کے مرید تھے۔ ان کی بیوی نے حاضر ہوکر تنگی گزران کا ذکر کیا۔ اور خواہش کی کہ حضور ﷺ ہمارے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فراخی رزق عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تنگی کو فراخی میں بدل دیا۔ اور اتنی دولت انھیں دی کہ وہ سنبھال نہ سکتے تھے۔[3] سچ ہے جب دینے والا دیتا ہے تو چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] مسند احمد : 266/1. اور دیکھیے: صحیح البخاری : 143، و صحیح مسلم : 2477. [2] دیکھیے صحیح البخاری، المناقب، باب : 28، حدیث :3642. یہاں روایت کچھ اس طرح ہے: سیدنا عروہ بن جعد رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے ایک دینار دیا کہ اس سے میرے لیے ایک بکری خرید لاؤ، انھوں نے اس دینار سے دو بکریاں خرید لیں، پھر ایک دینار میں ایک بکری فروخت کی اور ایک دینار اور بکری لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے خرید و فروخت میں برکت کی دعا کی۔ اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ وہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں سے بھی انھیں نفع حاصل ہو جاتا۔ (ن۔ف) [3] الطبقات الکبری لابن سعد :394/5.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (1)

بارش کے لیے دعا

10 ایک دفعہ بارش بند ہوگئی۔ ملک میں قحط پڑ گیا۔ حضور ﷺ جمعہ کے خطبہ میں کھڑے تھے۔ کسی نے بارش کے لیے دعا کی درخواست کی۔ اور دردناک لہجہ میں درخواست کی۔ حضور ﷺ نے منبر پر ہی اثنائے خطبہ میں دعا کردی۔ راوی کہتا ہے کہ اس وقت مطلع بالکل صاف تھا۔ اور ابر کے آثار تک نہ تھے۔ اچانک پہاڑ کی اوٹ سے ایک چھوٹا سا بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا۔ اور سارے آسمان پر چھا گیا۔ پھر اتنا مینہ برسا کہ متواتر آٹھ دن تک برستا رہا۔ دوسرے جمعہ پھر اس نے درخواست کی کہ حضور ﷺ! اب دعا کیجیے کہ بادل تھم جائے۔ اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔ (2)

چنانچہ حضور ﷺ نے پھر دعا کی۔ بارش رک گئی۔ اور دھوپ نکل آئی۔

حضور ﷺ کے وظائف

حضور ﷺ کے پاس جو مرید (عقیدت و ارادت رکھنے والے) آتے اور اپنی حاجات عرض کر کے دعا کی درخواست کرتے۔ آپ ﷺ عام طور پر ان کے لیے دعا فرما دیا کرتے۔ جن میں اکثر قبول ہوتیں اور بعض نہ ہوتیں۔ کیونکہ قبولیتِ دعا کا اختیار تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کو ہے۔ وہ چاہے منظور کرے۔ جو نہ چاہے تو منظور نہ کرے۔ کوئی اسے مجبور نہیں کر سکتا۔ مگر بعض بعض لوگوں کو حضور ﷺ ایسی دعائیں اور ایسے وظیفے سکھلا دیتے کہ وہ خود پڑھا کرتے۔ اور کام ہو جاتے۔

---

(1) سورۃ الطلاق 65 : 3. (2) صحیح البخاری، الاستسقاء، باب الاستسقاء فی خطبة الجمعة، حدیث : 1014، و صحیح مسلم، الصلاۃ، الاستسقاء، حدیث : 897.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ کے ایسے بہت سے وظیفے کتب احادیث میں موجود ہیں۔ جو مختلف مقاصد کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتائے گئے ہیں۔ اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب بن سکتی ہے۔ مگر ہم بطور نمونہ چند ایک وظائف درج کیے دیتے ہیں تاکہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ حضور ﷺ نے، بحیثیت پیر و مرشد ہونے کے، کیا کیا وظائف سکھلائے ہیں۔ اور پھر لطف یہ کہ جس کو کوئی وظیفہ بتا دیا ہے اسے راز نہیں رکھا۔ ہمارے آج کل کے پیروں کی طرح یہ نہیں کہا کہ کسی اور کو نہ بتانا، اسے چھپا کر رکھنا کہ یہ سربستہ راز اور صدری علم ہے۔ بلکہ تاکید کر دی کہ دوسرے بھائیوں کو بھی اس سے آگاہ کر دینا، تاکہ سب اس سے مستفیض ہوں۔

فکر و غم کا وظیفہ

❶ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور ﷺ! مجھ پر اس قدر قرض ہو گیا ہے کہ بظاہر اس کی ادائیگی کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ میں ہر وقت اس غم اور فکر میں کڑھتا رہتا ہوں۔ براہ کرم مجھے کچھ بتائیے کہ جس سے یہ فکر و اندیشہ دور ہو۔ اور میں آرام کی زندگی بسر کر سکوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: غم نہ کھا! میں تجھے ایک ایسا وظیفہ بتاتا ہوں جس سے تیرا قرض بھی اتر جائے گا اور اطمینان بھی حاصل ہو جائے گا، چنانچہ حضور ﷺ نے اسے یہ وظیفہ صبح و شام پڑھنے کے لیے بتایا:

«اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ»

''اے اللہ! میں پریشانی، غم، درماندگی، عجز، سستی، بخیلی، بزدلی اور زیادتی قرض اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے غلبہ سے پناہ مانگتا ہوں۔“

راوی کہتا ہے کہ میں نے اسے چند ہی روز پڑھا۔ واللہ! میری ساری فکر و پریشانی دور ہوگئی۔ اور سب قرض اتر گیا۔[1]

قرض کا وظیفہ

❷ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے آکر یہی قرض کا شکوہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: میں تجھے وہ وظیفہ بتاتا ہوں جو میرے پیر و مرشد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مجھے بتایا تھا۔ واللہ! اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا، تو ادا ہوجائے گا۔ تم صبح و شام بعد نماز یہ وظیفہ بکثرت کیا کرو:

«اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَنْ مَّنْ سِوَاكَ»

”اے اللہ! مجھے حرام سے بچا اور رزقِ حلال عطا فرما۔ اور اپنے فضلِ خاص سے مجھے اپنے سوا ہر ایک سے بے نیاز فرما دے۔“

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور اس کا سب قرضہ ادا ہوگیا۔[2]

کاروبار میں برکت کا وظیفہ

❸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمیں کاروبار کی ترقی کے لیے یہ وظیفہ بتایا کہ جب بازار میں اتر جاؤ تو پہلے یہ دعا پڑھ لیا کرو ان شاء اللہ جو سودا کرو گے، اس میں خسارہ نہ ہوگا۔ دعا یہ ہے:

«بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ ھٰذِہِ السُّوْقِ وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَ اَعُوْذُبِكَ

---

[1] أبو داود، الوتر، باب في الاستعاذة، حديث: 1555. [2] جامع الترمذي، الدعوات، باب احاديث شتى، حديث: 3563.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِيْهَا»

’’اللہ کے نام سے، اے اللہ! میں تجھ سے اس بازار کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے اس کے شر اور ہر وہ چیز جو اس میں ہے، اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔‘‘[1]

مرض کا وظیفہ

4 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے مجھے ایک وظیفہ بتایا کہ جس بیمار پر سات مرتبہ پڑھ کر دم کروں، اللہ تعالیٰ اسے شفا بخشے۔ وظیفہ یہ ہے:

«اَسْئَالُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَشْفِيَكَ»

’’میں اللہ عظیم سے جو عرشِ عظیم کا رب ہے، سوال کرتا ہوں کہ وہ تمھیں شفا سے ہمکنار فرمائے۔‘‘[2]

5 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی بیمار کے پاس جاتے تو اپنا داہنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیرتے اور دعا پڑھتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی حضور ﷺ سے یہ دعا سیکھ لی۔ اور اکثر بیماروں پر پڑھی جس سے وہ شفایاب ہو گئے۔ دعا یہ ہے:

«اَذْهِبِ الْبَاسَ، رَبَّ النَّاسِ! وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآئُكَ، شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا»

’’انسانوں کے پروردگار! یہ تکلیف دور فرما۔ اے اللہ! شفا عنایت فرما۔ تو ہی شفا

---

[1] حاکم: 539/1، وعمل اليوم والليلة لابن السنی: 181 عن بريدة رضی اللہ عنہ. [2] ابو داود، الجنائز، باب الدعاء للمريض عند العيادة، حديث: 3106، و جامع الترمذی، الطب، باب: 32، حديث: 2083.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دینے والا ہے اور ایسی بہترین شفا عطا فرما کہ جس کے بعد بیماری باقی نہ رہے۔''[1]

الغرض! حضور ﷺ نے ہمیں ہر ضرورت کے لیے الگ الگ وظیفے بتا دیے ہیں۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم علمائے کرام سے حضور ﷺ کے وظیفے دریافت کر کے ان پر عمل کریں۔ اور دوسرے پیروں کے خانہ ساز وظائف سے آنحضور ﷺ کے الہامی وظائف کو ترجیح دیں۔

حضور ﷺ کا یمن و برکت

چونکہ آج کل عوام پیر کی کوئی کرامت یا اس کے ہاتھ سے کوئی خرق عادت چیز دیکھ کر اس کے یمن و برکت کے قائل اور معتقد ہوتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ اس جگہ بالاختصار حضور ﷺ کے یمن و برکت کا ذکر بھی سنا دیا جائے تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ اس رنگ میں بھی دنیا کا کوئی پیر اور صوفی حضور ﷺ سے سبقت نہیں لے جا سکتا۔ بلکہ دیگر مذاہب میں بھی جس قدر جوگی، سوامی، مہاتما اور رہبان گزرے ہیں، وہ اس میدان میں حضور ﷺ کے مقابلہ پر کچھ حقیقت نہ رکھتے تھے اور نہ رکھتے ہیں۔

خوراک میں برکت

1. حضور ﷺ کے یمن و برکت کے متعلق حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ خندق کے دن میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے پاس کچھ کھانے کو نہیں۔ اور آپ ﷺ تین روز سے فاقہ میں ہیں۔ میں گھر گیا بیوی سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا کہ ایک صاع بھر جو ہیں۔ میں انھیں پیس کر روٹی تیار کرتی ہوں۔ تم ایک بکری ذبح کر کے گوشت بنا لو اور حضور ﷺ کو بلا کر کھانا کھلا دو۔

[1] صحيح البخاري، الطب، باب مسح الراقي الوجع بيده، حديث :5750، و صحيح مسلم، السلام، باب استحباب رقية المريض، حديث :2191.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے روٹی تیار کی جو دو چار آدمیوں کے لیے کافی ہوگی۔ جب حضور ﷺ کو اطلاع ہوئی اور آپ ﷺ نے دیکھا کہ سب صحابی بھوکے ہیں، تو یہ مناسب نہیں جانا کہ اکیلا کھاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ سب کو بلاؤ''

میں گیا دل میں شرماتا تھا کہ کھانا تو اتنا ہے نہیں۔ کس بل بوتے پر ان کو دعوت دوں، مگر چونکہ حکم تھا، اس لیے ان سب کو لے آیا۔ حضور ﷺ نے برکت کی دعا کی اور روٹیوں اور گوشت پر لعاب مبارک لگا دی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سارا لشکر اسلام، جو ایک ہزار کے قریب تھا، شکم سیر ہو کر کھا گیا۔ اور ہمارا آٹا اور گوشت اتنے کا اتنا بچ رہا۔[1]

2. اسی طرح ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک بار حضور ﷺ کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت کی۔ اور کھانا اتنا ہی تیار کیا جو ان دونوں کے لیے کافی ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جاؤ اشرافِ انصار سے تیس آدمی بلا لاؤ۔

چنانچہ میں گیا اور تیس اشخاص کو بلا لایا۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو میں نے دیکھا کہ کھانا بدستور پڑا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ساٹھ آدمیوں کو اور بلا لاؤ۔

چنانچہ ساٹھ آدمی اور آئے وہ بھی کھا گئے۔ مگر کھانا ختم نہ ہوا۔ اسی طرح حضور ﷺ نے پھر فرمایا: اور بلا لاؤ۔

چنانچہ اس روز ایک سو اسی آدمیوں نے کھانا کھایا، پھر بھی ختم نہ ہوا۔ کھانے والوں میں سے کئی ایسے بھی تھے جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے۔ جب انھوں نے حضور ﷺ کا یہ معجزہ دیکھا تو اسی وقت مسلمان ہو گئے۔[2]

3. حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے

---

[1] صحیح البخاری، المغازی، باب غزوة الخندق، حدیث: 4101-4102، و صحیح مسلم، الاشربة، باب جواز استتباعه غیره الی دار، حدیث: 2039. [2] دلائل النبوة، لابی نعیم الاصبهانی، ص: 153، والبدایة والنهایة: 6/113-115.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کچھ مانگا۔ آپ ﷺ نے اسے نصف وسق جو عطا فرمائے۔ وہ لے گیا اور مدت تک مع اہل وعیال انھیں کھاتا رہا۔ جتنے جو وہ نکال کر پیتا اتنے ہی اور بڑھ جاتے۔ یعنی وہ کم نہ ہوتے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے انھیں ناپا۔ اس کے بعد وہ ختم ہو گئے۔ اس نے آ کر حضور ﷺ کے پاس سارا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَوْ لَمْ تَكِلْهُ لَا كَلْتُمْ مِنْهُ»

''اگر تو انھیں نہ ناپتا تو وہ عمر بھر کے لیے تجھے کافی ہوتے۔''[1]

4 ایسے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا: بنی عبدالمطلب میں سے چالیس آدمی جو سب سے زیادہ کھانا کھانے والے ہوں بلا لاؤ، چنانچہ میں انھیں بلا لایا۔ ان میں سے ایک ایک اتنا جوان تھا کہ اگر سالم بکری کھانا چاہتا تو بآسانی کھا سکتا تھا۔ مگر حضور ﷺ نے ان کے لیے صرف ایک صاع کھانا تیار کرایا۔ اور ایک پیالہ پانی کا منگا لیا۔ میں دیکھتا تھا کہ ان میں سے ایک ایک شخص خوب پیٹ بھر بھر کر کھانا کھاتا اور پانی پیتا تھا، مگر ان کے اٹھ چکنے کے بعد نہ پانی ہی کم ہوا اور نہ کھانے میں کچھ کمی واقع ہوئی۔[2]

سواری میں برکت

5 حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک گھوڑا تھا، جو نہایت سست رفتار اور مریل تھا۔ ایک بار حضور ﷺ نے اس پر سواری کی تو وہ چست و چالاک ہوگیا۔ کہ پھر کوئی گھوڑا بھی تیز رفتاری میں اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔[3]

---

[1] صحیح مسلم، الفضائل، باب فی معجزات النبی ﷺ، حدیث: 2281. [2] دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبہانی، ص: 151-152، والبدایۃ والنہایۃ: 3/37-38. [3] صحیح البخاری، الجہاد، باب السرعة و الرکض فی الفزع، حدیث: 2969.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جسمانی قوت میں برکت

❻ ایک دفعہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اورعرض کیا کہ جب میں گھوڑے پر سواری کرتا ہوں تو گر پڑتا ہوں۔اور گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھا اور دعا کی۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد پھر میں عمر بھر گھوڑے سے نہیں گرا۔[1] اور عرب کے مشہور شہسواروں میں گنا جاتا تھا۔

سر کے بالوں میں برکت

❼ حماد بن سلمہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عمر بن سعد رضی اللہ عنہ کو، جو ابھی چھوٹے سے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر برکت کی دعا کی درخواست کی گئی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا جس کا یہ اثر ہوا کہ اخیر عمر تک ان کے بال سفید نہ ہوئے، حالانکہ وہ اسی سال کی عمر پا کر فوت ہوئے۔[2]

کنویں میں برکت

❽ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے گھر میں ایک کنواں تھا، جس کا پانی قدرے کھاری تھا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک اس پانی میں ملا دیا۔جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ ایسا شیریں ہوا کہ سارے مدینہ منورہ میں اس کا شہرہ ہوگیا۔کیونکہ سب کنووں سے اس کا پانی زیادہ شیریں تھا۔[3]

❾ اسی طرح قبا میں ایک کنواں تھا جس کا پانی اکثر سوکھ جایا کرتا تھا۔اور لوگوں کو بڑی تکلیف ہوا کرتی تھی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شکایت کی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وضو

---

① صحيح البخاري، الجهاد، باب حرق الدور والنخيل، حديث : 3020، و صحيح مسلم، الفضائل، باب من فضائل جرير بن عبدالله ﷺ حديث : 2476. ② كتاب الشفاء : 334/1.
③ كتاب الشفاء : 331/1-333.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا پانی دیا کہ اس میں ڈال دو۔ جب وہ پانی ڈالا گیا تو اس کے بعد پھر کبھی اس کا پانی خشک نہ ہوا۔[1]

باغ میں برکت

10 حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے لیے ایک دفعہ اپنے ہاتھ سے باغ میں کچھ کھجور کے پودے لگائے، جو چھوٹے چھوٹے تھے مگر میں نے دیکھا کہ وہ اسی سال پھل لے آئے، حالانکہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔[2]

آپ ﷺ سے بڑا کوئی پیر نہیں

یہ صرف چند خرق عادت معجزات و واقعات ہیں جو یہاں نقل کردیے گئے ہیں، ورنہ اگر حضور ﷺ کے تمام معجزات اور خرق عادت واقعات کو جمع کیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہوسکتی ہیں۔ مگر ہمیں تو صرف یہ دکھانا منظور ہے کہ ایک پیر میں جن اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے وہ سب کی سب بدرجہ اتم و اکمال حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس میں پائی جاتی ہیں۔ اور حضور ﷺ ہی ہیں جو تمام دنیا کے پیر ہوسکتے ہیں۔ حضور ﷺ کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف جانا عقل مندی نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ سے بڑا اور برتر کوئی پیر ہوا ہے، نہ ہو سکتا ہے۔

---

[1] کتاب الشفاء: 333,332/1. [2] مسند احمد: 443-441/5.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پندرھواں
باب

آنحضور ﷺ ایک معلم کی حیثیت میں

حضور ﷺ کی بنیادی حیثیت

حضرت محمد ﷺ دنیا میں معلم بن کر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کا اپنا ارشاد گرامی ہے:

«اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا»

''سوائے اس کے نہیں کہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔''[1]

اگر سیرت النبی ﷺ کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو نظر آتا ہے کہ آنجناب ﷺ بنیادی طور پر معلم تھے۔ آپ کا کام لوگوں کے دامن کو علم کے موتیوں سے بھرنا تھا۔

تعلیم کی اشاعت

حضور اکرم ﷺ جب مبعوث ہوئے تو لوگ تعلیم سے یکسر ناآشنا تھے۔ عرب کے مرکزی شہر مکہ مکرمہ کا یہ حال تھا کہ بقول علامہ بلاذری وہاں اس وقت صرف 18،17 افراد لکھنا پڑھنا

[1] سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل العلماء و الحث على طلب العلم، حديث: 229/1.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جانتے تھے۔ آپ خود غور کریں کہ ان حالات میں ان لوگوں کا اعلیٰ تہذیب و تمدن سے ہمکنار ہونا کس قدر کٹھن تھا!! اتنا مشکل اور کٹھن کہ جس کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ کسی قوم کا تعلیم کے بغیر ارتقاء کے زینے طے کرنا مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔ اور یہ راز اور نکتہ حضور ﷺ نے پا لیا تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے قوم سے جہالت کو دور کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش فرمائی۔ اور تعلیم کو پھیلانے اور عام کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش فرمائی۔ اور تعلیم کو پھیلانے اور عام کرنے کے لیے کوئی کمی نہ اٹھا رکھی۔ آپ ﷺ نے گلی گلی، کوچہ کوچہ، بستی بستی، نگری نگری، علم و فکر کی قندیلیں روشن کرنے کا بندوبست فرمایا۔ آپ ﷺ نے تھوڑی ہی مدت میں پورے ملک عرب میں علم و عرفان کے ڈنکے بجا دیے۔ وہ عرب جہاں جہالت و ضلالت کے تاریک و دبیز پردے پڑے ہوئے تھے، حضرت سرور عالم ﷺ نے وہ سب پردے چاک کر دیے اور پورے خطے کو نور علم کا گہوارہ بنا دیا۔

تعلیم کا مرکز ومحور

آنحضرت ﷺ نے سب سے زیادہ زور قرآن و حکمت کی تعلیم پر دیا۔ کیونکہ قلب ونظر کی تطہیر بھی ضروری تھی۔ اور وہ قرآن و حکمت کے بغیر ناممکن تھی۔

آنحضرت ﷺ نے علم نافع کی تلقین فرمائی۔ اور علم غیر نافع سے منع فرمایا۔ یعنی وہ علم جو اپنے اور دوسروں کے لیے مفید ہو، اس کے حصول کی تاکید فرمائی۔ اور وہ علم جو نہ اپنے لیے مفید ہو اور نہ دوسروں کے لیے فائدہ مند، اس سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے ہر علم کے حصول کی ہدایت فرمائی۔ ہر زبان اور فن کے سیکھنے کی ترغیب دی لیکن آپ ﷺ نے تعلیم کا مرکز ومحور کتاب و حکمت، یعنی قرآن و سنت کو قرار دیا۔ اور بنیادی طور پر سب سے زیادہ ضروری قرآن وسنت کی تعلیم کو قرار دیا۔ کیونکہ وہ محض قرآن وسنت ہی ہے کہ جس کی بدولت انسان، انسان بنتا ہے۔ اور صحیح علم و آگہی اور تہذیب و شائستگی سے آشنا ہوتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علوم نافع کی تلقین

آنحضرت ﷺ نے ہر اس علم کو نہ صرف جائز قرار دیا بلکہ اس کے حصول کی تلقین فرمائی کہ جس میں انسانیت کی فلاح و بہبود ہو جس سے انسان سدھرتا ہو۔ ترقی کے زینے طے کرتا ہو اور آفاق کی بلندیوں پر پہنچتا ہو۔

جب ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی تعلیم کا مرکز و محور قرآن وحدیث تھا تو پھر وہ کون سا علم ہے جو قرآن و حدیث میں نہیں؟ قرآن مجید نے جس بات کو مجمل بیان کیا حدیث نبوی نے اس کی تشریح فرما دی۔ قرآن مجید تو وہ گنجینہ ہے کہ جس میں جملہ علوم جمع ہیں اور دانش وادب کی سب باتیں یکجا ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جَمِیْعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرْاٰنِ لٰکِنْ
تَقَاصَرُ عَنْہُ اَفْھَامُ الرِّجَالِ

”قرآن میں تمام علوم پائے جاتے ہیں لیکن عام لوگوں کی وہاں تک رسائی نہیں ہے۔“[1]

حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید نے دین و دنیا کی ترقی کے تمام علوم وفنون بیان کر دیے ہیں۔ وہ علوم وفنون، معاشی ہوں یا معاشرتی، سیاسی ہوں یا اقتصادی، سائنسی ہوں یا ٹیکنیکل۔ قرآن مجید نے سب کی نشان دہی فرما دی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ علوم کہیں صراحتاً بیان کیے اور کہیں اشارۃً۔

سردست ہم جو بتانا چاہتے ہیں، یہ ہے کہ جب آپ ﷺ

﴿يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾[2]

کے منصب جلیلہ پر فائز تھے تو اس بات کو تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ آپ نے لوگوں کو

---

[1] تاریخ القرآن الکریم لمحمد طاھر الکروی: 14/1. [2] سورۃ البقرۃ 2 : 129 ”انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیں۔“

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان اوران جیسے دیگر جملہ علوم وفنون کی تعلیم دی۔

تعلیم کا باقاعدہ آغاز

اگر چہ تعلیم کا سلسلہ مکہ مکرمہ میں ہی شروع ہو چکا تھا۔ مگر آپ ﷺ نے تعلیم کا باقاعدہ آغاز مدینہ منورہ میں فرمایا۔ مدینے میں پہلی اسلامی درس گاہ مسجد نبوی تھی۔ جو ابتدائی مدرسہ سے بڑھ کر آہستہ آہستہ کالج اور یونیورسٹی بن گئی۔

یہاں ایک نکتے کی بات سمجھ لیجیے! مکہ اور مدینہ میں تعلیم کا ماحول نہیں تھا۔ دونوں جگہ حالات دگرگوں اور ابتر تھے۔ خاص کر مکہ مکرمہ کی حالت تو ناگفتہ بہ تھی۔ مگر حضرت محمد ﷺ نے حکمت و دانش سے نہ صرف یہ کہ تعلیمی ماحول بنادیا بلکہ تعلیم کا سلسلہ شروع فرمادیا۔ مکہ مکرمہ میں دارارقم میں یہ سلسلہ شروع فرمایا۔ جو نہ صرف یہ کہ مخفی تھا بلکہ ابھی بے قاعدہ تھا۔ مکہ میں دارارقم سے علم کی کرنیں پھوٹیں جن کی بدولت بہت سے خوابیدہ قسمت جاگ اٹھے۔ ان کے بخت نے انگڑائی لی۔ اورانھوں نے حضرت سرورعالم ﷺ کے آستانہ پر پہنچ کر اکتساب علم و فیضان کیا، اوراپنے سینوں کوانوار نبوت سے مستنیر کیا۔

مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت نبی اکرم ﷺ نے نامساعد حالات کو سازگار بنایا۔ اور سلسلہ تعلیم وتعلم کا باقاعدہ اجراء فرمایا۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ تعلیم کے بغیر کسی قوم کی کایا نہیں پلٹ سکتی۔ اور تعلیم ہی وہ نعمت عظمیٰ ہے جو انسان کے قلب کو صیقل کرتی اور دماغ کو جلا بخشتی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے تعلیم کا آغاز فرمایا جو مسجد نبوی سے ہوا۔

وہاں کا طریقہ یہ تھا کہ مسلمان نماز فجر کے بعد حضور پاک ﷺ کے پاس بیٹھ جاتے تھے۔ یہ جگہ مسجد نبوی میں اسطوانہ کے قریب ہے۔ یہ منبر اور حجرہ شریف کے درمیان چوتھے ستون کی جگہ ہے۔ یہاں لوگ بصورتِ حلقہ آپ ﷺ کے آس پاس مودب ہو کر بیٹھ جاتے۔ آنجناب ﷺ عام فہم مسائل بیان فرماتے۔ لوگ غور سے سنتے اور بوقت ضرورت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سوالات بھی کرتے۔ آنحضرت ﷺ بڑے پیار ومحبت سے جواب دیتے تا آنکہ ہر شخص اپنے دل میں اطمینان ومسرت کے جذبات لے کر جاتا۔

مسجد نبوی میں تعلیم کا انداز اگرچہ عمومی نوعیت کا تھا۔ لیکن یہ اسلوب و انداز اپنے جلو میں بے شمار فوائد رکھتا تھا۔ جو تفصیل چاہتا ہے۔

آپ ﷺ نے تعلیم کا ایک اور سلسلہ شروع فرمایا جو اس کے علاوہ تھا۔ اس درس گاہ کا انتظام مسجد نبوی کی شمالی جانب ایک چبوترا تھا جسے صفہ کہتے ہیں۔ یہ درس گاہ، ہاسٹل کا درجہ رکھتی تھی۔ یعنی بیرونی طلباء یہاں قیام بھی کرتے تھے اور علم بھی سیکھتے تھے۔ اور پھر وہ واپس جا کر تعلیمات اسلامیہ کی اشاعت کرتے تھے۔ یہاں آنحضرت ﷺ حقائق و معارف کا درس دیتے تھے جن سے اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم فیض کام ہوتے تھے۔ اس درس گاہ میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی تعینات تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ذمے لکھائی اور کتابت کا کام تھا۔ اس درس گاہ سے جو فائدہ پہنچ سکتا تھا وہ ظاہر اور روشن ہے۔ یہاں سے فارغ شدہ ایک ایک طالب علم نے اپنے اپنے علاقے میں جا کر جہالت کے تیرہ و تاریک پردوں کو چاک کیا اور علم و ہدایت کے چراغ روشن کیے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

علم کی ترغیب

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمانے کے ساتھ دولت علم سے آراستہ فرمایا۔ جس کا آغاز

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾[1]

سے ہوا۔ جس سے یہ بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بارگاہ خداوندی میں علم کا کتنا اونچا اور برتر مقام ہے۔ حضرت سرور عالم ﷺ نے بھی عہدہ نبوت پر فائز ہونے کے بعد سب سے پہلے

---

[1] سورة العلق 96:1 ''اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے (سب کچھ) پیدا کیا۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو کام کیا وہ ترویج علم کا کام تھا۔ آپ نے ان جاہل لوگوں کو جنھیں کبھی علم سے واسطہ نہیں پڑا تھا تحصیل علم کا شوق دلایا۔ علم کے فضائل بیان کیے، علم کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالی اور انھیں علم حاصل کرنے کی اتنی ترغیب دلائی کہ وہ اسے بھی اپنے فرائض میں شمار کرنے لگے۔

بہترین اور لائق معلم

بہترین اور لائق معلم بھی وہی ہوتا ہے جو طالب علموں میں تحصیل علم کا جذبہ پیدا کرے۔ انھیں ہمہ تن علم کی طرف راغب کرے اور پھر سبق دے۔ کیونکہ جب تک طالب علموں پر علم کی ضرورت و اہمیت واضح نہ کی جائے گی وہ ہرگز تحصیل علم کے لیے آمادہ نہ ہوں گے۔ اور جب ان پر علم کی فضیلت واضح کردی جائے گی تو وہ یقیناً پھر شوق سے علم سیکھیں گے، سبق پڑھیں گے اور اس سے صحیح معنوں میں استفادہ کریں گے۔

آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو تحصیل علم پر آمادہ و کمربستہ کرنے کے لیے محض علم ہی کے فضائل بیان نہ کیے، بلکہ طلباء اور ان کے والدین، اساتذہ وعلماء کے فضائل اور فرائض بھی بیان فرمائے۔

فضیلتِ علم

فضیلتِ علم کے بارے میں یہ ارشاداتِ قرآنی پیش فرمائے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾

''ان سے کہیے: علم والے اور بے علم کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ (کبھی نہیں)۔''

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ﴾

''ان سے کہیے: کیا دیکھنے والا اور اندھا، دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔''[1] (بالکل نہیں)

مطلب ہے: عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔

[1] سورة الرعد 16:13.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے احادیث میں علم کا مقام و مرتبہ بیان فرمایا اور بار بار فرمایا تاکہ لوگ علم اور تعلیم کی فضیلت سے آگاہ ہو جائیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

«مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ»

''جو شخص تحصیل علم کے لیے نکلے وہ گویا اللہ کی راہ (جہاد) میں نکلا ہے، یہاں تک کہ واپس آئے۔''[1]

پھر فرمایا:

«اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ، وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ حَتّٰى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا وَحَتّٰى الْحُوْتَ، لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ»

''اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور اہل آسمان اور اہل زمین سب کے سب یہاں تک کہ چیونٹیاں اور مچھلیاں بھی علم پڑھنے اور پڑھانے والوں کے لیے دعا کرتی رہتی ہیں۔''[2]

پھر فرمایا:

«اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ، مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا، اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا»

''دنیا ملعون ہے۔ اور جو چیز اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے۔ مگر ذکر الٰہی یا جس سے وہ پیار کرے اور عالم اور متعلم اس لعنت سے مستثنیٰ ہیں۔''[3]

---

[1] جامع الترمذی، العلم، باب فضل العلم، حدیث: 2647. [2] جامع الترمذی، العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه الخ، حدیث: 2685. [3] جامع الترمذی، الزهد، باب: 14، حدیث: 2322، و سنن ابن ماجه، الزهد، باب مثل الدنیا، حدیث: 4112 واللفظ له. مطلب یہ کہ ایسی دنیا جس سے اسلام اور دین کا کوئی حصہ نہ ہو۔ جس میں ابتداء سے انتہا تک اللہ کو کارساز جاننا تو رہا الگ، اس کا نام تک نہ لیا گیا ہو، ملعون ہے، یعنی اللہ کی رحمت سے دور ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی دنیا کو دین کے تابع رکھیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا:

«مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا مَضٰي»

''علم کا حاصل کرنا سابقہ گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔''[1]

پھر فرمایا:

«طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ»

''تحصیل علم ہر مسلم (مرد اور عورت) کے لیے فرض ہے۔''[2]

اب غور فرمایئے کہ جس معلم اعظم (پرنسپل) نے اپنے حلقہ اثر میں تحصیل علم کے لیے ایسی ایسی تقریریں کی ہوں اور ان کے سامنے علم کی ایسی ایسی خوبیاں بیان کی ہوں، وہ پھر کیونکر تحصیل علم کے لیے بے تاب و بے قرار نہ ہو گئے ہوں گے؟ اور کیوں نہ ہمہ تن تحصیلِ علم کے لیے مستعد و تیار ہو چکے ہوں گے؟

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کے اس اشارہ پر وہ لوگ جنھیں علم سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا، پروانہ وار لپکے اور تحصیل علم کے لیے آپ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے اور علم حاصل کر کے بڑے بڑے عالم بن گئے۔

اساتذہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

«مُعَلِّمُ الْخَيْرِ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ»

''خیر و بھلائی (تعلیم و تربیت) کے استاد کی بخشش کیلیے ہر چیز دعا کرتی ہے۔''[3]

پھر فرمایا:

---

① جامع الترمذی، العلم، باب فضل طلب العلم، حدیث :2648 یہ حدیث موضوع ہے۔ ② سنن ابن ماجه، المقدمه، باب فضل العلماء الخ، حدیث : 224. ③ ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث دارمی : 83/1، باب فی فضل العلم و العالم، حدیث : 350 میں موجود ہے۔ ترمذی میں اس مفہوم کی حدیث ہے۔ دیکھیے: حدیث: 359.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

«اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَالِمٌ لَمْ یَنْفَعْهُ اللّٰهُ بِعِلْمِهٖ»

''روز قیامت سب سے شدید عذاب اس عالم کو دیا جائے گا کہ جس نے اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھایا۔''[1]

طلباء سے مزید فرمایا:

«تَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَعْلَمُوْنَ مِنْهُ»

''تم جس استاد سے علم حاصل کرتے ہو اس کا ادب و احترام کرتے رہو۔''[2]

ایک مقولہ ہے:

«اَلْآبَاءُ ثَلَاثَةٌ: مَنْ عَلَّمَكَ وَمَنْ زَوَّجَكَ وَمَنْ وَلَّدَكَ»

''تمھارے تین باپ ہیں: تمھارا والد، تمھارا استاد، تمھارا خسر۔''[3]

زمانۂ جاہلیت میں لوگ بچوں کو تعلیم سے دور رکھتے تھے اور انھیں کام دھندے پر لگا دیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے والدین کے فرائض میں یہ بات شامل فرمائی کہ وہ اپنی اولاد کو لکھنا پڑھنا سکھائیں، چنانچہ فرمایا:

«اِنَّ مِنْ حَقِّ الْوَلَدِ عَلٰی وَالِدِهٖ اَنْ یُّعَلِّمَهُ الْكِتَابَةَ، وَاَنْ یُّحْسِنَ اسْمَهٗ، وَاَنْ یُّزَوِّجَهٗ اِذَا بَلَغَ»

''باپ پر اولاد کا یہ حق ہے کہ وہ اس کی تعلیم کا انتظام کرے۔ اس کا نام اچھا رکھے اور جب وہ جوانی کو پہنچ جائے تو اس کا نکاح کر دے۔''[4]

آنحضرت ﷺ عام معاشرے کو بھی تعلیم کی ترغیب، بلکہ حکم دیتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

---

① الکامل لابن عدی: 1807/5. ② طبرانی فی الاوسط: 105/6، حدیث: 6180. ③ تفسیر روح المعانی للآلوسی: 63/30. ④ کنز العمال، حدیث: 45416.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

«مَا بَالُ اَقْوَامٍ لَا يُفَقِّهُوْنَ جِيْرَانَهُمْ وَلَا يُعَلِّمُوْنَهُمْ»

''لوگوں کی کیسی حالت ہے کہ وہ اپنے ہمسایوں اور ساتھیوں کو علم اور فقہ کچھ نہیں سکھاتے۔''[1]

یہاں فقہ سے مراد دین کی سمجھ بوجھ ہے یہ مروجہ فقہ نہیں۔ کیونکہ اس کا اُس دور میں وجود نہ تھا۔ اسے علماء نے بعد میں مرتب کیا۔ اوراس میں ملی جلی ہر طرح کی باتیں ہیں۔

علماء کا درجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾

''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے درجات بلند فرماتے ہیں جو ایمان وعلم کی دولت سے بہرہ ور ہیں۔''[2]

حدیث مبارکہ میں فرمایا:

«اَقْرَبُ النَّاسِ مِنْ دَرَجَةِ النُّبُوَّةِ اَهْلُ الْعِلْمِ وَالْجِهَادِ»

''درجہ نبوت سے قریب ترین علماء اور مجاہدین ہوں گے۔''[3]

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں علماء کا درجہ مجاہدین سے اونچا بتایا ہے۔[4]

دوسری جگہ فرمایا:

www.KitaboSunnat.com

«يُوْزَنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِدَادُ الْعُلَمَآءِ وَدَمُ الشُّهَدَآءِ»

''روز قیامت علماء کی روشنائی کا شہداء کے خون سے وزن ہوگا۔''[5]

مطلب یہ کہ علماء کا رتبہ شہداء کے برابر ہوگا۔ بشرطیکہ وہ کتاب وسنت کا عالم ہو اور صرف

---

① الترغیب والترھیب : 122/1 ومجمع الزوائد : 164/1 بحوالہ طبرانی فی الکبیر. ② سورۃ المجادلۃ 58: 11. ③ کنز العمال، حدیث : 10647 بحوالہ دیلمی. ④ زاد المعاد : 10/3 و مفتاح دار السعادۃ : 80/1. ⑤ کنز العمال، حدیث : 28901 وابن عبدالبر فی جامع بیان العلم : 37/1.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت کا پیرو کار ہو۔

بہر حال آنحضرت ﷺ نے حصول تعلیم پر زور دیا۔ بہت رغبت دلائی۔ اور علم کے بے شمار فضائل بیان فرمائے۔ تاکہ لوگ تعلیم کی جانب مائل ہوں۔ علم سیکھیں، پڑھیں اور پڑھائیں۔ چنانچہ معلم کائنات حضرت محمد ﷺ کی آرزو پوری ہوئی اور لوگ پروانہ وار شمع علم پر گرے۔ اور آپ ﷺ کے درس سے بڑے بڑے عالم، فاضل، مدبر، مقنن، سکالر، جسٹس، سیاستدان، فیلسوف، محقق، مورخ، مفسر، محدث اور فقیہ بن کر نکلے، اور وہ لوگ آسمان علم وفضل پر سورج، چاند اور ستارے بن کر چمکے۔

خواتین کی تعلیم

آنحضرت ﷺ نے تعلیم وتدریس میں مردوں کے ساتھ خواتین کو بھی شریک فرمایا۔ اور انھیں بھی پڑھنے لکھنے کی ترغیب دی۔ خواتین کو حصول تعلیم سے الگ نہیں رکھا، چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے عورتوں کی تعلیم کے لیے الگ دن مقرر فرمایا تھا۔[1] فتح الباری اور مسند احمد میں بھی اس طرح کی احادیث آتی ہیں۔[2] جن سے پتہ چلتا ہے کہ عورتیں بھی زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوتی تھیں اور آپ ﷺ باقاعدہ انھیں بھی تعلیم دیتے تھے۔

ہاں! اتنی بات ضرور ہے اختلاطِ مردوزن نہ ہوتا تھا۔ اور عورتیں سب کچھ پردے میں سیکھتی تھیں۔ اور بالعموم ان کی تعلیم اسلامی وشرعی مسائل تک محدود ہوتی تھی۔ ان کا دائرہ کار ایک حد کے اندر تھا اور مردوں سے الگ تھلگ تھا۔

آپ ﷺ کی علم سے محبت

آنحضرت ﷺ اَعْلَمُ النَّاسِ ''سب سے بڑھ کر علم والے'' تھے۔ اس کے باوجود

[1] صحيح البخاري، العلم، باب هل يجعل للنساء يوم، حديث: 101، و صحيح مسلم، البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد، حديث: 2633. [2] فتح الباري: 196/1، و مسند أحمد: 34/3.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ اضافہ علم کی دعا کرتے رہتے تھے۔ آپ کی دعا تھی:

﴿رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾

''اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔''[1]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم آپ ﷺ کو بہت محبوب تھا۔ البتہ آپ اس علم کو اچھا نہ جانتے تھے جو اپنے پہلو میں کوئی فائدہ نہ رکھتا ہو، چنانچہ آپ ﷺ کی اکثر دعا ہوتی تھی:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ»

''اے اللہ! میں ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو غیر مفید ہو۔''[2]

ایک دفعہ حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ دو جماعتیں الگ الگ بیٹھی تھیں۔ ایک ذکر الٰہی میں منہمک تھی، یعنی وہ صوفی لوگ تھے۔ دوسری جماعت درس و تدریس میں مصروف تھی۔ آپ ﷺ کے تشریف لانے پر دونوں جماعتیں چشم براہ تھیں کہ حضرت ﷺ ہمارے ہاں قدم رنجا فرمائیں۔ مگر آپ ﷺ کو چونکہ درس و تدریس اور علم سے زیادہ محبت تھی، اس لیے آپ اس علمی جماعت میں تشریف لے گئے کہ جہاں کتاب وسنت کی تعلیم دی جا رہی تھی۔ اور علمی گفتگو ہو رہی تھی۔[3]

اس واقعہ سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو تعلیم سے کس قدر محبت تھی!!

آپ ﷺ کا طریقہ تعلیم

آپ ﷺ کا طریقہ تعلیم بڑا آسان، پیارا، سائنٹیفک اور پرتاثیر تھا۔

---

(1) سورة طٰهٰ 20: 113. (2) صحيح مسلم، الذكر و الدعاء، باب التعوذ من شرما عمل حديث: 2722. (3) سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل العلماء و الحث على طلب العلم، حديث: 229.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❶ آپ ﷺ خود لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے۔ اورانھیں قرآن و حکمت کی تعلیم دیتے۔ جہاں آپ ﷺ تشریف لے جاتے کبھی وہاں زیادہ افراد ہوتے اور کبھی کم۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ امیر و غریب اور رشتہ دار و غیر رشتہ دار کسی میں کوئی فرق روا نہ رکھتے۔ اس تعلیم کا آغاز آپ ﷺ نے مکہ میں کیا۔ اور زیادہ زور افکار و عقائد پر دیا۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ جب تک فکر نہ بدلے، آدمی نہیں بدل سکتا۔

❷ آپ ﷺ خاص افراد کو جمع کر کے انھیں تعلیم دیتے۔ اور یہ سلسلہ مخفی طور پر دارِارقم میں شروع کیا، چنانچہ وہ افراد آپ ﷺ سے سبق لے کر اس پر محنت کرتے اور اسے یاد کرتے۔

❸ آپ ﷺ کبھی دور جا کر اور کبھی سر راہے تعلیم فرماتے۔ غرض جس طرح ضرورت ہوتی تعلیم دیتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو جب بھوک نے ستایا تھا تو انھوں نے راستے ہی میں آپ ﷺ سے سوال پوچھا تھا۔[1] اور کبھی لوگوں میں کوئی اصلاح طلب بات دیکھتے تو خود ہی تعلیم و تلقین فرماتے۔

آپ ﷺ کے طریقہ تعلیم کی خصوصیات

آپ ﷺ کا طریقہ تعلیم منفرد تھا۔ اور اس کی متعدد خصوصیات ہیں جن کا احاطہ آسان نہیں۔ مگر چونکہ اس عنوان کا باب ہذا سے گہرا تعلق ہے اس لیے ان میں ضروری خصوصیات بیان کردی جاتی ہیں۔ ہو سکتا ہے ہمارے اساتذہ کرام بھی انھیں اپنا کر سعادتِ دارین حاصل کرسکیں۔ اور انھیں سلسلہ تدریس میں یہ باتیں کام دیں۔

❶ آپ ﷺ کے دل میں علم پھیلانے اور عام کرنے کا بیکراں جذبہ تھا۔ اور اس پر آپ ﷺ کو اجرت یا معاوضے کی کبھی خواہش نہ ہوئی۔

❷ آپ ﷺ نے علم چھپا کر نہ رکھا۔ یہ امانت من وعن آگے پہنچا دی۔

[1] صحيح البخاري، الرقاق، باب كيف كان عيش النبي ﷺ .... الخ، حديث: 2752.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

3 آپ ﷺ کی تعلیم کبھی زبان سے ہوتی تھی اور کبھی عمل سے اور کبھی خاموشی سے اور کبھی اشارے سے۔ غرض آپ مجسم تعلیم تھے۔

4 آپ ﷺ بلند اخلاق، نیک کردار اور پر کشش شخصیت کے مالک تھے۔ تلامذہ سے بڑے حسن سلوک اور مروت سے پیش آتے۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی طالب علم کو ڈانٹنا پیٹنا تو رہا در کنار، اس کے لیے سست الفاظ بھی استعمال نہیں کیے۔

5 آپ ﷺ نہایت حلیم، متحمل اور بلند حوصلہ تھے۔ آپ چھوٹی موٹی باتوں کا نوٹس نہ لیتے تھے۔ البتہ خلاف شرع بات پر ٹوک دیتے تھے۔

6 آپ ﷺ توحید کے علمبردار اور احکام الٰہی کے حد درجہ پابند تھے۔ جس کا طلبہ پر گہرا اثر ہوتا تھا۔

7 آپ ﷺ تعلیم کے ساتھ تربیت کو بھی ضروری جانتے تھے بلکہ اولیت دیتے تھے۔

8 آپ ﷺ ماہر نفسیات تھے۔ مخاطب کے مزاج، ذوق، جذبے اور زبان کا خیال فرماتے۔

9 آپ ﷺ مشکل الفاظ، پیچیدہ اور طویل باتوں سے احتراز فرماتے اور مخاطب کے معیار کے مطابق بات کرتے تھے۔

10 آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر بولتے کہ ایک ایک لفظ جدا جدا سنائی دیتا اور کبھی بات کو بوقت ضرورت دہراتے۔ تاکہ بات سمجھ میں بھی آجائے اور حفظ بھی ہو جائے۔

11 آپ ﷺ تعلیم کو عام کرنے کا ہر مناسب طریقہ اختیار فرماتے۔ اگر اس مقصد کے لیے کہیں کوئی عالم بھیجنا ہوتا تو بھیجتے۔ اور وفد بھیجنا ہوتا تو وہ بھیجتے۔

12 آپ ﷺ قرآن و حدیث کے علاوہ دیگر جائز اور مفید علوم سیکھنے کی اجازت دیتے۔

13 آپ ﷺ میل جول اور آپس کے تعلقات پر زور دیتے۔

14 آپ ﷺ لوگوں کے دل میں ہمیشہ اسلام کی عظمت کا سکہ بٹھاتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

15 آپ ﷺ توحید، سنت، فکر آخرت اور تقویٰ پر بہت زور دیتے۔ آپ ﷺ کا کوئی درس ان باتوں سے خالی نہ ہوتا۔

16 آپ ﷺ بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہت خیال فرماتے۔

17 آپ ﷺ خواتین کو بھی زیور علم سے آراستہ ہونے کی تلقین فرماتے۔

18 آپ ﷺ علم دوست، خوش اخلاق آدمی کو محبوب جانتے۔

19 آپ ﷺ علمی مباحثہ کو برا نہ جانتے بشرطیکہ اس میں موعظت وحکمت ہو۔

20 آپ ﷺ خود بھی منکسر و متواضع تھے۔ اور دوسروں میں بھی انکسار و تواضع کو پسند فرماتے۔

ہم نے موضوع اور باب کا خیال رکھتے ہوئے حضور ﷺ کی حیثیتِ معلم کو مختصراً بیان کیا ہے۔ لیکن یہ باب ختم کرنے سے قبل ضروری محسوس ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی مبارک تعلیم کا بھی کچھ نمونہ دے دیا جائے۔ جس سے آپ کی مذکورہ حیثیت پر روشنی پڑسکتی ہے۔

آپ ﷺ کی تعلیم کا نمونہ

حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کیا کیا تعلیم دی؟ کون کون سی کتاب پڑھائی؟ یہ ایک ایسا سوال ہے، جس کے جواب میں ایک مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ مگر اس وقت ہم بطور نمونہ مشتے از خروارے آپ ﷺ کے چند سبق نقل کیے دیتے ہیں۔ تا کہ آپ کو اندازہ ہو سکے کہ حضور ﷺ چھوٹے چھوٹے جملوں میں کس قدر اہم چیزیں بیان فرما دیا کرتے تھے۔ اور ایک ایک سبق میں کتنے کتنے علمی خزانے پوشیدہ ہوتے تھے جو آپ اشاروں ہی اشاروں میں سمجھا دیتے تھے!! سچ ہے کہ۔

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور نکتہ وروں سے کھل نہ سکا
وہ راز اک کملی والے (ﷺ) نے بتلا دیا چند اشاروں میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اب آپ ﷺ کی تعلیم اور انداز تدریس کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے، ملاحظہ کیجیے:

سعادت مند کون؟

صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے انھیں آج یہ سبق دینا ہے کہ جب کوئی تمھیں تمھاری غلطی پر توجہ دلائے، تو تبھی اس کی اصلاح نہ کرنی چاہیے بلکہ جب کوئی تمھارے سامنے کسی کو کسی غلطی پر متنبہ کررہا ہو تو تمھیں بھی اس سے متنبہ ہوجانا چاہیے اور اپنی اصلاح اسی وقت کرلینی چاہیے۔ یا بالفاظ دیگر اپنی غلطی کی اصلاح کے لیے اس کا انتظار نہ کرنا چاہیے کہ کوئی تمھیں کہے، بلکہ جہاں سے تمھیں کوئی اس قسم کا اشارہ مل جائے تمھیں سمجھ کر خود کو درست کرلینا چاہیے، جیسا کہ شیخ سعدی مرحوم نے کہا ہے:

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
گر نوشتہ است پند بر دیوار [1]

حضور ﷺ ان تمام مطالب کو نہایت مختصر اور جامع مانع الفاظ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

«اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ»

''سعادت مند (نیک بخت) وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت پکڑے۔'' [2]

مسلمان، مسلمان کا آئینہ ہے

ایک موقع پر حضور ﷺ نے یہ چیز اپنے شاگردوں کو ذہن نشین کرائی ہے کہ ایک دوسرے کو اس کی غلطی پر متنبہ کرتے رہنا چاہیے۔ تاکہ کوئی عیب دار نہ ہونے پائے۔ اور

[1] اگر اچھی بات دیوار پر بھی لکھی ہو تو انسان کو لازم ہے کہ اسے ہمیشہ یاد رکھے۔ [2] سنن ابن ماجه، المقدمة، باب اجتناب البدع والجدل، حديث: 36.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مطلع اس طریق سے کرنا چاہیے کہ اسے ناگوار بھی نہ گزرے۔تو حضور ﷺ نے بایں الفاظ یہ سبق دیا:

«اَلْمُسْلِمُ مِرْآةُ الْمُسْلِمِ»

''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے آئینہ ہے۔''[1]

سبحان اللہ! کس قدر خیال کی بلند پروازی ہے کہ الفاظ کی بندش اور ترتیب ہی میں سب چیزیں ذہن نشین کردی ہیں کہ کوئی شخص کسی کو اس کی غلطی سے ایسے لہجے میں مطلع نہ کرے کہ وہ چڑے یا برا محسوس کرے اور الٹا آپ کی غلطیاں نکالنے لگے بلکہ ایسے محبت بھرے انداز میں کہے کہ وہ سن کر اپنی اصلاح کرلے جیسا کہ آئینہ ہمارے چہرے کے تمام عیوب نہایت ملاطفت اور خاموشی سے ہمیں دکھا دیا کرتا ہے۔

قوم کے راہنما کی عزت کرو

ایک موقع پر یہ سبق دیا کہ

«اِذَا اَتَاكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَاَكْرِمُوْهُ»

''جب کسی قوم کا بزرگ تمھارے پاس آئے تو اس کی عزت کرو۔''[2]

غور کرو! اس سبق میں مختلف اقوام وملل کے باہمی تعلقات کو کس خوبی سے استوار رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے کہ یقیناً ایسی تعلیم کسی اور جگہ آپ کو نہ مل سکے گی۔

قوم کے سردار کا منصب

ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] كنز العمال ،حديث: 742 وسنن أبي داود، الأدب، باب في النصيحة والحياطة، حديث: 4918 بلفظ: (الْمُؤمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ). [2] سنن ابن ماجه، الأدب، باب إذا اتاكم كريم الخ، حديث: 3712.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

«سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ»

''قوم کا سردار گویا قوم کا خادم ہے۔''[1]

دیکھو! کس خوبی سے حضور ﷺ نے اس چھوٹے سے جملے میں فرائض امارت وحکومت کو واضح کر دیا ہے کہ جو شخص کسی قوم یا گاؤں یا شہر یا علاقہ کا سردار ہو، وہ اتنا ہی زیادہ ذمہ دار ہے۔ اور اتنی ہی قوم کی خدمت اور قوم کی پاس داری اس کے ذمے زیادہ عائد ہوتی ہے۔

گویا اس ایک جملے سے حضور ﷺ نے راعی اور رعایا، حاکم اور محکوم، مالک اور غلام، پیر اور مرید، استاد اور شاگرد، باپ اور بیٹے کے الگ الگ فرائض، الگ الگ ذمہ داریاں واضح کر دی ہیں۔ اور لطف یہ کہ پھر ان کے باہمی تعلقات کو بھی کس حسن وخوبی سے مربوط فرما دیا ہے کہ اس سے بہتر ممکن ہی نہیں!!

بے ادب ہم سے نہیں

ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ

«لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَیَرْحَمْ صَغِیْرَنَا»

''وہ ہم سے نہیں جو بزرگوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت نہ کرے۔''[2]

غور کرو کہ اس ایک ہی سبق میں حضور ﷺ نے کتنے تمدنی اور معاشرتی مسائل کو حل کر دیا ہے کہ جب ہر چھوٹا، بڑے کا ادب کرے گا اور ہر بڑا اپنے سے چھوٹے کے ساتھ شفقت سے پیش آئے گا۔ تو دنیا میں کبھی کوئی جھگڑا اور فساد برپا ہی نہ ہوگا۔

آپ ﷺ نے اس ایک ہی جملہ سے ہماری تمام آئے دن کی خانہ جنگیوں اور لڑائیوں کا خاتمہ کر دیا۔ کیونکہ لڑائی ہمیشہ اس صورت میں ہوا کرتی ہے کہ چھوٹے بڑوں کے ادب کو ملحوظ

① الجامع الصغیر، حدیث :4751، وتاریخ بغداد : 187/10. ② جامع الترمذی، البر والصلة، باب ماجاء فی رحمة الصبیان، حدیث :1921.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں رکھتے اور گستاخی سے پیش آتے ہیں، یا بڑے چھوٹوں پر بجائے شفقت و مہربانی کے ظلم و ستم ڈھاتے ہیں، پس لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ فرمایا: کہ حفظ مراتب کا لحاظ رکھو ورنہ اسلام سے خارج ہو جاؤ گے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی (1)

بڑا عقل مند کون؟

ایک دفعہ عقل مندوں کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ سب سے زیادہ عقل مند کون ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اَلْعَاقِلُ مَنْ عَقَلَ لِسَانَه اِلَّا عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ»

''عقل مند وہ ہے جو بجز ذکر الٰہی کے اپنی زبان کو قابو میں رکھے۔'' (2)

اب غور فرمایئے کہ آپ ﷺ نے کس عجیب طریق اور فلسفیانہ رنگ میں عقل مند کی تعریف فرمائی ہے۔ تاکہ ہر وہ شخص جو عقل و دانش کا دعویدار ہو، زبان بندی کے اسرار و غوامض کو سمجھ لے اور پھر صحیح طور پر اپنی عقل مندی کا ثبوت پیش کرے۔

چونکہ انسان کی جہالت یا ذہانت کا پتہ اس کی گفتگو ہی سے چل سکتا ہے، اس لیے سرور عالم ﷺ نے اسی شخص کو عقل مند قرار دیا ہے جس کی زبان اس کے قابو میں ہو، یعنی موقع اور محل کو دیکھ کر بولے، بے جا نہ بولے، سخت سست نہ بولے کہ بعد میں پچھتانا پڑے۔

لگائی بجھائی کرنے والے کا انجام

ایک دفعہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یوں درس دیا:

(1) اگر تو لوگوں کے مراتب کا خیال نہیں رکھے گا تو زندیق گردانا جائے گا۔ (2) عیون الحکم و المواعظ للواسطی: 97/1 و میزان الحکم: 73/9.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ»

''چغل خور (ادھر کی بات اُدھر اور اُدھر کی بات ادھر کرنے والا) جنت میں داخل نہ ہوگا۔''[1]

چونکہ چغل خوری ایک بہت برا فعل ہے۔ جس سے مسلمانوں میں نفاق کے علاوہ عداوت بڑھ جانے کا بھی احتمال ہے۔ اور دو بھائیوں کا ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے سے الگ ہو جانا یقینی ہے۔ اس لیے اس معلم اعلیٰ ﷺ نے اسے بہت بڑا جرم قرار دیا۔ اور فرمایا کہ اس کی سزا جہنم ہے۔

سخن چین بد بخت ہیزم کش است[2]

خدا کس کی حاجت روائی کرتا ہے؟

ایک دفعہ حضور ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا:

«مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ»

''جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی حاجت میں ساعی وکوشاں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے۔''[3]

غور کیجیے! اس سبق میں حضور ﷺ نے کس عجیب انداز سے باہمی اعانت پر توجہ دلائی ہے۔ کہ اگر تم اپنی حاجت روائی کے لیے خداوند عالم کی امداد کے خواہاں ہو تو عند الضرورت اپنے دوسرے بھائیوں کے کام آؤ۔ اور وقت پر ان کی معاونت کرو۔

---

[1] صحیح البخاری، الأدب باب مایکرہ من النمیمۃ: 6056، و صحیح مسلم، الایمان، باب بیان غلظ تحریم النمیمۃ، حدیث: 105. [2] چغلی کرنے والا ہر وقت فساد پھیلاتا رہتا ہے۔ [3] صحیح البخاری، المظالم، باب لایظلم المسلم المسلم الخ، حدیث: 2442، و صحیح مسلم، البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، حدیث: 2580.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

الغرض! یہ کلمات طیبہ حضور ﷺ کے ان دروس و تعلیمات کا تھوڑا سا نمونہ ہیں جو آپ ﷺ نے اہل عرب کو دیں۔ جس سے وہ جاہل اور اجڈ قوم ایک متمدن اور تعلیم یافتہ قوم بن گئی۔ اور اسی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ وہ غلامی کے تختہ سے اٹھ کر حکومت کے تخت پر جا بیٹھی۔ اور اس قدر ممتاز ہوئی کہ دنیا کی تمام قوموں پر وہ سبقت لے گئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پندرھواں باب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سولھواں
باب

آنحضور ﷺ ایک خوش مذاق کی حیثیت میں

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہادی و مصلح کے لیے ایسے اوصاف و خصائل کی ضرورت ہے جو موجباتِ فطرت اور اقتضائیات طبائع کے مناسب ہوں۔ اور لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف جھکانے میں خصوصیت رکھتے ہوں۔ وہی پیشوا کامل اور کامیاب سمجھا جائے گا، جو انسانی طبائع کے تاثرات سے خوب واقف اور آگاہ ہو۔ اور عوام کے قلوب کو اپنی طرف مائل کرنے میں مہارت تامہ رکھتا ہو۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا کے تمام پیشواؤں اور رہنماؤں میں سے صرف حضور ﷺ ہی کی ذات بابرکات ایسی تھی جو ہر شعبہ زندگی میں ایک کامل، اکمل اور افضل ہستی تھی اور حضور ﷺ ہی کے عادات و خصائل ایسے تھے، جو فطرت انسانی کے ذمہ دار تھے۔

زندہ دلی

مذاق، مزاح، خوش طبعی اور دل لگی وغیرہ وہ اوصاف ہیں جو انسانی فطرت میں داخل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اور آج کل تو لوازماتِ تہذیب میں گنے جاتے ہیں۔ وہ انسان جو خوش مذاق نہ ہو، ایک دوسرے پر پھبتی نہ اڑا سکتا ہو، ہنسی مذاق نہ کر سکتا ہو۔ اسے بادہ کشانِ مغرب کے نزدیک اس دورِ مدنیت میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ کیونکہ وہ

عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا

(خشک مزاج) ہے، مردہ دل ہے، بدو ہے اور تہذیب جدید سے نا آشنا ہے۔

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں؟

اسلام سے پہلے، فخر کائنات ﷺ کی نبوت کے دور میں، آج کل کے یہ مدعیانِ تہذیب نو، رہبانیت کی انتہائی منزلیں طے کر رہے تھے اور مزاح وتبسم سے انھیں کوئی واسطہ نہ تھا۔

مگر جب اسلام آیا اور نبی کامل ﷺ کے ذریعے آیا، تو یہ کیوں کر ممکن تھا کہ وہ نبی کامل ﷺ معاشرت کے اس اہم شعبہ پر اپنا اسوۂ حسنہ نہ چھوڑتا۔

حضور ﷺ کی ظرافت

حضور ﷺ جہاں زہد وتقدس، طہارت وتقویٰ اور حلم وعفو وغیرہ اوصافِ حمیدہ میں سب سے بڑھے ہوئے تھے، وہاں اعلیٰ ترین حسن مذاق بھی رکھتے تھے۔ اور جب صحبتِ احباب میں ظرافت کی باتیں کرتے تھے، تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بس ظرافت آپ ہی پر ختم ہے۔

آپ حیران ہوں گے کہ وہ جو حاکم وقت ہو، وہ جو کرسی عدالت پر بیٹھا عدالت کر رہا ہو، وہ جو مجلس درس میں بیٹھا ہوا بڑے بڑے علمی نکات حل کر رہا ہو، وہ جو ایک پیر کی حیثیت میں اپنے مریدوں کو صفائی قلب کی تلقین کر رہا ہو، وہ جو ایک بادشاہ کی حیثیت میں سلاطین عالم سے رسل ورسائل کا کام کر رہا ہو، وہ جو سپہ سالار اعظم کی حیثیت سے میدان جہاد میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سب سے پیش پیش ہو، وہ کس طرح عوام الناس میں بیٹھ کر دل لگی کی باتیں کر سکتا ہے!! (صلی اللہ علیہ وسلم)

مگر آپ دیکھ لیں گے کہ وہ جو علم طبیعات کا ماہر ہے اور نفسیات کا جاننے والا ہے کس طرح اپنے مریدوں، اپنے شاگردوں، اپنے بیٹوں اور اپنے امتیوں کی دل جوئی کر رہا ہے اور ان سے اپنا رعب داب دور کرنے اور ان کے دلوں میں گھر کرنے کے لیے خوش طبعی اور دل لگی کر رہا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی مجلس ہے جس میں سب ایک ہی جیسے انسان بیٹھے ہیں۔ اور فطرتِ انسانی کے مطابق غم غلط کرنے کے لیے ہنسی مذاق سے کام لے رہے ہیں۔

❶ صحیح البخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ ہم سے اکثر خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ [1]

❷ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ بامذاق شخص کوئی نہیں دیکھا۔ [2]

❸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ اکثر مجھ سے مذاق فرمایا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا: ''ایسے مذاق پر کچھ مواخذہ تو نہ ہوگا؟''

حضور ﷺ نے فرمایا

«اِنَّ اللّٰهَ لَا يُوَاخِذُ الْمَزَّاحَ الصَّادِقَ فِيْ مِزَاحِهِ»

''اللہ تعالیٰ اس مزاحیہ کلام کا جو حق ہو (یعنی جھوٹ نہ ہو) مواخذہ نہیں فرمائے گا۔'' [3]

[1] صحیح البخاری، الأدب، باب الانبساط إلی الناس، حدیث: 6129. [2] جامع الترمذی، المناقب، باب فی بشاشة النبی ﷺ، حدیث: 3641. [3] السلسلة الضعیفة، حدیث: 3107۔ اور دیلمی کی فہرست میں اس حدیث کا نمبر: 616 ہے لیکن مطبوعہ نسخہ المکتبۃ الاثریہ میں یہ روایت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف الجامع، حدیث: 1670 میں اسے موضوع کہا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

4 جامع الترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک دفعہ حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ''کیا آپ ﷺ ہم سے مزاح فرماتے ہیں؟''

حضور ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! مگر جو کہتا ہوں سچ کہتا ہوں۔''[1]

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ وہ مزاح یا دل لگی جو سچ پر مبنی ہو اور اس میں جھوٹ کا شائبہ نہ ہو، نیز اس میں کسی کی دل آزاری یا توہین بھی مقصود نہ ہو تو وہ جائز ہے۔ بلکہ اگر کسی کا دل خوش کرنے کے لیے کوئی ایسی پر لطف بات کی جائے، تو وہ موجب ثواب ہے۔[2]

دخول جنت کا باعث

5 طبرانی میں ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے پوچھا: ''وہ کون سے امور ہیں جو باعث دخول جنت ہیں؟''

آپ نے فرمایا:

«مُوْجِبُ الْجَنَّةِ : اِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَاِفْشَآءُ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ»

''غرباء کو کھانا کھلانا، آپس میں سلام کرنا اور خوش کلامی سے پیش آنا وہ امور ہیں جو باعث دخول جنت ہیں۔''[3]

6 عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

«فَلْيَتَّقِيَنَّ اَحَدُكُمُ النَّارَ، وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ»

''(صدقہ دوزخ سے نجات دلاتا ہے) پس تم (کھجور کا ایک حصہ) صدقہ کر کے بھی

---

1 جامع الترمذی، البروالصلة، باب ماجاء فی المزاح، حدیث: 1990. 2 جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سُرُوْرٌ يُدْخِلُهٗ عَلٰى مُسْلِمٍ» ''اللہ کے ہاں پسندیدہ اعمال میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمان کو کسی خوشی سے محظوظ کیا جائے۔'' (السلسلة الصحيحة، حديث : 906) (ن۔ف) 3 طبرانی فی الکبیر :180/22.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوزخ سے بچو! اگر صدقہ نہ کر سکو تو پھر خوش کلامی سے پیش آؤ۔"[1]

ملا علی قاری رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں کہ اگر تم صدقہ کے لیے کوئی چیز نہ پاؤ، تو سائل کو اپنی خوش کلامی سے راضی کرو۔[2] یعنی کسی چیز کے موجود نہ ہونے کی صورت میں سائل سے خوش کلامی کرنا باعث نجاتِ دوزخ ہے۔

7 ایک حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ»

"خوش کلامی صدقہ، یعنی باعث ثواب ہے۔"[3]

اور قرآن مجید میں خوش کلامی کو اس صدقہ سے بہتر بتایا گیا ہے جس کے بعد سائل کو اذیت و تکلیف پہنچے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى﴾

"کسی سے بہ ملاطفت و خوش کلامی سے پیش آنا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد اسے ایذا پہنچے۔"[4]

لغو مذاق منع ہے

الغرض یہ کہ مزاحیہ کلام بشرطیکہ جھوٹ نہ ہو جائز و مستحب اور باعث ثواب ہے۔ اور جس مزاح میں کسی بھائی کی ہتک ہو یا دل شکنی ہو یا افراط و تفریط اور جھوٹ کی آمیزش ہو آسمان و زمین کے قلابے ملائے ہوں اور گھٹیا الفاظ استعمال کیے ہوں، وہ گناہ ہے۔ اس سے حضور ﷺ

[1] صحیح البخاری، الزکاۃ، باب الصدقۃ قبل الرد، حدیث: 1413، و صحیح مسلم الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ، حدیث: 1016. [2] عمدۃ القاری: 273/8. [3] صحیح البخاری، الجهاد، باب من اخذ بالرکاب، حدیث: 2989، و صحیح مسلم، الزکاۃ، باب بیان ان اسم الصدقۃ الخ، حدیث: 1009. [4] سورۃ البقرۃ 2: 263.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے سخت ممانعت فرمائی ہے، چنانچہ ترمذی میں ہے:

«عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تُمَارِ اَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ»

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی سے جنگ و جدل اور مسخرہ پن نہ کرو۔''[1]

یہ حدیث شارحین حدیث کے نزدیک اسی لغو مذاق پر محمول ہے کیونکہ انسان کو اس قسم کے مذاق سے جھوٹ اور مسخرہ پن اور زیادہ ترہنسی کی عادت ہوجاتی ہے، جو انتہائی برائی ہے۔ اور لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا بھی مذموم ہے۔ اس کی حدیث مبارکہ میں مناہی وارد ہے۔[2]

پس اب حسن مذاق اور دل لگی کے لیے بھی ہمیں حضور پرنور ﷺ کا اسوۂ حسنہ سامنے رکھنا چاہیے۔ اور اس سے سبق لینا چاہیے کہ باہمی مذاق اور خوش طبعی کس قسم کی ہو۔ بات میں مزاح پیدا کردینا ایک فن ہے جو ہر کسی کو حاصل نہیں۔ نیز اس بات کی رعایت رکھنا کہ مجلس یا مخاطب کے مناسب حال مزاح ہو یہ اور بھی مشکل ہے۔ خشک اور سنجیدہ طبائع سے اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اور پھر وقت اور حالات کی نزاکت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مزاح سے کام لینا بڑا اہم مرحلہ ہوتا ہے۔ نیز اس بات کا خیال رکھنا کہ گفتگو میں کتنا مزاح ہو، کیونکہ حد سے زیادہ مزاح بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ جس طرح کھانے میں نمک کا استعمال کھانے کے ذائقے کو بڑھاتا ہے لیکن اگر نمک زیادہ ہو تو اگلا ذائقہ بھی خراب ہوجاتا ہے، یہی حال گفتگو میں مزاح کا ہے۔ اس کا معتدل اور مناسب استعمال گفتگو کے ذائقے کو بڑھاتا اور اسے چار چاند لگا دیتا ہے۔ اسی طرح مشہور ہے المزاح فی الکلام

[1] جامع الترمذی، البر والصلة، باب ماجاء فی المراء، حدیث: 1995. [2] حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اس شخص کے لیے ہلاکت ہو جو جھوٹ اس لیے بولتا ہے کہ اس کے ذریعے لوگوں کو ہنسائے۔ اس کے لیے ہلاکت ہو، ایسے شخص کے لیے ہلاکت ہو۔ (سنن أبی داود، الأدب، باب التشدید فی الکذب، حدیث: 4990)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کالملح فی الطعام۔①

جب ہم رسول اکرم ﷺ کے کلام کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اس میں مذکورہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم نظر آتی ہیں۔ مناسب اور معیاری مزاح کے استعمال سے نہ صرف دلچسپی پیدا ہوتی، نفرت دور ہوتی اور محبت بڑھتی ہے بلکہ آدمی کی سب تکان دور ہو جاتی ہے۔

اب ذیل میں حضور اکرم ﷺ کے ہلکے پھلکے مزاح کے چند واقعات نمونتاً دیے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مزاح و دل لگی میں بھی آپ ﷺ کو کمال حاصل تھا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے خوش طبعی

❶ ایک دفعہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سواری کے لیے ایک اونٹ طلب کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے ایک اونٹ کا بچہ دے دو۔''

اس نے عرض کیا: ''حضور ﷺ! میں اونٹ کے بچے کو لے کر کیا کروں گا؟ مجھے تو سواری کی ضرورت ہے، اونٹ دلوایئے۔''

حضور ﷺ نے پھر فرمایا: نہیں! تجھے اونٹ کا بچہ ہی دیا جائے گا۔ وہ بہت پریشان ہوا۔ لوگ ہنسنے لگے تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''بندہ خدا! آخر اونٹ بھی تو اونٹ کا بچہ ہی ہو گا۔''②

حضور ﷺ کا یہ مذاق کوئی خلاف واقعہ نہ تھا۔ ہر اونٹ فی الحقیقت اونٹ ہی کا بچہ ہوتا ہے۔ اس خوش طبعی کے لیے آپ ﷺ نے ایسا انداز اختیار فرمایا جس سے سب نے لطف اٹھایا۔ اور مجلس زعفران زار ہو گئی۔

پھوپھی رضی اللہ عنہا سے خوش طبعی

❷ حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا جو بہت بوڑھی تھیں، حاضر

① مزاح کی گفتگو میں وہی حیثیت ہے جو کھانے میں نمک کی ہے۔ ② سنن أبي داود، الأدب، باب ما جاء في المزاح، حديث:4998، و جامع الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في المزاح، حديث:1991.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خدمت ہو کر عرض کرنے لگیں: حضور! دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بوڑھے جنت میں نہیں جائیں گے۔'' وہ حیران رہ گئیں۔ اور اسی حیرانی میں رونے لگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بڑی اماں! کیوں روتی ہو، کیا قرآن نہیں پڑھا؟ اس میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

﴿اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ○ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ○﴾

''بے شک ہم انھیں پیدا کریں گے تو انھیں کنواریاں بنائیں گے۔''[1]

یعنی بوڑھے بڑھاپے کی حالت میں جنت میں داخل نہ ہوں گے، بلکہ وہ جوان ہو کر جنت میں جائیں گے۔[2]

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا سے خوش کلامی

3 ایک دفعہ ایک عورت اپنے خاوند کا کچھ تذکرہ کر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے از راہ تفنن فرمایا: ''تیرا خاوند وہی ہے جس کی آنکھ میں سفیدی ہے۔''

اس نے عرض کیا: ''نہیں، حضرت! میرے خاوند کی آنکھیں تو بالکل بے داغ ہیں۔''[3]

اسے یہ خیال نہ آیا کہ ہر شخص کی آنکھ کا ایک حصہ سفید بھی ہوتا ہے۔

ایک شخص سے دل لگی

4 ایک دفعہ آپ ﷺ نے دل لگی کے طور پر ایک شخص سے پوچھا کہ بتاؤ تمھارے ماموں کی بہن تمھاری کیا لگی؟ اس سادہ لوح نے سر نیچے جھکا لیا اور سوچنے لگا۔ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا:

---

[1] الواقعة 56:35، 36. [2] جامع الترمذي في الشمائل، باب ماجاء في صفة مزاح رسول الله ﷺ، حديث: 239. [3] خلاصة سير سيد البشر، ص: 24، و الوافي في الوفيات: 1/33.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

”ہوش کر! کیا تجھے اپنی ماں بھول گئی۔ وہی تو تیرے ماموں کی بہن ہے۔“[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خوش طبعی

5 ایک دن آپ ﷺ مع چند صحابہ کے تشریف فرما تھے کہ ایک دوست کچھ کھجوریں لے آیا جو بطور تحفہ آپ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ ﷺ نے سب دوستوں کو حکم دیا کہ کھاؤ اور خود بھی کھانے میں شریک ہوگئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو عمر میں سب سے چھوٹے تھے آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ ازراہ مذاق کھجوریں کھا کر گٹھلیاں ان کے آگے رکھنے لگے۔ جب دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو وہ بھی گٹھلیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آگے ڈھیر کرنے لگے۔ جب کھانے سے فارغ ہو چکے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

”اچھا بھائی! بتاؤ سب سے زیادہ کھجوریں کس نے کھائیں؟“

صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا:

”حضور ﷺ! جس کے آگے گٹھلیاں سب سے زیادہ ہیں۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی بہت ذہین واقع ہوئے تھے۔ فوراً بول اٹھے: ”نہیں نہیں بلکہ جو گٹھلیوں سمیت کھا گئے ہوں۔“[2] یہ سن کر سب ہنس پڑے اور محفل حسین و دلکش بن گئی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی حضور ﷺ سے خوش طبعی

6 کتب سیر و احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مزاح اور خوش طبعی فرمایا کرتے تھے اسی طرح بعض صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ سے دل لگی کرتے تھے۔ چنانچہ ایک صحابی نعمان رضی اللہ عنہ تھے، ان کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی شہر میں نئی چیز آتی تو وہ شے لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کر دیتے اور جب

[1] تفسیر زاد المسیر :362/5. [2] التحفة السنية لسيد عبدالله الجزائري، ص :358.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ دکاندار اس شے کی قیمت طلب کرتا تو اس کو ساتھ لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں آجاتے اور عرض کرتے: ''حضور! فلاں شے کی قیمت اس شخص کو عنایت فرما دیجیے۔''

آپ ﷺ ارشاد فرماتے: ''تم نے تو بطور تحفہ وہ چیز مجھے دی تھی۔''

وہ کہتے: ''واللہ! اس کی قیمت میرے پاس نہ تھی۔ اور میں چاہتا تھا کہ وہ شے سب سے پہلے آپ ﷺ کی خدمت میں میں ہدیتاً پیش کروں۔''

حضور ﷺ مسکرا دیتے کہ یہ بھی خوب تحفہ ہے!! اور اس کی قیمت مالک کو دے دیتے۔ [1]

حضور ﷺ کی ایک دیہاتی صحابی رضی اللہ عنہ سے دل لگی

7 ایک بدوی صحابی رضی اللہ عنہ تھے جن کا نام زاہر رضی اللہ عنہ تھا۔ وہ حضور ﷺ سے بہت محبت رکھتے تھے اور حضور ﷺ بھی ان کو بہت چاہتے تھے۔ ایک دن وہ شہر میں آئے۔ بازار میں گزر رہے تھے کہ حضور ﷺ بھی ادھر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے پیچھے سے زاہر رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا۔ اور اس طریقہ سے پکڑا کہ وہ مڑ کر پیچھے نہ دیکھ سکے۔ انھوں نے پوچھا: ''کون ہے؟''

حضور ﷺ خاموش رہے، گویا ان سے دل لگی کرتے تھے۔ بالآخر انھوں نے مڑ کر دیکھا تو حضور ﷺ تھے۔ وہ بہت مسکرائے اور حضور ﷺ بھی مسکرائے۔ پھر باہم محبت بھرے لہجہ میں باتیں کرنے لگے۔ [2]

بچوں سے خوش طبعی

8 حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ایک چھوٹے بھائی تھے، جن کا نام عمیر رضی اللہ عنہ تھا۔ انھوں نے ایک سرخ رنگ کی چڑیا پال رکھی تھی، جو اتفاقاً مرگئی۔ عمیر رضی اللہ عنہ کو اس کا بہت صدمہ ہوا اور

---

[1] فتح الباري: 12/77، و مسند أبي يعلى: 1/161، والإصابة: 6/464. [2] شمائل الترمذي، باب ماجاء صفة مزاح رسول الله ﷺ، حديث: 238.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رونے لگے۔ نبی ﷺ ادھر سے گزرے۔ بچہ کو روتے ہوئے دیکھا تو اس کا دل بہلانے کے لیے فرمایا:

«يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟»

''اے ابو عمیر! تمھاری چڑیا نے کیا کیا؟''[1]

یہ ایک ایسا دلکش اور مناسب حال جملہ تھا جس سے بچہ ہنس پڑا۔ اور دوسرے لوگ بھی اسے خوش کرنے کے لیے یہی جملہ استعمال کرنے لگے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دل لگی

9 حضور ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ (جو آپ کے خادم تھے) سے بھی بہت پیار کرتے اور محبت سے انھیں:

«يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ»

''اے دو کانوں والے!''

کہا کرتے۔[2] حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے اس جملہ پر بہت ہنستے اور سمجھ جاتے کہ حضور ﷺ مجھ سے خوش طبعی فرما رہے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خوش طبعی

10 حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دن روٹھ گئے اور زمین پر لیٹ گئے۔ کپڑے (اور بدن) مٹی سے خراب ہو گئے۔ حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور اس حالت میں دیکھ کر فرمانے لگے:

---

[1] صحيح البخاري، الأدب، باب الانبساط إلى الناس، حديث: 6129، و صحيح مسلم، الآداب، باب جوازتكنية من لم يولد، حديث: 2150. [2] أبو داود، الأدب، باب ما جاء في المزاح، حديث: 5002، وجامع الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في المزاح، حديث: 1992.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

«قُمْ يَا أَبَا تُرَابٍ»

''ابوتراب! اٹھو!'' ①

ابوتراب کے معنی ہیں: ''مٹی کا باپ، یا مٹی والا'' چونکہ وہ اس وقت مٹی میں لتھڑے ہوئے تھے۔ اس لیے سننے والوں کے لیے یہ ایک لطیفہ بن گیا۔ اور اس دن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوتراب مشہور ہوگئی۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ.

① صحيح البخاري، الصلاة، نوم الرجال في المسجد، حديث :441، و صحيح مسلم، الفضائل، باب من فضائل علي بن أبي طالب، حديث :2409.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ستارھواں باب

آنحضور ﷺ ایک تاجر کی حیثیت میں

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے جوان ہوتے ہی سب سے پہلے جو کام اپنے لیے پسند کیا، وہ تجارت ہی تھی۔ آپ ﷺ کے والد بزرگوار بھی تجارت ہی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ اپنی شادی سے ایک ہی ماہ بعد تجارت کے لیے ملک شام چلے گئے۔ اور اسی سفر میں آپ کو سفر آخرت بھی پیش آیا۔ واپسی پر آپ مدینہ منورہ پہنچے تھے اور ابھی وہیں قیام فرماتے تھے کہ باپ کا حکم پہنچا: وہاں سے کھجوروں کا سودا بھی کرتے آئیں۔ مدینہ کھجوروں کی بہت بڑی منڈی تھی۔ آپ وہیں بیمار ہوئے اور وہیں انتقال فرما گئے۔ [1]

حضور ﷺ کا آغازِ تجارت

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ جب نبی ﷺ جوان ہوئے تو آپ ﷺ کا خیال بھی تجارت کی طرف مائل ہوا۔ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب ملک یمن اور شام میں تجارت کے لیے

[1] طبقات ابن سعد :1/99.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ بھی ایک دفعہ ان کے ساتھ تشریف لے گئے۔ بحیرہ راہب کا واقعہ اسی سفر میں پیش آیا اور چچا نے مصلحت وقتی کی بنا پر حضور ﷺ کو بصریٰ ہی سے واپس کر دیا۔ [1]

آپ ﷺ چونکہ تجارت سے بہت شغف رکھتے تھے اور اکثر تاجروں سے تجارت کے متعلق گفتگو کرتے رہتے تھے اور تجارت کے اصولوں سے خوب واقف ہو چکے تھے، اس لیے چاہتے تھے کہ روپیہ ہو تو تجارت کے لیے کسی دوسرے ملک جاؤں۔ اور دنیا کو بتاؤں کہ تجارتی کاروبار میں انسان کس طرح ترقی کر سکتا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت

اسی سلسلہ میں کسی نے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا ذکر کر دیا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ کی ایک مشہور مال دار عورت تھیں، جو بیوہ ہو چکی تھیں۔ ان کے خاوند چونکہ بہت کاروباری آدمی تھے اس لیے وہ اپنے کاروبار کو جاری رکھنے کے لیے کسی ایسے ملازم کی متلاشی تھیں جو تجارتی لائن میں تجربہ کار بھی ہو اور دیانت دار بھی ہو۔ عرب کے بڑے بڑے تاجر ان کے کمرشل ایجنٹ (وکیل تجارت) تھے۔ اور ان کے روپے سے کاروبار چلا رہے تھے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا چونکہ نہایت نیک اور پاک باز عورت تھیں (اور اسی نیکی کی بدولت وہ طاہرہ کا لقب پا چکی تھیں) اس لیے وہ کسی پر بدگمان نہ ہوتی تھیں۔ مگر حقیقت یہ تھی کہ لوگ ان کے روپیہ سے خوب فائدہ اٹھاتے تھے اور اس فائدے سے بہت کم حصہ ان کو دیتے تھے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کمرشل ایجنٹ

ادھر نبی ﷺ چونکہ اپنی امانت اور دیانت کے لحاظ سے اتنے مشہور ہو چکے تھے کہ سب

[1] سیرۃ ابن ھشام: 1/191-192۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لوگ آپ ﷺ کو "امین کہہ" کر پکارا کرتے تھے۔ اس لیے جب خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے یہ سنا تو آپ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ میری طرف سے تجارت کے لیے جائیں۔

چونکہ مجھے آپ ﷺ پر پورا بھروسہ ہے اس لیے میں نفع کا وہ حصہ جو دوسروں کو دیا کرتی ہوں، اس سے دوگنا حصہ آپ کو دوں گی۔

حضور ﷺ نے اپنے چچا سے مشورہ لے کر اس بات کو منظور کر لیا۔ اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے وہ تمام روپیہ، جو مختلف لوگوں کو الگ الگ دیا کرتی تھیں، سب حضور ﷺ ہی کو دے دیا۔ اور اپنا ایک ہوشیار غلام میسرہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ بھیج دیا۔

آپ ﷺ ملک شام میں گئے۔ اور اس اصول سے کام شروع کیا کہ بڑے بڑے تاجر بھی حیران رہ گئے۔ لطف یہ کہ آپ ﷺ اپنے نفع سے زیادہ خریداروں کے حقوق کا خیال رکھتے تھے۔ جس سے آپ ﷺ کی خریداری بہت بڑھ گئی۔ اور جو فائدہ پہلے ہوا کرتا تھا اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوا۔[1]

حضور ﷺ کی تجارت میں برکت

میسرہ نے جب آپ ﷺ کے کام کو، آپ ﷺ کے اخلاق اور آپ ﷺ کی دیانت کو دیکھا تو حیران رہ گیا۔ کیونکہ اس سے قبل وہ بڑے بڑے تاجروں کے ساتھ کام کر چکا تھا، مگر ایسا برتاؤ اس نے کسی کا نہ دیکھا جو حضور ﷺ کا دیکھا۔ اس لیے واپسی پر اس نے نہایت حیرت سے ان باتوں کا ذکر خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی لطیف نظر ایک طرف نفع پر تھی جو اس سال ہوا۔ اور دوسری طرف وہ حضور ﷺ کے ان اخلاق و عادات پر فریفتہ ہو رہی تھیں جو میسرہ سے سنے۔ بالآخر خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے بہت غور و خوض کے بعد (اس خدیجہ نے جس سے بڑے بڑے سردارانِ عرب نکاح کی درخواست کر کے ناکام رہ چکے

[1] سیرۃ ابن هشام: 1/199-200.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھے) خود ہی حضور ﷺ سے نکاح کی درخواست کی۔ اور اپنی سہیلی نفیسہ کی زبانی کہلا بھیجا کہ اس درخواست کو مسترد نہ کیجیے گا۔

حضور ﷺ نے اپنے اقرباء سے مشورہ کر کے اس درخواست کو منظور فرمالیا۔ اور ''عرب کی طاہرہ رضی اللہ عنہا'' اور ''دنیا کے امین ﷺ'' کا نکاح ہوگیا۔[1]

آپ ﷺ کا یہ نکاح گویا آپ ﷺ کی تاجرانہ زندگی کی ایک بہترین یادگار ہے۔ جو آج تک دنیا کے سامنے ہے اور اس سے بہت کچھ سبق لے سکتی ہے۔

تجارت کی ترغیب

آپ ﷺ نے درجہ نبوت پر فائز ہونے کے بعد بھی تجارت کا خیال نہیں چھوڑا۔ آپ ﷺ اکثر تاجروں کے ساتھ اپنا حصہ رکھ دیتے تھے۔ اپنے دوستوں کو تجارت کی ترغیب دلاتے، تجارت کے اصول بتاتے، تجارت کے فضائل ان کے ذہن نشین کراتے رہتے، چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جو شخص آپ سے جتنا قریب ہوتا اتنا ہی وہ تجارتی دنیا میں بھی زیادہ مشہور ہوجاتا تھا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اور تجارت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھو! آپ ﷺ کے یارِ غار ہیں، آپ ﷺ کے جانشین ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ عرب کے ایک مشہور تاجر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تجارت بڑی وسیع تھی۔ اسی تجارت کے مال کی بدولت آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں ہزاروں درہم صرف کیے اور اسلام کو وہ تقویت پہنچائی جو کوئی اور نہ پہنچا سکا۔ جس کا آنحضرت ﷺ نے خود ذکر فرمایا۔[2]

---

[1] طبقات ابن سعد : 1/131-132۔ [2] حدیث یہ ہے: «إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُوْبَكْرٍ» ''اپنی رفاقت اور مال کے اعتبار سے مجھ پر سب لوگوں سے زیادہ احسانات ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہیں۔'' (صحیح البخاری، المناقب، باب قول النبی ﷺ سدّو الابواب، حدیث : 3654) (ن۔ف)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ رضی اللہ عنہ کا یہ اپنا مقولہ ہے: ''میں قریش میں سب سے بڑا تاجر اور سب سے زیادہ مال دار تھا۔''

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تاجر تھے۔ یہ بھی حضور ﷺ کے بے حد جان نثار تھے۔ اور حضور ﷺ کی تعلیم سے تجارت کا کام کیا کرتے تھے۔ اسی تجارت کی برکت تھی کہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا (بنت علی رضی اللہ عنہ) سے نکاح کیا تو صرف حق مہر چالیس ہزار درہم دیا۔[1]

آپ ﷺ کے تیسرے دوست حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کاروبار کا کیا کہنا!! ان کا کام تو اتنا وسیع تھا کہ ہزاروں من غلہ دوکان میں موجود رہتا تھا۔

ایک مرتبہ ملک شام سے ایک ہزار اونٹ آپ کے غلہ سے لدے ہوئے آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سن پایا کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر اس قحط کے زمانہ میں عثمان رضی اللہ عنہ یہ غلہ غریبوں میں مفت تقسیم کردے تو جنت پالے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی نہ صرف غلہ بلکہ تمام اونٹ بھی مع سامان اللہ کی راہ میں صرف کردیے۔[2] آخر یہ ایک تاجر ہی کی جرأت تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے بئر رومہ پینتالیس ہزار درہم میں خریدا تھا، جو سب مسلمانوں کے لیے وقف کردیا تھا۔[3]

پس انھیں دو واقعات سے ان کے تمول، ان کی تجارت اور ان کے غنا کا اندازہ لگا لیجیے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے صحابی تھے اور مشہور تاجر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس تجارت کے ذریعے اسلام کی خدمت میں چالیس ہزار درہم نقد، پانچ سو گھوڑے اور ایک ہزار اونٹ مختلف مواقع پر تبلیغ و اشاعت کے لیے پیش کیے تھے۔[4]

یہ وہی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں، جو اپنا گھر بار، مال و دولت سب کچھ چھوڑ کر ہجرت

---

(1) طبقات ابن سعد: 464/8. (2) مجمع الزوائد: 96/9. (3) تحفة الاحوذی: 321/4. (4) طبقات ابن سعد: 137/3.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر گئے تھے۔ اور جب مدینہ پہنچے تو بالکل بے دست و پا تھے۔ حضور ﷺ نے حسب دستور ان کی مواخات سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے کر دی۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس وقت سب سے زیادہ دولت مند ہوں۔ اور اپنا نصف مال تم کو دیتا ہوں۔

عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ یہ مال تمھیں مبارک کرے۔ مجھے اس کی چنداں ضرورت نہیں۔ آپ مجھے یہاں کا بازار بتا دیجیے، میں خود تجارت کروں گا۔[1] چنانچہ وہ انھیں اپنے ساتھ لے گئے۔ اور کام شروع کرا دیا۔ جس سے ان کی تجارت اتنی بڑھی کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

یہ حضور ﷺ کی تعلیم ہی کا کرشمہ تھا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سا تاجر جب انتقال فرماتا ہے، تو تین کروڑ بارہ لاکھ کی جائیداد چھوڑ کر جاتا ہے۔ اور آپ کی چار بیبیوں میں سے ہر ایک کو گیارہ گیارہ لاکھ درہم ملتے ہیں۔[2]

طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بھی ایک مشہور تاجر تھے۔ ان کی تجارت اور سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ان کے لنگر میں ہر روز ایک ہزار وزن دینار کا غلہ پکا کرتا تھا۔[3] ہم یہاں کس کس کا ذکر کریں۔[4] حضور ﷺ کے دوستوں میں سے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ایسے تھے جو محض آپ ﷺ کے ارشاد اور آپ کی ہدایت کے بموجب دوسرے کام چھوڑ کر تجارت اختیار کر چکے تھے۔ اور اسی تجارت کی بدولت دین اور دنیا میں کامیاب ہو گئے تھے۔

تجارت کی عظمت وفضیلت

حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تمام کاموں میں جس قدر خیر و برکت تقسیم کی ہے، اس کا 99 فیصد حصہ صرف تجارت میں رکھا ہے۔ اس لیے تمھیں تجارت کرنی

---

[1] صحیح البخاری، البیوع، باب ماجاء فی قول اللّٰہ عزوجل. فاذا قضیت الصلوٰۃ...الخ، حدیث: 2029. [2] صحیح البخاری، فرض الخمس، باب برکۃ الغازی فی مالہ الخ، حدیث: 3129. [3] ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء: 1/88. [4] اس موضوع پر مؤلف کی کتاب "دولت مند صحابہ رضی اللہ عنہم" بھی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چاہیے کہ تجارت ہی سے قومیں بنتی اور ترقی کرتی ہیں۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

«اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ»

''وہ تاجر جو سچ بولے اور امین ہو، وہ قیامت کو نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔''[1]

اب خیال فرمایئے کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی سن کر وہ کون مسلمان ہوگا جس کے دل میں تجارت کا خیال چٹکیاں نہ لیتا ہوگا۔ اور پھر لطف یہ کہ تجارت کی کامیابی کا راز بھی اس کے ساتھ ہی بتا دیا کہ تجارت صرف صدق اور امانت ہی سے ترقی کر سکتی ہے۔ اور ایک تاجر کے لیے لازمی ہے کہ وہ سچائی کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

حلال تجارت

حضور ﷺ ایک دفعہ منڈی میں تشریف لے گئے۔ گندم کے مختلف ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے بغرض تحقیق ایک ڈھیر سے دانے اٹھائے۔ دانے ڈھیر کے اندرونی حصہ سے ہاتھ میں آئے۔ دیکھا تو وہ بھیگے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے دکاندار (سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ وہ جواب دینے لگا کہ رات بارش ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے اس) کو ڈانٹا اور اس کی اس دھوکہ دہی پر اسے نادم کیا اور فرمایا:

«مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا»

''مسلمان کا یہ کام نہیں کہ کسی کو دھوکہ دے، دھوکے باز ہم سے نہیں۔''[2]

---

[1] سنن ابن ماجه، التجارات، باب الحث على المكاسب، حديث: 2139، و جامع الترمذي، حديث: 1209 و اللفظ له. [2] صحيح مسلم، الإيمان باب قول النبي ﷺ من غشنا ... الخ، حديث: 101، 102.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ مسلمانوں کو حلال اور حرام کمائی سے بھی متنبہ کرتے رہتے کہ حلال کو حرام میں نہ ملنے دو۔ اس سے اجتناب رکھو۔ یوں کرنے سے دین اور دنیا کا خسارہ ہے۔

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ»

''جنت میں وہ گوشت داخل نہ ہوگا جو حرام سے بنا، کیونکہ اس گوشت کی جو حرام سے بنے، آگ زیادہ حق دار ہے۔''[1]

حلال کاروبار کی برکت وفضیلت

الغرض! آپ ﷺ اکثر طور پر کسب حلال اور محنت ومزدوری، صنعت وحرفت، تجارت و فلاحت وغیرہ کی تلقین فرماتے رہتے۔ یہاں تک کہ (نفلی) عبادت پر بھی اسے ترجیح دیتے، چنانچہ ارشاد ہے کہ

«اَلْعِبَادَةُ سَبْعُوْنَ جُزْءاً وَ اَفْضَلُهَا طَلَبُ الْحَلَالِ»

''عبادت کے ستر جز ہیں۔ اور ان میں افضل ترین کسب حلال ہے۔''[2]

ایک دفعہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے دربار میں ذکر کیا کہ فلاں شخص قائم اللیل اور صائم النہار ہے۔ دن رات یاد الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔ اور کسی سے سروکار نہیں رکھتا۔

حضور ﷺ نے پوچھا: ''تو پھر کھاتا کہاں سے ہے؟''

صحابی نے عرض کیا: اس کا ایک بھائی ہے جو کماتا ہے۔ وہ خود بھی کھاتا ہے اور اسے بھی کھلاتا ہے۔

آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا:

[1] مسند احمد: 321/3. [2] دیلمی: 108/3، حدیث: 4061.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

«اَخُوْهُ اَفْضَلُ مِنْهُ»

''اس کا بھائی اس سے بہتر ہے۔''[1]

اسی طرح ایک قول ہے

«لَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يَجْمَعُ الْمَالَ فَيَكُفُّ بِهِ وَجْهَهُ، وَيَقْضِي بِهِ دَيْنَه، وَيَصِلُ بِهِ رَحِمَهُ»

''جو شخص حلال مال جمع (کرنا پسند) نہ کرے، وہ مال جس سے اپنی آبرو نہ رکھ سکے، اپنا قرضہ ادا نہ کر سکے اور رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کر سکے، اس میں کوئی بھلائی نہیں۔''[2]

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام بیکاری اور بیروزگاری کا کس قدر مخالف ہے۔ اور حضور ﷺ مسلمانوں کو کسب حلال اور تجارت سے مال جمع کرنے کی کس انداز سے تلقین فرما رہے ہیں بلکہ خود بھی تجارت کرتے ہیں۔ اور تجارت ہی کے مال سے اپنے کنبہ کی پرورش کرتے ہیں اور زائد از ضرورت سب کا سب مال اللہ کی راہ میں بیواؤں اور بے کسوں کی نذر کر کے ہمیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ خود کماؤ اور دوسروں کو کھلاؤ۔ نہ کہ دوسرے کمائیں اور تم کھاؤ۔

غرض! حضور ﷺ ایک تاجر کی حیثیت میں بھی اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ ہمارے تجارت پیشہ لوگ آپ ﷺ کے طریقے کو اختیار کر کے من حیث القوم بہت ترقی کر سکتے ہیں۔

---

[1] المصنف لابن أبي شيبة: 434/9، و الفتاوى الحديثية للهويني بفرق يسير یہ ایک عوامی بات ہے قول رسول نہیں ہے۔ [2] شرح السنة: 291/14، و السلسلة الضعيفة، حديث: 6153 یہ سعید بن مسیّب کا قول ہے، حدیث نہیں ہے.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اٹھارواں باب

آنحضور ﷺ ایک مصلح کی حیثیت میں

اگر دیکھا جائے کہ حضور ﷺ نے عہدہ نبوت پر فائز ہونے کے بعد بحیثیت ایک مصلح اعظم ہونے کے عربوں کے تمدن میں کیا کیا اصلاح کی تو ہمارے سامنے فوراً حضور ﷺ کی اصلاحات کا ایک نقشہ کھنچ جاتا ہے۔ جو کسی اور مصلح کی زندگی میں کہیں نظر نہیں آتا۔

منفرد مصلح

دنیا کے بڑے بڑے مصلح، بڑے بڑے ہادی، راہنما، پیشوا، لیڈر اور ریفارمر گزرے ہیں۔ اور انھوں نے قوم کی اصلاح میں اپنی عمریں خرچ کر دی تھیں۔ مگر اس ہادی عرب ﷺ نے جس خوبی اور عقل مندی سے چند ہی سالوں میں عرب جیسے جاہل اور اجڈ بدوؤں کی اصلاح کر دی تھی اور اصلاح بھی ایسی کہ آنے والی نسلوں میں بھی برابر جاری رہی ایسی اصلاح یقیناً دنیا کے کسی مصلح سے نہیں ہو سکی۔

حضور ﷺ کی ان اصلاحات کو دیکھ کر آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ حضور ﷺ کس اعلیٰ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پائے کے مصلح تھے۔ کس شان کے نبی تھے کہ صدیوں کے بگڑے ہوئے ملک کو دنوں میں کچھ سے کچھ بنا دیا۔

- وہ جو مردہ تھے، انھیں زندہ قوم بنا دیا۔
- وہ جو دنیا کی نظروں میں ذلیل ہو چکے تھے، انھیں سب کی نظروں میں عزیز کر دیا۔
- وہ جو راہزن اور ڈاکو مشہور تھے، انھیں سب کا نگہبان اور محافظ بنا دیا۔
- وہ جو چوری کو ایک معمولی چیز سمجھتے تھے خود پاسبانی کرنے لگے۔
- وہ جو شراب اور جوئے کے عادی تھے، شرابیوں اور قمار بازوں کو سزائیں دینے لگے۔
- وہ جو لاعلمی اور جہالت میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے، عالم مشہور ہو گئے۔
- وہ جو ظالم اور سنگدل سمجھے جاتے تھے، عادل اور رحم دل بن گئے۔
- وہ جو بت پرست اور مشرک تھے، خدا پرست اور موحد بن گئے۔
- وہ جو غیر مہذب اور غیر متمدن تھے، مہذب اور متمدن بن گئے۔

غرض یہ کہ حضور ﷺ کے تشریف لاتے ہی عرب کی کایا پلٹ گئی اور آپ ﷺ نے ان کے تمام غلط طریقوں اور جاہلانہ رسموں کو اس خوبی سے درست کیا کہ کسی کو محسوس ہوا، نہ ناگوار گزرا۔

اعلیٰ درجے کا مصلح

اعلیٰ درجے کا مصلح وہی ہوسکتا ہے جو صحیح معنوں میں قوم کا نبض شناس ہو۔ اس کے حالات اور مزاج سے واقف ہو۔ اور آہستہ آہستہ ان کے مزاج کے موافق ہی اصلاح کرتا چلا جائے، چنانچہ یہ خوبی بدرجہ اتم حضور ﷺ میں موجود تھی۔ اور مزید برآں یہ کہ حضور ﷺ فن خطابت اور طرزِ تکلم سے بھی خوب واقف تھے۔ حضور ﷺ کی طبیعت میں لینت، تحمل اور بردباری بھی قدرت نے ودیعت کر رکھی تھی۔ اور یہی وہ جوہر ہیں جن کا ایک مصلح میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پایا جانا نہایت ضروری ہے۔

حضور ﷺ کو اپنے زمانہ میں جن اہم اصلاحات سے سابقہ پڑا، ان کا مختصر نقشہ ذیل میں درج ہے:

رسم غلامی کی اصلاح

1 مدت سے دنیا میں غلام بنانے کی رسم چلی آ رہی تھی۔ اور کسی مذہب نے اس رسم کو معیوب قرار نہیں دیا تھا۔ یہاں تک کہ عیسائی مذہب نے بھی اس کے متعلق کوئی قانون مرتب نہ کیا تھا۔ بلکہ غلاموں کو مخاطب کر کے یہ حکم دیا کہ اپنے آقاؤں کی، جو تمھارے جسم کے مالک اور مختار ہیں، ہمیشہ اطاعت کرو۔

ہندو دھرم بھی مدت سے دنیا میں چلا آرہا تھا مگر اسے بھی ملک سے غلامی کی لعنت دور کرنے کی نہیں سوجھی۔ بلکہ الٹا اچھوتوں کو غلام قرار دیا۔ اور انھیں برہمنوں کے مقابلہ میں ذلیل ترین مخلوق ٹھہرایا۔

الغرض! دنیا میں غلاموں کی اولاد بھی غلام متصور ہو رہی تھی کہ آنحضور ﷺ تشریف لائے۔ اور آپ ﷺ نے آتے ہی اس بے زبان طبقہ کی نیابت کی۔ ان بے کسوں کی حالت پر ترس کھایا۔ اور لوگوں کو بتایا کہ یہ مظلوم بھی اللہ کے بندے ہیں۔ جس کے دربار میں ہم سب نے مساویانہ حیثیت میں پیش ہونا ہے۔ آپ ﷺ نے ان تمام ظالمانہ قوانین کو توڑ دیا جو اس وقت غلاموں کے متعلق جاری کیے جا چکے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ہمدردی کرنے اور ان پر رحم کرنے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا کہ ان کے کام میں خود ان کے ہاتھ بٹاؤ۔ جو خود کھاؤ انھیں کھلاؤ۔ جو خود پہنو انھیں پہناؤ۔ ان کی شادیاں کرو اور انھیں اپنے جیسا انسان سمجھو۔ اگر وہ آزاد ہونا چاہیں تو ان کی ہر طرح امداد کرو اور بخوشی آزاد کرو۔

چنانچہ آہستہ آہستہ ان کی آزادی کے متعلق حکم دیا کہ اگر کسی مسلمان سے کوئی قصور سرزد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا تو شرعی طور پر اس کی تعزیر میں غلام کا آزاد کرنا بھی رکھ دیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہزار ہا غلام آزاد ہو گئے۔ اور خود حضور ﷺ نے غلام خرید خرید کر آزاد کرنے شروع کر دیے تا کہ لوگوں کو ترغیب ہو۔ اور اسے ایک بہترین صدقہ قرار دیا۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی ایسا ہی کیا۔

قیدیوں کی رسوم کی اصلاح

2 حضور ﷺ سے پہلے یہ رواج تھا کہ جس قدر جنگی قیدی ہوتے سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا۔ مگر آپ ﷺ نے اس جاہلانہ رسم کو بھی مٹا دیا۔ اور حکم دیا کہ قیدیوں کو قتل کرنا تو درکنار انھیں عزت کے ساتھ رکھنا چاہیے یا فدیہ لے کر رہا کر دینا چاہیے، چنانچہ حضور ﷺ نے اسیرانِ جنگ سے جو سلوک کیا، اس کا مختصر نقشہ دوسری جگہ دکھایا گیا ہے۔[1]

لڑکیوں پر ظلم اور اس کی اصلاح

3 عرب میں رواج تھا کہ جب کسی کے گھر لڑکی پیدا ہوتی تو اسے نہایت سنگ دلانہ طریق پر زندہ درگور کر دیتے تا کہ اس کی تربیت اور شادی وغیرہ سے رہائی مل جائے۔ حضور ﷺ نے آتے ہی اس رسم کو بھی جڑ سے اکھیڑ دیا۔ اور لڑکیوں کی تربیت اور پرورش کے متعلق وہ احکام نافذ فرمائے کہ وہی عرب نہ صرف لڑکیوں کو زندہ رکھنے پر مجبور ہوئے بلکہ ان کی تربیت اور شادی کو ثواب سمجھنے لگے۔ اور ان کی کفالت کرنے لگے۔

جاہلانہ نکاح اور ان کی اصلاح

4 رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل عرب میں آٹھ قسم کے نکاحوں کا رواج تھا۔ یعنی بعض

[1] دیکھیے اسی کتاب کا چھٹا باب: ''آنحضور ﷺ ایک فاتح کی حیثیت میں''۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو سال سال دو دو سال کا میعادی نکاح کیا کرتے تھے۔ بعض یونہی یارانہ گانٹھ لیتے تھے۔ اور جب دل مل جاتے تو نکاح کر لیتے تھے۔ اور بعض بطور تجربہ دوستی کرتے۔ اگر اس سے اولاد پیدا ہوتی تو نکاح کر لیتے تھے۔ ورنہ اسے بانجھ سمجھ کر چھوڑ دیتے۔ الغرض! ان کے یہ سب نکاح زنا کے حکم میں تھے۔ حضور ﷺ نے ان سب کا قلع قمع کر دیا اور فرمایا کہ صرف (ہونے والے) میاں کا (اپنی ہونے والی) بیوی کو ایک نظر دیکھ لینا ہی کافی ہے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہونا چاہیے۔ پھر موجودہ شرعی نکاح کو جاری فرمایا۔

عورتوں پر ظلم کی اصلاح

5. عرب طلاق میں بھی عورتوں کو خراب کرتے رہتے تھے۔ ایک بار طلاق دی اور پھر رجوع کر لیا پھر طلاق دی اور پھر رجوع کر لیا۔ غرض یہ کہ ان کے ہاں رجعت کی کوئی میعاد مقرر نہ تھی، جس سے عورتیں سخت تنگ آئی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے مسئلہ طلاق میں بھی ان کی اصلاح کی اور احکام خلع جاری فرمائے جس سے ایک حد تک عورتوں کو بھی استحقاق حاصل ہو گیا۔

6. وہ عورتوں کو ایک ذلیل ترین مخلوق سمجھتے تھے۔ اور حیوانوں کی طرح ان سے سلوک کیا کرتے تھے۔ انھیں نہ صرف جائیداد ہی سے محروم رکھا جاتا تھا بلکہ ان کا اور بھی کسی قسم کا کوئی حق نہ سمجھا جاتا تھا۔ حضور ﷺ تشریف لائے تو عورت کو تینوں حیثیتوں سے ممتاز فرمایا۔ بیٹی ہونے کی حیثیت سے اسے باپ کا ترکہ دلوایا۔ بیوی ہونے کی حیثیت سے خاوند کا وارث ٹھہرایا اور ماں ہونے کی حیثیت سے اولاد کا وارث بنایا اور اس طریق سے عورتوں کو اعزاز بخشا۔

الغرض! دنیا کو بتا دیا کہ جس طرح تمھارے حقوق عورتوں پر ہیں۔ اسی طرح عورتوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے حقوق تم پر ہیں۔ اوران کی نگہداشت کرنا تمھارا اولین فرض ہے۔ جن میں غفلت اورکوتاہی برتنے کی صورت میں تم قصوروار ٹھہرو گے۔

انسانیت پرظلم کی اصلاح

7 پروردگارِ عالم نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اور اسے تمام مخلوقات پر عزت و کرامت بخشی۔ مگر اس شرف انسانیت سے قریش مکہ آگاہ نہ تھے۔ اور وہ اینٹ، پتھر، بت کے آگے دست بستہ کھڑے ہوتے اوران کے سامنے سجدہ ریز ہوتے تھے۔ ان دیوتاؤں کے نام کی نذرو نیاز دیتے اور چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ اور یہ نظریہ رکھتے تھے کہ بزرگوں کے ان بتوں کی وجہ سے ہماری بگڑی بن جاتی اور سب مشکلیں حل ہوجاتی ہیں۔

حضور ﷺ نے اس باطل نظریے کی تردید فرمائی۔ اور توحید کا اعلان فرمایا اور برملا کہا:

«يَاَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا»

''اے لوگو! اس بات کا اقرار کرو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تم کامیاب ہو جاؤ گے۔''[1]

اور فرمایا اشرف المخلوقات ہوکر درختوں اور پتھروں کے آگے گرنا اور سجدہ ریز ہونا یوں بھی انسانیت کی توہین ہے۔ آنجناب ﷺ نے شرف انسانیت کا تحفظ فرمایا۔ اسے بتوں سے ہٹا کر صرف اللہ کے آگے جھکایا اور نکتہ توحید سمجھایا۔

توہمات و رسومات کی اصلاح

8 وہ لوگ توہمات اور غلط رسومات کا شکار تھے۔ حضرت محمد ﷺ نے ان کی اصلاح فرمائی۔ وہ لوگ بدعقیدہ، مشرک اور توہم پرست تھے۔ بدشگونیاں لیتے اور طرح طرح کی فالیں

[1] مسند أحمد: 3/341-3/392.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نکالتے تھے۔ اورانھوں نے دنوں کو بانٹ رکھا تھا کہ فلاں دن اچھا ہے اس میں سفر اور کاروبار بہتر رہے گا اور فلاں دن برا اور منحوس ہے اس میں نہ سفر بہتر رہے گا نہ کاروبار۔ علاوہ ازیں وہ تیروں سے قسمت معلوم کرتے تھے۔ نجومیوں سے ربط رکھتے تھے۔ کہانت کے قائل تھے۔ چھوٹے چھوٹے بت بنا کر جیبوں میں رکھتے تھے تاکہ وہ ہر مشکل اور اڑے تھڑے وقت میں ہماری یاوری کریں۔

آنحضرت ﷺ نے ان اور ان جیسے دیگر تمام توہمات کو بیہودہ قرار دیا اور انھیں بداعتقادی وشرک پر محمول فرمایا۔

اس طرح ان میں مختلف رسومات تھیں۔ جنھیں وہ بڑی عقیدت سے ادا کرتے تھے، مثلاً عرس، میلے، ناچ گانے وغیرہ۔ آپ ﷺ نے ان رسومات کی بڑی جرات اور قوت سے بیخ کنی فرمائی۔

9 علاوہ ازیں ان میں یہ رسم تھی کہ بیوہ عورت سے نکاح کو برا جانتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ آفات لاتا ہے۔ ایک یہ رسم بھی تھی کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح صحیح نہیں جانتے تھے اور سمجھتے تھے کہ متبنیٰ مثل حقیقی بیٹے کے ہوتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ تمام نکاح بیوگان سے کیے۔ اور متبنیٰ زید رضی اللہ عنہ کی بیوہ زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور اس طرح ان رسوماتِ بد کو پاؤں تلے کچل دیا اور دنیا کو بتا دیا کہ رسومات کو کیوں کر مٹایا جاتا ہے۔ اور کسی قوم کی غلط رسومات کو مٹانا کتنا بڑا اور اہم کام ہوتا ہے۔

بوجھل بندھنوں سے نجات دلائی

10 بوجھل بندھنوں سے مراد وہ ناجائز اور بے مقصد پابندیاں ہیں جو ان لوگوں نے از خود اپنے اوپر عائد کر رکھی تھیں۔ جن کے بوجھ تلے انسانیت دبی ہوئی سسک رہی تھی۔ وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بتوں کے سامنے، ماتھا ٹھنکی ضروری سمجھتے تھے۔ بتوں کی ساخت پرداخت پر قیمتی وقت ضائع کرتے تھے۔ انھوں نے اپنے معاملات پروہتوں، مجاوروں اور مذہبی پیشواؤں کے حوالے کر رکھے تھے۔ انھوں نے اپنے اور رب کے درمیان بڑے واسطے اور وسیلے کھڑے کر رکھے تھے۔ وہ بتوں کے نام کی منت منوتیاں مانتے تھے اور انھیں بہرصورت پورا کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اللہ نے اپنے تمام اختیارات ان درمیانی واسطوں اور وسیلوں کو سونپ دیے ہیں۔ اس لیے ہمیں عجز و نیاز کا سارا معاملہ انھی سے کرنا چاہیے۔ غلام اپنے آقاؤں کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور جابر آقاؤں کی ظلم و استبداد کی چکی میں پس رہے تھے۔ نبی رحمت ﷺ نے ان سے یہ اوراس قسم کے دیگر تمام بوجھ اتار پھینکے۔ بندھن کھول دیے اور زنجیریں کاٹ دیں۔

چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾

''اور یہ نبی ان سے ان کے بوجھ اتار پھینکتا ہے اوران زنجیروں کو کاٹ دیتا ہے کہ جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔''[1]

دیگر معاشرتی اصلاحات

⓫ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کائنات ہست و بود کے عظیم ترین مصلح تھے۔ آپ ﷺ نے اعتقاد و عمل کی جو بھی خرابی دیکھی اس کی اصلاح کرنے کی ہر ممکنہ کوشش فرمائی۔

اس وقت عرب کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ لوگ اللہ کو بھول چکے تھے۔ شرک و کفر میں گرفتار تھے، ظلم توڑتے تھے، ستم ڈھاتے تھے، جوئے کے رسیا، شراب کے عادی، حرام کاری کے دل دادہ تھے۔ چوری، ڈاکہ اور عصمت دری عام تھی۔ باہم برسر پیکار رہتے تھے۔ ان

[1] الأعراف: 153/7.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں سلسلہ قتل و غارت نسلاً بعد نسل جاری رہتا تھا۔

حضرت رحمت دو عالم ﷺ نے ان تمام مفاسد کو دور کیا۔ اور ان کی اصلاح فرمائی، انھیں انسان بنایا اور اللہ کے در پر جھکایا۔

طبقاتی کشمکش

⑫ وہ لوگ اپنی خاندانی وجاہت، حسب و نسب، مال و دولت اور دنیوی باتوں میں ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس نظریے کی تردید کی اور فرمایا:

«كُلُّكُمْ بَنُو آدَمَ وَ آدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ»

''تم سب اولادِ آدم ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ (بھلا مٹی کو فخر کیسا؟)''[1]

نیز فرمایا:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾

''تم میں زیادہ معزز و محترم وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔''[2]

آنجناب ﷺ نے اپنے قبائل کو جو باہم نبرد آزما اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے آپس میں ملا دیا اور ایک بنا دیا۔ ان کے دلوں میں نفرت و حقارت کے غلیظ جذبات نکال کر الفت و محبت کے بیج بو دیے۔ چنانچہ قرآن مجید کہتا ہے:

﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ﴾

یعنی ذرا وہ وقت تو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے مقابل خون آشام تلواریں لیے کھڑے تھے۔ تو ہمارے نبی نے تمھاری کشتِ قلب میں الفت و محبت کے بیج بو دیے جن سے پھر پیار و شیفتگی کے شگوفے پھوٹے۔[3]

[1] درمنثور: 6/98. [2] سورة الحجرات 49: 13. [3] سورة آل عمران 3: 103.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اخلاقی برائیاں اوران کی اصلاح

13 اہل عرب شراب، جوا اور حرام کاری میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ اور جس قوم میں یہ بیماریاں ہوں بھلا وہ قوم کیوں کر مہذب و شائستہ بن سکتی ہے؟

حضرت رسول اللہ ﷺ نے انھیں حرام قرار دیا اور برملا اعلان فرمایا:

﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ﴾

''کہ شراب، جوا اور یہ آستانے اور پانسے یہ تمام گندے اور شیطانی کام ہیں ان سے دور رہو۔''[1]

اور زنا کی سزا کوڑے اور سنگساری مقرر فرمائی۔ تاکہ کوئی بدفطرت اس حرکت شنیع کا ارتکاب نہ کر سکے۔

وہ لوگ خاص ایام و مواقع میں آپس میں فخر و مباہات کرتے اور اپنے اپنے خاندان کی عظمت و بڑائی کے نغمے الاپتے تھے۔ آنحضور ﷺ نے انھیں ایسی باتوں سے منع فرمایا: اور انکساری و فروتنی کا درس دیا۔ اور فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾

''اے لوگو! تم سب کے سب بارگاہ لم یزل میں فقیر و درماندہ ہو بڑائی صرف اللہ کو زیبا ہے (کیونکہ) وہی غنی و حمید ہے۔''[2]

اہل عرب غزلیات میں بڑا شہرہ رکھتے تھے۔ وہ اپنی محبوباؤں کا نقشہ و حلیہ، ڈیل ڈول، تراش خراش، ناز و ادا، حسن و جمال وغیرہ بصورت اشعار بیان کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ

---

① سورۃ المائدہ 5:90. ② سورۃ الفاطر 35:15.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے اس بری حرکت سے حکماً منع فرمایا۔ اور فرمایا کہ کوئی شخص کسی عورت کا خاکہ کسی کے سامنے پیش نہ کرے۔ یہاں تک کہ اپنی بیوی کا اپنے دوست کے سامنے بھی بیان نہ کرے۔ [1]

آپ ﷺ نے اصلاح معاشرہ کی جانب قدم اٹھاتے ہوئے بے پردگی، اختلاط مرد و زن، التباس ہم جنس اور متضاد جنس کی وضع بنانے، عورتوں کو خوشبو لگانے اور پازیب ڈال کر زمین پر زور زور سے پاؤں مارنے، غیر محرم (جس سے شادی حرام نہیں) کے ساتھ سفر یا حضر میں تخلیہ کرنے، غیر محرم سے ملائمت سے گفتگو کرنے یا ملاطفت سے جواب دینے اور ایک دوسرے کی جانب غور سے دیکھنے سے منع فرمادیا۔ یہ اصول غیر رشتہ داروں کے لیے بھی ہے، اور رشتہ داروں کے لیے بھی۔ آنجناب ﷺ نے دیور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تو موت ہے۔ [2] یعنی اس کی بدولت تو عورت کی حیا اور ایمان کا بدرجہ اولی دیوالیہ نکلنے کا خطرہ ہے۔ عورتوں کو باریک اور چست لباس پہننے سے منع فرمایا تاکہ وہ غیروں کی توجہ کا مرکز نہ بنیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی پوری حیاتِ مبارکہ لوگوں کی اصلاح کرنے میں گزر گئی۔ آپ ﷺ نے جب بھی کوئی پست، گھٹیا، غلط اور بیہودہ بات دیکھی فوراً اس کی اصلاح فرمادی۔ کیا ہم سیرۃ النبی کے اس پہلو کو بھی اپنانے کی کوشش کریں گے؟

عقائد کی اصلاح

کسی آدمی کی زندگی میں عقیدے کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ عمل کا انحصار عقیدے

[1] صحیح مسلم، النکاح، باب تحریم افشاء سر المراۃ، حدیث: 1437. [2] صحیح البخاری، النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأۃ...الخ، حدیث: 5232، و صحیح مسلم، السلام، باب تحریم الخلوۃ بالا جنبیۃ، حدیث: 2172.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر ہے۔ عقیدہ مثل بنیاد کے ہے اور عمل مانند دیوار کے۔ اور یہ بات قطعی ہے کہ اگر عقیدہ صحیح نہیں تو عمل شرف قبول نہیں پا سکتا۔

آپ جانتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے مکی زندگی کے تیرہ برس اصلاح عقائد میں صرف کر دیے اور اس سلسلے میں آپ ﷺ نے بے شمار تکالیف برداشت کیں۔

تمام عقائد کی جڑ عقیدہ توحید و رسالت ہے۔ اس کی اصلاح بہت ضروری تھی۔ آنحضرت ﷺ مشرکین کو جو سب سے پہلی دعوت دیتے تھے وہ توحید و رسالت ہی کی دعوت ہوتی تھی۔ اور جو خوش نصیب حلقہ اسلام میں داخل ہو جاتے تو آپ ﷺ نظر رکھتے کہ کہیں یہ توحید و سنت کے منافی تو کوئی کام نہیں کرتے اور توحید و سنت کی نزاکتوں سے بے خبر تو نہیں ہوتے۔

14 ایک دفعہ ایک شخص نے کسی بات پر کہہ دیا:

«مَا شَآءَ اللّٰهُ وَمَا شِئْتَ»

''جو اللہ چاہے اور اے نبی جو آپ چاہیں۔''

آپ ﷺ نے جھٹ فرمایا:

«اَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰهِ نِدًّا؟ قُلْ مَاشَآءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ»

''کیا تم مجھے اللہ کا شریک بناتے ہو؟ یوں کہو کہ جو تنہا اللہ چاہے۔''[1]

اس شخص کی نیت یقیناً شرک کی نہ تھی۔ مگر آنحضرت ﷺ نے اس جملے کو موہم شرک جان کر فوراً اصلاح فرما دی۔

ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس چند بچیاں آپ کی مدح میں گا کر اشعار پڑھ رہی تھیں اور

[1] سنن النسائی، فی عمل الیوم واللیلۃ حدیث بلفظ ''عدلا'' نیز دیکھیے کتاب التوحید صفحہ:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی دوران کسی نے یہ بھی کہہ دیا:

وَ فِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ

''اور ہم میں ایک نبی ہے جو آنے والے احوال سے باخبر ہے۔''

یہ سنتے ہی آپ ﷺ نے بلا توقف روک دیا اور فرمایا:

«دَعِيْ هٰذِهِ وَقُوْلِيْ بِالَّتِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ»

''یہ مت کہو۔ اور وہی کہو جو تم کہہ رہی تھی۔''[1]

چونکہ اس جملے میں شرک کا شائبہ تھا۔ اور اگر بروقت منع نہ کیا جاتا تو آگے چل کر کئی خطرناک خطرات کا پیش خیمہ بن سکتا تھا، لہٰذا آپ ﷺ نے موقع ہی پر اصلاح فرما دی۔

اعمال کی اصلاح

جس طرح گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے اسی طرح نیکیوں میں سب سے عظیم نیکی نماز ہے اور حکم ہے کہ نماز سکون اور دل جمعی سے ادا کی جائے۔ اس میں جلدی نہ کی جائے۔ اور نماز میں طمانیت (آرام و سکون) کو شرط قرار دیا۔ کتب حدیث میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

15 ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جلدی جلدی نماز پڑھ رہا ہے۔ وہ جب آپ ﷺ کو سلام کر کے جانے لگا۔ تو آپ نے فرمایا:

«فَارْجِعْ فَصَلِّ اِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»

''واپس جاؤ، پھر نماز پڑھو۔ تم نے نماز نہیں پڑھی۔''

اس نے دو یا تین بار اسی طرح جلدی جلدی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے ہر بار یہی فرمایا:

---

(1) صحيح البخاري، النكاح، باب ضرب الدف في النكاح، حديث: 5147.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

«فَارْجِعْ فَصَلِّ»

پھر آپ ﷺ نے اسے آرام وسکون سے نماز ادا کرنے کا طریقہ بتایا[1] اور اس طرح اس کی نماز کی اصلاح فرمادی۔

16 ایک مرتبہ ایک گداگر آیا۔ اور آپ ﷺ سے خیرات مانگنے لگا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ تنومند ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے گھر میں کوئی اثاثہ ہے؟''

اس نے کہا: ''حضور ﷺ کچھ نہیں صرف ایک کمبل اور لکڑی کا ایک پیالہ ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لے آؤ۔''

وہ لے آیا۔ آپ ﷺ نے انھیں دو درہم میں فروخت کردیا۔ فرمایا:

ایک درہم کا راشن خرید کر گھر پہنچا دو۔ اور دوسرے کا کلہاڑا خرید کر لے آؤ۔ اس نے اسی طرح کیا اور کلہاڑا خرید کر لے آیا۔ آپ ﷺ نے اس کا دستہ پاس سے ٹھونک دیا۔ اور فرمایا: ''جنگل میں جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرو۔ اس طرح اپنی گزر بسر کرو، چنانچہ چند ہی روز میں وہ شخص معاشی طور پر مستحکم ہوگیا۔''[2]

حضور پاک ﷺ نے اس کو رزق حرام سے ہٹا کر رزق حلال پر لگا دیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس شخص کی مالی حالت بہتر ہوگئی۔ پہلے وہ لوگوں سے لیتا تھا مگر پھر وہ محتاجوں کو دینے والا بن گیا۔

حضرت رسول اللہ ﷺ دوسروں ہی کی نہیں خود اپنے گھر کی اصلاح بھی فرمایا کرتے تھے۔

17 ایک مرتبہ آپ ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن میں سے کسی نے دوسری کو کوئی سست لفظ کہہ دیا،

[1] صحيح البخاري، الاذان، باب وجوب قراءة الفاتحة الخ، حديث: 397. [2] سنن أبي داود، الزكاة، باب ما تجوز فيه المسالة، حديث: 1641، و سنن ابن ماجه، التجارات، باب بيع المزايدة، حديث: 2198.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو حضور ﷺ نے سن لیا۔ آپ ﷺ نے انھیں بڑی نرمی سے سمجھایا کہ کسی کو کوئی ایسا جملہ نہیں کہنا چاہیے جو اسے تکلیف دے۔ کسی کو تکلیف دینا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف دینا ہے۔[1]

ان باتوں کا آپ ﷺ کے حرم پر بڑا اثر ہوا۔ اور آئندہ انھوں نے کبھی ایسا لہجہ اختیار نہ کیا۔

18 ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو کر میکے آ گئیں۔ اس خفگی کا کسی طرح حضور ﷺ کو پتہ چل گیا۔ فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا! سنو میں حکم دیتا ہوں کہ فوراً علی رضی اللہ عنہ کے گھر چلی جاؤ۔ اگر اسی حال میں تم پر موت آ جائے تو محمد ﷺ تمھارا جنازہ نہیں پڑھے گا۔[2]

خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اٹھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر چلی گئیں۔ اور کمال یہ کہ ان کی پیشانی پر کوئی شکن تک نہیں آئی۔

19 ایک مرتبہ حسن رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی کھجور منہ میں ڈال لی۔ حضور ﷺ نے دیکھ لی فرمایا: ”کخ کخ“، یعنی اگل اگل، اور آپ ﷺ نے ننھے نواسے کے منہ میں انگلی ڈال کر وہ کھجور باہر نکال دی۔ اور فرمایا: محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ یہ مال نہیں کھایا کرتے۔“ ...... (صلی اللہ علیہ وسلم)[3]

حضرت نبی کریم ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے میں اصلاحات فرمائیں۔ یہاں اختصار کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نے چند اصلاحات کا ذکر کیا ہے۔ ورنہ اگر آپ ﷺ کی حیات

[1] سنن أبی داود، الأدب، باب فی الغیبة، حدیث: 4875، و جامع الترمذی، صفة القیامة، باب: 51، حدیث: 2502. [2] الطبقات الکبرٰی لابن سعد: 21/8، و الإصابة: 268/8 مع فرق یسیر. [3] صحیح البخاری، الزکاة، باب مایذکر فی الصدقة للنبی ﷺ، حدیث: 1491، و صحیح مسلم، الزکاة، باب تحریم الزکاة علی رسول اللہ ﷺ، حدیث: 1069.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مبارکہ کے وہ واقعات و نظائر اور شواہد بیان کیے جائیں جن کا تعلق اس عنوان سے ہے تو مستقل ایک کتاب تیار ہو جائے۔

بہر حال یہ واقعات ''مشتے نمونہ از خروارے'' ہیں۔ ان کی روشنی میں اگر ہم حضور ﷺ کو مصلح اعظم یا بے مثال و لاجواب مصلح کہہ دیں تو یقیناً بے جا نہ ہوگا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ نہ آج تک کوئی اتنا بڑا مصلح پیدا ہوا ہے اور نہ قیامت تک پیدا ہو سکتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ مسلمانوں کو آنحضور ﷺ کی سیرت و سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آنحضور ﷺ کی صورت مبارکہ

حضور اکرم ﷺ جس طرح سیرت میں لاجواب تھے۔ اسی طرح صورت میں بھی بے مثال تھے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

تیری صورت، تیری سیرت، تیرا نقشہ، تیرا جلوہ
تبسم گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''مصر کی عورتوں نے یوسف علیہ السلام کا جمال دیکھا تو بجائے پھل کاٹنے کے اپنے ہاتھ کاٹ لیے۔ واللہ! اگر وہ حضور ﷺ کا جمال دیکھ لیتیں تو بجائے ہاتھ کاٹنے کے اپنے کلیجے کاٹ لیتیں۔''[1]

[1] تفسیر روح المعانی: 77/13 یہ روایت ہمیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں ملی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''ایک دفعہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ کے چہرہ انور پر نور کے قطرے ڈھلک رہے تھے۔''[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مشہور شعر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے بارے میں فرماتی ہیں:

لَنَا شَمْسٌ وَلِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ
وَشَمْسِیْ خَیْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَآءِ
شَمْسُ السَّمَآءِ تَطْلُعُ بَعْدَ فَجْرٍ
وَ شَمْسِیْ طَالِعَةٌ بَعْدَ الْعِشَآءِ

''ایک ہمارا سورج ہے، ایک آسمان کا سورج ہے۔ ہمارا سورج آسمان کے سورج سے بہتر ہے، آسمان کا سورج صبح کو طلوع ہوتا ہے اور ہمارا سورج شب کو جلوہ بار ہوتا ہے۔''[2]

حضور ﷺ کا اپنا بیان

حضور اکرم ﷺ اپنے اس حسن و جمال کا یوں ذکر فرماتے ہیں:

«اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ»

''اے اللہ! جس طرح تو نے ترکیب و بناوٹ میں مجھے زیبائی بخشی ہے اسی طرح مجھے عادات و خصائل میں بھی حسن عطا فرما دے۔''[3]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نظریہ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ بند آنحضرت ﷺ کی صورت مبارکہ کا کتنا پیارا نقشہ

[1] تاریخ بغداد: 13/252-253. [2] لم اجده. [3] مسند أحمد: 1/403، و صحیح ابن حبان: 2423.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیش کرتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

وَ اَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنٌ
وَ اَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

''اے کونین کے تاجدار ﷺ! آپ ﷺ سے زیادہ حسین کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں اور آپ ﷺ سے بڑھ کر جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ آپ ﷺ ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے ہیں۔ اور یوں لگتا جیسے آپ اپنی مرضی کے مطابق پیدا ہوئے ہیں۔''[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا مشاہدہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شب میں بارگاہ نبوی میں پہنچا۔ حضور ﷺ آرام فرما رہے تھے۔ آسمان پر چودھویں کا چاند اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ ضوبار تھا۔ اور جب میں نے حضور ﷺ کے رخ اقدس کو دیکھا تو اس سے نور کے سوتے پھوٹ رہے تھے۔

دوسرے الفاظ میں یوں کہا کہ آسمان پر بدر نیر ضوریز تھا اور زمین پر سراج منیر جلوہ بار تھا۔

جابر رضی اللہ عنہ دونوں کے حسن کا تقابل کرنے کے بعد اپنی آزادانہ رائے دیتے ہوئے کہتے ہیں:

«فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ»

''میرے پیارے نبی ﷺ اس چاند سے کئی گنا بڑھ کر خوب صورت ہیں۔''[2]

سچ کہا کسی نے:

---

[1] دیوان حسان بن ثابت، ص: 2. [2] جامع الترمذی، الأدب، باب ماجاء فی الرخصة فی لبس الحمرة، حدیث: 2811.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رخ مصطفیٰ ﷺ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں، نہ دکان آئینہ ساز میں

ظاہر و باطن کا حسن

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے حضور ﷺ کا ظاہر اور باطن ایک سا حسین و دلربا تھا۔ جیسے آپ کا باطن منفرد تھا، ویسے ہی آپ کا ظاہر بھی یکتا تھا۔ جس طرح آپ کا دروں دلکش تھا ویسے آپ کا بروں بھی جاذب نظر تھا، اور اس جمال و کمال میں آپ ﷺ کا ثانی نہ کوئی ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ کیا خوب کہا کسی نے:

شاہ ندیدم درجہاں از قاف تاہم قیرواں!
نہ در زمیں نہ در سماں چوں مصطفیٰ باشد دگر [1]

غالباً اسی کا ترجمہ کرتے ہوئے ایک اردو شاعر نے کہا۔ اور بہت خوب کہا:

زندگیاں بیت گئیں اور قلم ٹوٹ گئے
پر تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر فخر کائنات ﷺ کو قریب سے کس نے دیکھا؟ اور ان سے بہتر حضور اکرم ﷺ کی صورت مبارکہ کا نقشہ کون بیان کر سکتا ہے؟

مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشاہدات و تاثرات

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ کا چہرہ انور یوں تاباں تھا:

«كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهِ»

”جیسے آپ ﷺ کے رخساروں میں سورج تیر رہا ہو۔“ [2]

---

① میں نے زمین و آسمان میں اور کوہ قاف سے لے کر قیروان تک جناب محمد مصطفیٰ ﷺ جیسا بادشاہ اور سردار نہیں دیکھا۔ ② جامع الترمذي، المناقب، باب فيصفة النبي ﷺ، حديث: 3648.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ کا مقدس چہرہ یوں تھا کہ جیسے بادل میں بجلی چمکتی ہو۔[1]

اہل عرب کے ہاں تلوار کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ وہ اپنی محبوب شخصیت یا دل پسند چیز کو عموماً تلوار سے تشبیہ دیتے تھے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے چہرے کی چمک دمک کو تلوار سے تشبیہ دیتے ہیں۔[2] جب کہ دوسرے تلوار کی دھار کی مانند کہتے ہیں۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک یوں تھا جیسے کھلا ہوا قرآن ہو۔[3]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ میں کچھ ایسی جاذبیت تھی کہ جو شخص آپ ﷺ کا چہرہ اقدس دیکھ لیتا اثر لیے بغیر نہ رہتا۔ اگر کوئی عقیدت لے کر آتا تو غلام ہو جاتا۔ بغض لے کر آتا تو مرعوب ہو جاتا۔[4]

اُم معبد کا بیان

حضرت نبی کریم ﷺ کا جو حلیہ اور خاکہ ہجرت مدینہ کے دوران اُم معبد نے بیان کیا۔ وہ سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ رحمت للعالمین کی جلد اول میں یوں لکھا ہے:

"پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خو، نہ توند نکلی ہوئی، نہ چندیا (سر کے بال گرے ہوئے) زیبا، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ فراخ، بال لمبے اور گھنے روشن مردمک، سرگیں چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگریالے بال، خاموش وقار کے ساتھ، گویا دل بستگی لیے ہوئے، دور سے دیکھنے میں زنبیدہ نہالی کی تازہ شاخ، زنبیدہ منظر والا قد، مخدوم، مطاع، نہ کوتاہ سخن، نہ فضول گو۔"[5]

---

[1] جامع الترمذی، حدیث :3636. [2] صحیح البخاری، المناقب، باب صفة النبی ﷺ، حدیث : 3552. [3] صحیح البخاری، الاذان، باب أهل العلم والفضل، حدیث : 680 یہاں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ایسے تھا جیسے قرآن مجید کا ایک ورقہ ہو۔ [4] جامع الترمذی، المناقب، باب فی صفة النبی ﷺ، حدیث :3638. [5] مستدرك حاكم : 3/9-10.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اُم معبد رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کا یہ حلیہ مبارک اس وقت بیان کیا جب کہ آپ ﷺ ہجرت کے سفر میں تھے۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 53 برس تھی۔ اور آپ کا یہ حسن و جمال جو اس وقت تھا آخر روز تک قائم رہا۔

اُم معبد رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کا یہ خاکہ اپنے شوہر کے سامنے بیان کیا۔ اب اس کا دل آپ ﷺ کے دیدار کے لیے مچلنے اور ملاقات کے لیے تڑپنے لگا۔ اور وہ بقول حسرت زبان حال سے کہنے لگا:

ہاتھ آئے اگر خاک تیرے نقش قدم کی!
سر پہ اسے رکھوں کبھی آنکھوں سے لگاؤں

جسم اطہر کا خاکہ

آپ ﷺ کا جسم مبارک، پاک صاف اور مجلّی و مصفّی تھا۔ اکثر وضو سے رہتے۔

پسینہ خوشبودار تھا۔ جس راستے سے گزرتے وہ مہک اٹھتا۔

لباس سادہ اور صاف ہوتا۔ تکلف سے یکسر مبراء تھے۔

آپ ﷺ کی سیاہ زلفیں عموماً کانوں تک رہتیں۔

ریش مبارک گھنی اور خوب صورت تھی جو سینہ تک تھی۔

پیشانی روشن اور کشادہ، گردن مناسب لمبی اور کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔

موتیوں جیسے آبدار دانت تھے۔

حیادار سرمگیں آنکھیں، دلربا گفتار، پاکیزہ کردار اور پیاری رفتار تھی۔

آپ ﷺ کی کسی ادا میں تکلف و تصنع نہ تھا۔ نہ آپ ﷺ اسے پسند کرتے تھے۔

آپ ﷺ کی کوئی بات یا عادت کسی کا چربہ نہ تھی بلکہ اپنی تھی۔

آپ کی آواز میں اس قدر سوز و گداز تھا کہ جب قرآن پڑھتے تو لوگ مسحور ہو جاتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کا کوئی پہلو اصلاح طلب نہ تھا بلکہ اصلاح شدہ تھا۔

نگاہ میں شرم اور غیرت تھی۔

جسم مضبوط اور طاقتور تھا۔

طبیعت شگفتہ پھول کی مانند ہمہ وقت کھلی ہوئی، دل یاد خدا سے زندہ اور دماغ ذہانت و فطانت کا گنجینہ تھا۔

رنگ سفیدی مائل گندم گوں تھا۔

ناک باریک اور اونچی، ابرو ملے ہوئے اور پلکیں انتہائی خوب صورت تھیں۔

غرض آپ ﷺ کو جس پہلو سے بھی دیکھا بقول شاعر آپ ﷺ

حسین و دلنشینی، بہر صورت تسر النظرین

کا نقشہ پیش فرما رہے تھے۔ اور صورت و سیرت میں اپنی مثال آپ تھے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ.

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

رہبرِ کامل ﷺ

رسول اکرم ﷺ کی مبارک زندگی ہر شعبے سے منسلک افراد کے لیے اسوۂ کامل کی حیثیت رکھتی ہے۔ کوئی مذہبی پیشوا، سیاسی لیڈر، کسی نظریے کا بانی حتی کہ سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ماننے والے بھی اپنے پیغمبروں کی زندگیوں کو ہر شعبے سے منسلک افراد کے لیے بطور نمونہ کامل پیش نہیں کر سکتے۔ یہ یگانہ اعزاز و امتیاز صرف رسالت مآب ﷺ ہی کو حاصل ہے۔ آپ ﷺ نے کہاں آنکھ کھولی، کس طرح نشوونما پائی، کن لوگوں میں رہے۔ منصب نبوت پر کس طرح فائز ہوئے، اللہ تعالیٰ کے دین کا پیغام کتنی کٹھن جدوجہد سے پہنچایا، آپ کے احباب و اصحاب کیسے تھے؟ آپ کی مساعی جمیلہ سے کیسا انقلاب برپا ہوا۔ اور جب آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو یہ کہاں سے کہاں پہنچ چکی تھی۔ یہ ساری باتیں قرآنِ کریم اور احادیث مقدسہ کے اوراق سے بہ تمام و کمال معلوم ہو سکتی ہیں۔ اسلام اللہ کے آخری رسول ﷺ کی سیرت بتانے کے لیے اپنے سے باہر کسی غیر کے سہارے کا محتاج نہیں۔ آپ کی یہی جامع الجہات اور جامع الصفات شخصیت ہے جو مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی تالیف ''رہبر کامل'' میں پوری آب و تاب سے جگمگا رہی ہے۔ اس میں آپ ﷺ کی نادر شخصیت کے 19 پہلو اس وضاحت سے اُجاگر کیے گئے ہیں کہ آپ ﷺ کی پوری زندگی کے احوال سامنے آ جاتے ہیں۔ اس کتاب میں اُن کے عالم باعمل پوتے مولانا محمد ادریس فاروقی رحمہ اللہ نے بھی گرانقدر اضافے کیے ہیں۔ مولانا فاروقی صاحب نے اس کتاب کا 14 واں ایڈیشن سپرد اشاعت کیا تھا کہ وہ خود جوارِ رحمت میں جا پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دینی و علمی خدمات قبول فرمائے۔ یہ کتاب ہر شخص کو پڑھنی چاہیے اور اس کی تعلیماتِ عظیمہ پر عمل کرنا چاہیے۔ اس کتاب کا اصل مقصد یہی ہے۔

احمد کامران، دارالسلام لاہور

مسلم پبلیکیشنز
سوہدرہ (گوجرانوالہ) / لاہور